1

۷۸۶
مدینہ
۹۲

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

حق پر کون؟

مولف
علامہ محمد ظفر عطّاری

ناشر: مکتبہ کنزالایمان دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

نام کتاب: حق پر کون؟

مولف: علامہ محمد ظفر عطّاری

با اہتمام: محمد اختر اللہ عطّاری

معاونین: محمد اکمل عطّاری، محمد اصغر عطّاری

کمپیوٹر ڈیزائنر: محمد آصف عطّاری
کنزالایمان پروسس لاہور

ہدیہ:

سن اشاعت: باراوّل تاریخ ۱۷ جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ
7 ستمبر 2001ء

ملنے کا پتہ

جامع مسجد غوثیہ تحصیل بازار اندرون بھاٹی گیٹ لاہور
فون: 7640625
برائے مدینہ علامہ صاحب کے نام یا مکتبہ کنزالایمان کے نام پر لیٹر بھی اسی پتہ پر ارسال فرمائیں۔ شکریہ، بعرض ناشر

فہرست

حمد شریف

یااللہ یارحمٰن یاحنان یامنان

بخش دے بخشے ہوؤں کا صدقہ

یااللہ میری جھولی بھر دے

بخش دے میری ساری خطائیں

کھول دے مجھ پر اپنی عطائیں

برسا دے رحمت کی برکھا

یااللہ میری جھولی بھر دے

جنت میں آقا ﷺ کا پڑوسی

بن جائے عطّار الٰہی

بہر رضا و قطب مدینہ

یااللہ میری جھولی بھر دے

(حضرت مولانا محمد الیاس عطّار قادری)

نعت شریف

جب کرم ہوتا ہے حالات بدل جاتے ہیں
کھوٹے سکے بھی تو بازار میں چل جاتے ہیں

آ پڑے ہیں تیرے قدموں میں یہ سن کر ہم بھی
جو تیرے قدموں میں گرتے ہیں سنبھل جاتے ہیں

رکھ ہی لیتے ہیں بھرم ان کے کرم کے صدقے
جب کسی بات پر دیوانے مچل جاتے ہیں

کوئی دیکھے تو ذرا ان کی دہائی دے کر
ان کی رحمت سے تو پتھر بھی پگھل جاتے ہیں

جب کرم ہوتا ہے حالات بدل جاتے ہیں
کھوٹے سکے بھی تو بازار میں چل جاتے ہیں

مناجات

اَلمدد اَے خدا، سب کے حاجت روا، آج ایمان کی جان خطرے میں ہے
رہزن دین بننے لگے رہنما حق پرستوں کا ایمان خطرے میں ہے

آہ کشمیر، قبرص، فلسطین، یا اری ٹیریا، روس اور چین میں
حق کی خاطر مسلمان کھولیں زباں جسم خطرے میں ہے جان خطرے میں ہے

عہد انگریز کی سب سے لعنت بڑی، تھا جو وکٹوریہ نے بنایا نبی
اس کے اب پیروکار اس قدر ہو گئے، جس سے نظم گلستان خطرے میں ہے

ناچ گانے غضب آج محبوب ہیں، آہ اُمّ الخبائث کے مشروب ہیں
ہو رہی امیروں میں خرمستیاں، دورِ حاضر کا انسان خطرے میں ہے

رہزنوں کا ہوا گرم بازار ہے، رہنماؤں سے اَب قوم بیزار ہے
غیرتِ دین و ایمان کا بیوپار ہے، آج سچا مسلمان خطرے میں ہے

کیسے تفسیر و تفہیم کے نام سے، کیسے فکر و تدبّر نما دام سے
یُوں مطالب بتاتے ہیں آیات کے جن سے مفہوم قرآن خطرے میں ہے

مصطفیٰ ﷺ کے فرامین وردِ زباں مصطفیٰ ﷺ کی اُنھیں سے کریں کسرِ شاں
کس غضب کی ہیں یہ شوخیاں الاماں، تیرے پیارے کا فرمان خطرے میں ہے

اہلِ اِسلام کو منتشر کر دیا، اَب تو ہر فرد ہے ایک فرقہ جُدا
دشمنانِ نبی بن گئے اولیاء آج سچوں کی پہچان خطرے میں ہے

ہم نے مانا کہ بے شک خطا کار ہیں، مالکِ دو جہاں ہم گنہگار ہیں
اُمتی ہیں مگر تیرے محبوب ﷺ کے، اُمتِ شاہ ذیشان خطرے میں ہے

بہر شاہِ اُمم ہو نگاہِ کرم، پھر ترقی کرے قوم یہ دم بدم
شان و شوکت سے اخترؔ بھی چمکے ترا، ذُو المنن وہ پریشان خطرے میں ہے

انتساب

فقیر اپنی اس تالیف کو اپنے شیخ امیر اہل سنت امیر دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ و مدظلہ العالی اپنے شفیق و محترم استاد حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اکمل عطا قادری عطّاری دامت فیوضہم اور اپنے پیارے و میٹھے والدین کریمین کی بارگاہ میں منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کے صدقے میری اور تمام اہل ایمان کی مغفرت فرمائے۔

آمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد ظفر عطاّری غفرلہٗ

۱۴۲۲ھ جمادی الثانی بروز جمعۃ المبارک

عرض ناشر

حمد ہے اس ذات کیلئے جس نے انسانوں کی ہدایت کیلئے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا پھر آخر میں اپنے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر اس پاکیزہ سلسلہ پر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خاتمیت کی مہر ثبت کردی اور اپنے محبوب آفتابِ نبوت مہر رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہر و باطنی تعلیمات کو جاری رکھنے کیلئے علمائے کرام واولیائے عظام رحمہم اللہ کا سلسلہ تا قیامت جاری وساری کردیا مبارک ہیں وہ ہستیاں جنکی ذات، جنکی زبان وقلم اور جنکی سیرت مشعل راہ ہدایت ہے۔

انہی نفوس قدسیہ میں امیر اہلسنت امیر دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوالبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دامت فیوضہم بھی ہیں جنہوں نے لاکھوں مسلمانوں کو راہِ راست پر لاکر سرکارِ مدینہ راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتوں کا چلتا پھرتا نمونہ بنادیا اور لاکھوں نوجوانوں نے آپ کی ذاتِ بابرکت سے فیوض وبرکات حاصل کیں جن میں مولف ھذا کتاب محمد ظفر عطاری کو وافر حصہ نصیب ہوا یقیناً یہ مولف کے لیے بڑی سعادت کی بات ہے کہ انھوں نے زمانے کے بہت بڑے فتنے کی کارستانیوں کو روشناس کرایا اور اپنے عقائد کو قرآن وحدیث اور بزرگان دین کے نظریات سے واضح وثابت کیا۔ اور تمام اختلافی مسائل وعقائد پر ایک جامع کتاب لکھ کر اسلامی بھائیوں کے لئے آسانی مہیا کردی۔ ہر عام وخاص اس کتاب سے خوب استفادہ کرسکتا ہے

اللہ تعالیٰ مولف کی اس سعی کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرما کر عوام الناس کو اس کتاب سے استفادہ کرنے اور مزید تصنیفات وتالیفات کو آسان فہم کرکے عوام الناس تک پہنچانے کی توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

محمد اختر اللہ کندی عطاری

عرض مولف

ابتدائے آفرینش سے اس عالم رنگ و بو میں کئی مرتبہ بہار آئی اور کئی مرتبہ چمن اجڑا اسلام کے لہلہاتے گلشن کو بہتوں نے سیراب کیا اور بے شمار فتنہ پردازوں نے اسے اجاڑنے کی ناکام کوشش کی ہر دور میں نت نئے فتنے پیدا ہوتے رہے اور حق کے آگے تہ تیغ ہوتے رہے۔

حق و باطل کا یہ معرکہ جو چودہ سو سال سے زائد عرصہ کو محیط ہے دورِ حاضر تک جاری ہے

زمانہء قریب میں بھی اُمت مسلمہ کے اندر ابتداءً پاک و ہند میں ایک عظیم انتشار پیدا ہوا اور قلیل عرصے میں پورے عالم اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اس طرح امتِ محمدیہ ﷺ دو گروہوں ''بریلویت و دیوبندیت'' میں تقسیم ہوگئی۔

اس انتشار کے پیچھے کون سے عوامل اثر انداز تھے اس موضوع پر ہماری گفتگو نہیں ہماری گفتگو ان دونوں گروہ کے عقائد کی نشاندہی کرنا اور پھر یہ ثابت کرنا ہے کہ ''حق پر کون ہے؟'' تاکہ ہمارے پریشان حال عوام صحیح راہ اختیار کرسکیں

حضرات گرامی اس کتاب کے اندر سب سے پہلے عقیدہ پھر قرآن و حدیث سے ثبوت اور بزرگان دین رحمہم اللہ کے نظریات و عقائد کا اہتمام کیا گیا ہے اور مسئلہ کی مزید وضاحت کے لیے آخر میں اعتراضات کے جوابات کا بھی التزام ہے۔

ویسے تو اس موضوع پر کافی کام ہو چکا ہے لیکن اس پر ایک جامع کتاب میری نظر سے نہیں گزری اور اگر کوئی جامع کتاب موجود بھی ہے تو انداز دقیق ہونے کی وجہ سے عام لوگ اس سے استفادہ نہ کرسکے لہٰذا اس کتاب کے اندر اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے کہ انداز سہل ہو تاکہ ہر خاص و عام کے لیے مفید ثابت ہو۔

آخر میں اپنے قارئین کرام کی بارگاہ میں التجاء ہے کہ کم علمی کی وجہ سے اس کتاب میں جس نوعیت کی خامی و غلطی ہو تو براہِ کرم اصلاح فرمادیں انشاءاللہ عزوجل اگلے ایڈیشن میں اسکی تصحیح کردی جائے گی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ میری اس ادنیٰ سی کاوش کو اپنی بارگاہِ بے کس پناہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور بتقاضائے بشریت جو بھی خطا سرزد ہوگئی ہو اسے معاف فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد ظفر عطاری عفی عنہ

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب ﷺ
اُس بُرے مذہب پر لعنت کیجیے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توحید و شرک

نہایت افسوس کی بات ہے کہ جس عقیدہ توحید پر امت مسلمہ کو مجتمع کیا گیا تھا آج اسی امت کے اندر جہالت اور عدم واقفیت کی وجہ سے بعض لوگوں نے اس پاکیزہ عقیدہ توحید کے اندر اپنی خود ساختہ اور من پسند تعریفات و مباحث ایجاد کر کے اس کی حقیقی صورت کو مسخ کر دیا اور امت میں ایسا انتشار پیدا کر دیا کہ امت محمدیہ دو ایسے گروہوں میں منقسم ہوگئی کہ ایک دوسرے کے خون کی پیاسی بن گئی۔ اسلام نے جس بنیاد یعنی لا الہ الا اللہ پر امت مسلمہ کو متحد کیا تھا آج وہی بنیاد فتنہ و فساد کی شکل میں آپ کے سامنے ہے۔

آج توحید کے برائے نام داعی مسلمانوں کو مشرک و کافر کہنے میں ذرہ برابر عار محسوس نہیں کرتے اور امت محمدیہ کا شیرازہ بکھیرنے میں کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے کتنے افسوس کی بات ہے کہ پورا کفر دین اسلام کے خلاف متحد ہو چکا ہے لیکن یہ لوگ مسلمانوں پر شرک و بدعت کے فتوے لگا کر کفار کے ناپاک عزائم کو تقویت دے کر دین اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں۔

اس صورت حال کو مدنظر رکھ کر فقیر نے اس موضوع پر قلم اٹھایا تا کہ ہمارے مسلمان بھائی توحید و شرک کی حقیقی صورت کو پہچانیں اور حقیقت حال سے آگاہی حاصل کر کے جان سکیں کہ شرک کیا ہے؟ اور اسلام کے نزدیک شرک کا حقیقی مفہوم کیا ہے۔

کیونکہ شرک ایک ایسا زہر ہلاہل ہے جو انسان کے بربادی ایمان اور اعمال صالحہ کو باطل کرنے کا سبب بنتا ہے یہ ایسا موضوع ہے کہ جس پر ہماری دنیا و آخرت کی بہتری کا دارومدار ہے اور اس پر عدم واقفیت کی بناء پر ہوسکتا ہے کہ کہیں اس غلاظت سے ہمارا دامن آلودہ ہو چکا ہو اور ہماری دنیا و آخرت کی بربادی کا سامان تیار رکھا ہو لہٰذا اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ہر مسلمان پر بے حد لازم و ضروری ہے۔

لہٰذا سب سے پہلے توحید و شرک کی تعریف کی جاتی ہے۔

توحید کی تعریف

حضرت علامہ مولانا سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ توحید کی تعریف میں لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک ہونے سے پاک ماننا یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ ہے ویسا کسی کو خدا نہ ماننا اور علم وسماعت وبصارت وغیرہ جیسی صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں ایسی صفات کسی کی نہیں یہ عقیدہ رکھنا توحید کہلاتا ہے۔

شرک کی تعریف

علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ شرک کی تعریف اس طرح لکھتے ہیں۔

الاشراك هو اثبات الشريك فى الو هيت بمعنى واجب الو جود كما للمجوس او بمعنى استحقاق العبادت كما للعبد الاصنام

(شرح عقائد)

ترجمہ : شرک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو واجب الوجود ماننا جیسا کہ مجوسیوں کا عقیدہ ہے یا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کو لائق عبادت جاننا جیسا کہ بت پرستوں کا عقیدہ ہے۔

واجب الوجود : ایسی ذات جو اپنے موجود ہونے میں کسی دوسرے کی محتاج نہ ہو اور نہ ہی اس کی کوئی ابتداء ہو اور نہ انتہاء۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اب اگر کسی نے یہ عقیدہ رکھا کہ جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات واجب الوجود ہے اسی طرح کوئی دوسرا بھی واجب الوجود ہے۔ مثلاً کسی نبی یا فرشتے وغیرہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ بھی واجب الوجود ہیں ایسا شخص بے شک مشرک ہے۔

الحمد اللہ اہلسنت والجماعت میں کوئی شخص ایسا نہیں جو یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ رسول اللہ یا کوئی ولی اللہ تعالیٰ کی طرح واجب الوجود ہے یا جیسے اللہ تعالیٰ کی کوئی ابتداء وانتہا نہیں ایسے ہی کسی نبی یا ولی کی ابتداء وانتہا نہیں ایسا عقیدہ کوئی بھی نہیں رکھتا۔

شرک کی اقسام

شرک کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) شرک فی الذات (۲) شرک فی الصفات

۱) شرک فی الذات : یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک میں کسی غیر کو شریک ٹھہرانا مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جیسا کسی دوسرے کو سمجھنا۔

اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکت واجب الوجود ہے لہٰذا کسی دوسرے کو واجب الوجود ماننا شرک فی الذات کہلاتا ہے۔

۲) شرک فی الصفات : اللہ تعالیٰ کی صفات عالیہ میں کسی غیر کو شریک ٹھہرانا یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ جیسی صفات عالیہ کے ساتھ متصف ہے۔ایسی صفات کسی دوسرے کے لئے ثابت کرنا شرک فی الصفات ہے۔

سوال : سمیع وبصیر اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں اگر یہ صفات کسی دوسرے کے لیے ثابت کی جائیں تو کیا یہ شرک ہے؟

جواب : اللہ تعالیٰ سمیع وبصیر ہے اور انسان بھی سمیع وبصیر ہے۔جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان اللہ سمیع و بصیر۔ (سورہ لقمان)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ سنتا اور دیکھتا ہے۔

ایک دوسری جگہ انسان کی صفات بیان فرماتے ہوئے ارشاد باری ہے۔

فجعلنا سمیعا بصیرا۔ (سورہ دھر)

ترجمہ: پس ہم نے انسان کو سننے اور دیکھنے والا بنایا۔

تشریح : ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے سمیع وبصیر کی صفات اپنے لیے بھی بیان فرمائیں اور انسان کے لیے بھی لیکن اللہ تعالیٰ اور انسان کی صفات میں فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ صفات ازلی وابدی ہیں اور بندوں کی یہ صفات اللہ تعالیٰ کی محتاج ہیں اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں۔جبکہ اللہ تعالیٰ کی صفات اپنے قبضہ قدرت میں ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت رؤف رحیم بھی ہے۔ جیسے سورہ نور میں ارشاد ربانی ہے۔

وان اللّٰہ رئوف رحیم (سورہ نور)

ترجمہ : اور بے شک اللہ تعالیٰ رؤف رحیم ہے۔

ایک دوسرے مقام پر اپنے محبوب کریم رؤف رحیم حبیب ﷺ کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

وبا المو منین رؤ ف رحیم۔ (سورہ توبہ)

ترجمہ : (رسول اللہ ﷺ) مومنین پر رؤف و رحیم ہیں۔

ان دونوں آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے بھی اور اپنے حبیب کریم ﷺ کے لئے بھی رؤف رحیم کی صفات ثابت فرمائیں۔

لیکن ان میں فرق بعینہ اسی طرح ہوگا جیسا پہلے مذکور ہوا یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ صفات ذاتی ہیں اور اپنے قبضہ قدرت میں ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ کی یہ صفات عطائی اور اللہ تعالیٰ کی حاجت مند ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی صفات قدیم ہیں جبکہ انسان کی صفات حادث ہونے والی (یعنی ختم ہونے والی ہیں)

قدیم : جس کی کوئی ابتداء نہ ہو۔ یعنی یہ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ایک سال پہلے تھیں اب نہیں بلکہ اس کی صفات ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان العزۃ للّٰہ جمیعا۔ (سورہ یونس)

ترجمہ: بے شک عزت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔

وللّٰہ العزۃ و لر سولہ و للمو منین۔ (سورہ منافقون)

ترجمہ: اور بے شک عزت اللہ کے لیے اور اسکے رسول کے لئے اور مومنین کے لئے ہے پہلی آیت میں عزت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے اور دوسری میں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ اور مومنین کے لیے ثابت ہے۔

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے لئے بھی جو صفات بیان ہوئیں قرآن نے وہی صفات غیر اللہ

کے لیے بھی ثابت کیں۔

اب دل کے اندھوں سے ہم سوال کرتے ہیں کہ کیا اللہ کا قرآن شرک کی دعوت دے رہا ہے کہ جو صفات اللہ تعالیٰ کے لئے بیان ہوئیں وہ صفات انسان کیلئے بھی ثابت کیں یقیناً نہیں قرآن شرک کی دعوت نہیں دیتا بلکہ بعض نام نہاد اپنے قلبی بغض وعناد کی وجہ سے اہلسنت والجماعت پر شرک کے فتوے لگا کر اپنی جہالت کا اظہار کر کے تفرقہ بازی کو ہوا دیتے ہیں اور فتنہ وفساد کے ابواب کھول کر امت محمدیہ میں انتشار پیدا کرتے ہیں۔

جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا کہ چاہیے تو یہ تھا کہ امت مسلمہ کو مجتمع کیا جاتا اور کفار کے ناپاک ارادوں کو نیست ونابود کرنے کے لئے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے دین اسلام کی تقویت کے لئے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کیا جاتا لیکن افسوس کہ ان لوگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو مسلمانوں کو مشرک ثابت کرنے میں جھونک دیا۔

نبی غیب دان ﷺ نے تو ہزاروں سال پہلے ارشاد فرمادیا تھا۔

"انا اخشا علیکم ان تشرکو ولکن اخشا ان تنافسوا"

ترجمہ: مجھے اس بات کا کوئی خطرہ نہیں کہ تم خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ گے لیکن مجھے اس بات کا خوف ہے کہ تم ایک دوسرے سے حسد کرو گے۔

اس حدیث پاک میں تو رسول ﷺ نے اپنی امت میں شرک کی موت پر مہر ثبت فرمادی لیکن یہ لوگ اس غلاظت کو زندہ کرنے پر مصر (اصرار کرنے والے) ہیں اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔

بدعت کی تعریف

دیوبندیوں کے نزدیک چونکہ بدعت کا استعمال بھی بہت زیادہ ہے اس لئے اس کے بارے میں بھی جاننا لازم وضروری ہے۔ چنانچہ بدعت کی تعریف میں۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

قال النووی البدعة کل شی عمل علی غیر مثال سبق و فی الشرع احداث مالم یکن فی عهد رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم.

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

ترجمہ : امام نووی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایسی شی کہ جس کی مثل زمانہء سابق میں نہ ہو اسے بدعت کہتے ہیں اور شریعت میں کسی ایسی چیز کا ایجاد کرنا جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں نہ ہو بدعت کہتے ہیں۔

ایک تعریف اس طرح بھی کی گئی ہے "وہ نیا کام جو زمانہ نبوی کے بعد ایجاد ہوا یہ عام ہے کہ اس نئے کام کا تعلق اعتقاد سے ہو یا اعمال سے دینی ہو یا دینوی۔

حدیث پاک سے بدعت کا ثبوت

من سن فی الا سلا م سنۃ حسنۃ فلہ اجر ھا واجر من عمل بھا من بعدہ من غیر ان ینقص من اجور ھم شی و من سن فی الاسلا م سنۃ حسنۃ کان علیہ و زرھا و وزرمن عمل بھا من بعدہ من غیر ان ینقص من اوزارھم شئی (مسلم شریف، مشکوۃ ص ۳۳)

ترجمہ: جو شخص اسلام میں اچھے طریقے کو رائج کرے گا تو اس کو اس کا ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کا بھی ثواب ملے گا جو اس کے بعد اس کے ایجاد کردہ فعل پر گامزن رہے اور عمل کرنے والوں کے اجر میں کچھ کمی واقع نہیں ہوگی اور جو شخص دین اسلام میں کسی برے عمل کو رائج کرے گا تو اس پر اسی عمل کو رائج کرنے کا بھی گناہ ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کا بھی جو اس کے بعد اس کے طریقے پر چلتے رہے اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی۔

تشریح: اس حدیث سے پتہ چلا کہ اچھا طریقہ ایجاد کرنے پر ثواب ہے اور اسی اچھے عمل کو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور جو برا عمل ایجاد کرے گا اسے اس کا گناہ ملے گا اور اسی کو بدعت سیئہ کہتے ہیں۔

بدعت کی اقسام

بدعت کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) بدعت اعتقادی (۲) بدعت عملی

(۱) بدعت اعتقادی : وہ عقائد باطلہ جو حضور نبی کریم ﷺ کی حیات ظاہری کے بعد ایجاد ہوئے جیسے دیوبندیوں کا عقیدہ ہے۔

کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے یا رسول اللہ ﷺ کے بعد دوسرا نبی آسکتا ہے یا نماز میں رسول

اللہ کا خیال بیل گدھے وغیرہ کے خیال سے بدتر ہے۔(نعوذ باللہ من ذالک)

(۲) بدعت عملی : اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) بدعت حسنہ (۲) بدعت سیئہ

(۱) بدعت حسنہ : وہ نیا کام جو نہ تو خلاف سنت ہو اور نہ ہی کسی سنت کو مٹانے والا ہو جیسے محفل میلاد شریف منانا۔ یا گیارہویں شریف وعرس بزرگان دین منانا۔ وغیرہ

(۲) بدعت سیئہ : وہ نیا کام جو خلاف سنت ہو یا کسی سنت کو مٹانے والا ہو جیسے پینٹ شرٹ پہننا۔

مدینہ: بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ میں سے ہر ایک کی پھر تین تین قسمیں ہیں۔

(۱) بدعت حسنہ کی تقسیم: (۱) بدعت مباحہ

(۲) بدعت مستحبہ (۳) بدعت واجبہ

(۱) بدعت مباحہ : وہ نیا کام جو خلاف شرع نہ ہو اور بغیر نیت خیر کے کیا جائے جیسے یوم آزادی پاکستان منانا، شادی بیاہ پر چراغاں کرنا وغیرہ

(۲) بدعت مستحبہ : وہ نیا کام جو خلاف شرع نہ ہو اور نیت خیر کے ساتھ کیا جائے عوام الناس اس کو ثواب جانتے ہوں۔ جیسے

محفل میلاد منانا، خطبہ جمعہ وعیدین میں صحابہ کرام کا ذکر کرنا، دینی اجتماعات کا انعقاد کرنا، مساجد کو مزین کرنا، وغیرہ

(۳) بدعت واجبہ : وہ نیا کام جو خلاف شرع نہ ہو اور ترک کرنے کی صورت میں مسلمان حرج میں مبتلا ہو جائیں۔

جیسے قرآن پاک پر اعراب لگانا، دینی مدارس کا قیام، علم صرف ونحو کا حاصل کرنا۔

(۲) بدعت سیئہ کی تقسیم

(۱) بدعت مکروہ تنزیہی (۲) بدعت مکروہ تحریمی

(۳) بدعت حرام

(۱) بدعت مکروہ تنزیہی : وہ نیا کام جو خلاف سنت ہو اور سنت غیر موکدہ کو

ترک کرنے کا سبب بنے۔
جیسے ننگے سر یا کھڑے ہو کر کھانا پینا۔
(۲) **بدعت مکروہ تحریمی :** وہ نیا کام جو خلاف سنت ہو اور سنت موکدہ کو ترک کرنے کا سبب بنے۔ جیسے، داڑھی منڈانا، یا کٹا کر ایک مٹھی سے کم کر لینا۔
(۳) **بدعت حرام :** وہ نیا کام جو خلاف شرع ہو اور فرض یا واجب کو ترک کرنے کا سبب بنے۔
جیسے فلمیں ڈرامے دیکھنا، مزارات کو سجدہ کرنا یا بزرگان دین کے مزارات پر ڈھول پیٹنا وغیرہ۔

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ہر بدعت بری نہیں ہوتی جیسا کہ دیوبندی وہابی حضرات نے سمجھ رکھا ہے ورنہ اس طرح تو کوئی شخص بھی بدعت سے نہیں بچ سکتا بلکہ دیوبندی خود بھی اس سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے (آمین)

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

حیاتِ انبیاء

اہلسنت والجماعت کا عقیدہ

حضرت علامہ مفتی امجد علی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

انبیاء علیھم السلام اسی طرح بحیات حقیقی زندہ ہیں جیسے دنیا میں زندہ تھے کھاتے پیتے ہیں جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں تصدیق وعدۂ الٰہیہ کیلئے ایک آن کو ان پر موت طاری ہوئی پھر بدستور زندہ ہو گئے ان کی حیات، حیات شہداء سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ شہید کا ترکہ تقسیم ہوگا اس کی بی بی بعد عدت نکاح کر سکتی ہے بخلاف انبیاء کے کہ وہاں یہ جائز نہیں۔ (بہار شریعت ج ا ص ۱۷)

غزالی زماں حضرت علامہ مولانا سعید احمد کاظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیائے کرام بالخصوص رحمۃ للعالمین ﷺ حیات حقیقی اور جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اپنی نورانی قبروں میں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھاتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، سنتے ہیں دیکھتے ہیں جانتے ہیں کلام فرماتے ہیں اور سلام کرنے والوں کا جواب دیتے ہیں چلتے پھرتے اور آتے جاتے ہیں جس طرح چاہتے ہیں تصرفات فرماتے ہیں اور اپنی اُمتوں کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ (مقالات کاظمی ج ۲ ص ۲)

عقیدے کی وضاحت کے بعد اب ہم حیات انبیاء کے ثبوت پر قرآن کریم احادیث مبارکہ اور بزرگان دین کے حوالا جات اور آخر میں منکرین کے اکابرین کی کتابوں سے اس کا ثبوت پیش کریں گے امید ہے منکرین عدم تعصب و عناد کا مظاہرہ کر کے اپنے عقیدہ کو درست کرنے کی کوشش کریں گے۔

واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

قرآن سے حیات انبیاء کا ثبوت

جو اللہ کی راہ میں مارا جائے اسے مردہ مت کہو

ولا تقولو المن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون۔

(سورہ بقرہ پارہ ۲۔ آیت ۱۵۴)

ترجمہ کنز الایمان: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتا بل احیاء عندربھم یرزقون فرحین بما اتا ھم اللّٰہ من فضلہ و یستبشرون بالذین لم یلھقوا بھم من خلفھم الا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔

(سورۃ اٰل عمران آیت ۱۲۹ پارہ ۴)

ترجمہ کنز الایمان: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اور خوشیاں منا رہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو ابھی ان سے نہ ملے کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم۔

تشریح: یہ آیت مبارکہ حضور نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام کی حیات پر دلیل ہیں کیونکہ یہ آیات شھداء کی حیات پر صراحت کے ساتھ دلالت کر رہی ہیں تو انبیاء کرام کا مرتبہ و مقام شھدا سے بہت اعلیٰ و افضل اور بلند ہے لہٰذا ان کے لئے حیات بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگی۔

کیونکہ ایک امتی اور عام سپاہی جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہونے سے اپنی قبر میں زندہ ہے تو ماننا پڑے گا اس امتی و غلام کا آقا بھی اپنی قبر میں زندہ ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

من کانت حیاتہ بنفسہ یکون مماتہ بذھاب روحہ و من کانت حیاتہ بربہ فانہ ینتقل من حیاۃ الطبع ای حیاۃ الاصلی وھی حیاۃ الحققۃ و اذا کان

القتيل بسيف الشرعية حيا مرزوقا فكيف من قتل بسيف الصدق والحقيقة۔ (روح البیان)

ترجمہ: وہ شخص جو بنفسہ زندہ ہے وہ اپنی روح کے نکلنے سے مردہ ہو جاتا ہے اور وہ شخص جو اپنے رب عزوجل کے ساتھ زندہ ہے تو وہ حیات طبعی سے حیات اصلی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور یہ حقیقی ہے۔(لہذا ثابت ہوا) کہ جو شریعت کی تلوار سے قتل ہونے والا زندہ ہے اور اسے رزق بھی دیا جاتا ہے تو صدق وحقیقت کی تلوار سے قتل ہونے والا کیسے مردہ ہوسکتا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے

وماارسلنك الا رحمة للعالمين ۔ (سورۃ انبیاء پارہ ۱۷ آیت ۱۰۷)

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

تشریح : اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو تمام عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے اور آپ کا رحمت ہونا عام ہے مومن کے لئے بھی اور کافر کے لئے بھی کیونکہ آپ کی وجہ سے عذاب کے اندر تاخیر ہوئی اور کفار کے چہرے مسخ ہونے اور دنیا میں عذاب الٰہی سے محفوظ رہے اور آپ کا رحمت ہونا تمام جہانوں کیلئے ہے یعنی عالم ارواح ہوں یا عالم اجسام یا عالم دنیا اور جمیع مخلوقات چاہیئے ذوی کیلئے ہے یعنی عالم ارواح ہوں یا عالم اجسام یا عالم دنیا اور جمیع مخلوقات چاہیے ذوی العقول (عقل والے مثلا انسان) اور غیر ذوی العقول (بے عقل یعنی جانور ہوں لہذا ماننا پڑے گا کہ آپ اپنے ظاہری حیات میں بھی رحمت ہیں اور بعد وفات بھی رحمت اور تمام عالمین کیلئے رحمت ہونا آپ کی حیات کا تقاضا کرتا ہے۔

ولو انهم اذظلمو انفسهم جاء وك فاستغفر والله واستغفرلهم الرسول لوجدو الله توابا رحيما۔ (سورہ نساء پارہ ۵، آیت ۶۴)

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا پائیں۔

تشریح: اس آیت کریمہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر مغفرت طلب کرنے اور حضور کا ان کے لئے شفاعت کرنے کا حکم عام ہے یعنی آپ کی حیات ظاہری میں

بھی اور آپ کے وصال ظاہری کے بعد بھی آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مغفرت طلب کریں تو حضور علیہ السلام اس کی شفاعت کریں گے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قدم علینا اعرابی بعد مادفنا رسول اللہ ﷺ بثلاثة ایام فرمی بنفسه علی قبره و حثا علی راسه من ترابه و قال یا رسول اللہ ﷺ قد ظلمت نفسی و جئتك تستغفرلی فنودی من القبر قد غفرلك

(شواہد الحق)

ترجمہ: (حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی تدفین کے تین دن بعد ہمارے پاس آیا پس اس نے اپنے آپ کو حضور کی قبر شریف کے ساتھ رگڑا اور اپنے سر پر قبر انور کی مٹی ڈالنا شروع کر دی اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ میں اپنی جان پر ظلم کر بیٹھا ہوں اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے لیئے مغفرت طلب کریں تو قبر انور سے آواز آئی تحقیق تیری مغفرت کر دی گئی۔

تشریح: اس حدیث پاک سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام کا عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ حیات ہیں اور اپنے غلاموں کی شفاعت فرماتے ہیں ورنہ اعرابی کا قبر انور پر حاضر ہونے اور شفاعت کا سوال کرنے کا اور کیا مطلب ہو سکتا ہے۔

احادیث سے حیات انبیاء کا ثبوت

انبیاء کو قبروں میں رزق دیا جاتا ہے

ان اللّٰه حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللّٰه حیی یرزق

(ابن ماجہ۔مشکوۃ شریف)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیھم الصلاۃ والسلام کے اجسام کو کھانا حرام فرمادیا ہے پس اللہ عزوجل کے نبی زندہ ہوتے ہیں اور انہیں رزق بھی دیا جاتا ہے۔

ایک اور حدیث میں معراج کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے سرکار دوعالم ﷺ فرماتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے

مررت علی موسی وھو یصلی فی قبرہ

(مسلم شریف ج۲ص۲۶۸)

ترجمہ: (معراج کی رات) میں موسی علیہ السلام کی قبر پر سے گزرا تو آپ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز ادا فرمارہے تھے۔

انبیاء قبور میں نماز پڑھتے ہیں

ایک اور حدیث میں ہے

الانبیاء احیاء فی قبور ھم یصلون (خصائص کبری ص۲۸۱ ج۲)

ترجمہ: انبیاء علیھم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور وہ نماز بھی پڑھتے ہیں۔

زمین انبیاء کے جسموں کو نہیں کھاسکتی

ایک اور حدیث میں ہے

ان اللّٰه حرمه علی الارض اجسام الانبیاء

(ابوداؤد،ابن ماجہ،دارمی،بیہقی،مشکوۃ شریف)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیھم السلام کے جسموں کو (کھانا) حرام فرمادیا ہے۔

ایک اور حدیث میں سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں۔

معراج کی رات تمام انبیاء نے حضور کی اقتداء کی

قدر ایتنی فی جمامة من الانبیاء فاذاموسی قائم یصلی فاذا رجل ضرب جعد کانه من دجال شوءة واذا عیسی قائم یصلی اشبه الناس به صاحبکم یعنی نفسه فخانت الصلاة امتهم

(مسلم شریف ص۵۲۹۔۵۳۰)

ترجمہ: تحقیق میں (یعنی حضور نبی کریم ﷺ) نے اپنے آپ کو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی جماعت میں دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہو کر نماز ادا فرما رہے تھے آپ علیہ السلام درمیانے قد اور گھنگریالے بالوں والے تھے گویا کہ وہ شنود کے لوگوں میں سے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی کھڑے نماز ادا فرما رہے تھے اور وہ تمہارے صاحب یعنی میرے ہم شکل تھے پھر نماز کھڑی ہوگئی اور میں نے تمام انبیاء کی امامت کرائی۔

ایک اور حدیث میں سفر معراج کا واقعہ بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

مررت علی موسی لیلة اسی بی عند الکثیب الاحمر وهو قائم یصلی فی قبره۔ (القول البدیع)

ترجمہ: معراج کی رات میں سرخ وادی پر سے موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا اور وہ اپنی قبر میں نماز ادا فرما رہے تھے۔

ایک اور حدیث میں ہے

کانی انظر الی موسی وافعا اصبعیه فی اذنیه۔

(شفاء السقام ص۱۳۸)

ترجمہ: گویا کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنی انگلیاں کانوں میں رکھے ہوئے ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

کانی انظر الی موسی علی السلام بطامن الشنیة وله جوار الی اللّٰه

تعالیٰ بالتلبیہ۔ (المسلم ج۲ص۲۲۸)

ترجمہ: گویا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گھاٹی سے تلبیہ کہتے ہوئے اترتا دیکھ رہا ہوں (جب یزید نے مدینہ شریف پر حملہ کیا اور مسجد نبوی میں اذان دینے اور نماز ادا کرنے پر پابندی عائد کردی تو اسی دوران صحابہ کرام وتابعین عظام رضوان اللہ علیھم اجمعین نے حضور نبی کریم ﷺ کی قبرانور سے اذان کی آوازیں سنیں۔

چنانچہ سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

حضور کی قبرانور سے اذان کی آواز آتی

وما یاتی وقت صلوۃ الا سمعت الاذان من القبر۔

(الحاوی للفتاوی ج۲ص۲۶۶)

ترجمہ: کسی بھی نماز کا وقت ایسا نہیں آیا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی قبرانور سے اذان کی آواز نہ سنی ہو۔

حضرت عائشہ کا عقیدہ

کنت ادخل البیت فاضع ثوبی و قول انما زوجنی و ابی فلما دفن عمر معھا ما دخلتہ الا وانا مشدودق علی ثیابی حیاء من عمر۔

(مشکوۃ شریف ص۱۵۴)

ترجمہ: (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) میں جب اپنے حجرے (یعنی رسول ﷺ کے مزار اقدس) میں داخل ہوتی تو پردہ نہ کرتی تھی اور میں کہتی کہ یہ میرے شوہر (حضور نبی کریم ﷺ) اور دوسرے میرے والد محترم (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) ہیں (یعنی شوہر اور والد سے چونکہ پردہ نہیں ہوتا اس لئے میں پردہ نہ کرتی) لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان دونوں بزرگوں کے ساتھ دفن ہوئے تو پھر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حیاء کی وجہ سے خوب اچھی طرح پردہ کرکے جاتی۔

ثابت ہوا کہ حضرت عائشہ کا عقیدہ تھا کہ انبیاء اور اولیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں ورنہ پردہ کرنے اور نہ کرنے کا کیا مطلب۔

ایک اور حدیث موقوف میں حضرت زبیر بن بقار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

حضور کی قبر سے اذان کی آواز

لم ازل اسمع الاذان والا اقامة من قبر رسول اللّٰہ ایم حرة حتی عاد الناس۔

ترجمہ: میں روزانہ ایام حرۃ کے دوران حضرت رسول اللہ ﷺ کی قبر انور سے اذان اور اقامت کی آواز سنتا تھا یہاں تک کہ لوگ واپس آ گئے۔

ایک اور حدیث میں ہے

کان لا یعرف وقت الصلاة الا بهمهمة من قبر النبی۔

(زرقانی علی المواھب ص ۳۳۲ ج ۵)

ترجمہ: نماز کا پتہ نہیں چلتا تھا لیکن نبی کریم کی قبر انور سے گنگناہٹ کی آواز سے پتہ چل جاتا۔ کہ (نماز کا وقت ہو گیا ہے)

انبیاء علیھم السلام کو قبور میں رزق دیا جاتا ہے

حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے

اکثر واعلی صلاة یوم الجمعة فانه یوم مشهود تشهده الملائكة فان احدا لن یصلی الا عرفت علی صلاته حتی یفغ منها قال قلت بعد الموت قال وبعد الموت النا اللّٰہ حرمه علی الارض ان تاکل اجساد الانبياء فنبی اللّٰہ حیی یرزق۔

(مشکوۃ المصابیح ۱۲۱) (ابن ماجہ ج ۱ ص ۵۲۴) (جلاء الافھام ۲۳۰)

ترجمہ: جمعہ کے دن مجھ پر درود پاک کی کثرت کر لیا کرو کیونکہ یہ یوم مشہود ہے اور اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جو شخص مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو اس کے فارغ ہونے تک وہ درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔ (میں ابو درداء رضی اللہ عنہ) نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا وصال کے بعد بھی؟ فرمایا موت کے بعد بھی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام علیھم السلام کے اجسام کو کھائے۔ پس اللہ تعالیٰ کے نبی زندہ ہیں اور انہیں رزق بھی دیا جاتا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

وصال کے بعد بھی تمہارا درود میں سنتا ہوں

قال رسول اللّٰہ من افضل ایامکم یوم الجمعة فیه خلق آدمه وفیه قبض وفیه النفخة و فیه الصعقة فا کثر و اعلی من الصلاة فان صلاتکم معروفه علی قال یا رسول اللّٰہ و کیف تعرض صلاتنا علیك و قدارمت یعنی بلیت قال ان اللّٰہ حرمه علی الارض ان تاکل اجساء الانبیاء۔

(ابن ماجہ:۴۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہارے ایام میں سے افضل و بہتر جمعہ کا دن ہے اس دن میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اس دن کو آپ کی روح مبارک قبض کی گئی اور اس دن صور پھونکا جائے گا لہذا اسی دن تم مجھ پر درود پاک کی کثرت کیا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

(حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے عرض کی) یا رسول اللہ ﷺ ہمارا درود آپ کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے جبکہ آپ کا جسم بوسیدہ ہو چکا ہوگا؟ آپ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے

ایک اور حدیث میں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی زندگی اور موت میں کوئی فرق نہیں

ان لحوم الانبیاء الاتبیها الارض و لاتاکلها السباع۔

(خصائص کبری ج ۲ ص ۲۸۰)

ترجمہ: (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) میری زندگی اور میری موت دونوں تمہارے لئے بہتر ہیں۔

تشریح: ان احادیث مبارکہ سے یہ مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں انہیں رزق بھی ملتا ہے اور وہ اپنی امت کے احوال پر بھی مطلع ہیں اس کے علاوہ بھی کئی احادیث مبارکہ حیات انبیاء پر دلالت کرتی ہیں لیکن طوالت کی وجہ سے انہیں پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

حیات انبیاء کے بارے میں صحابہ کرام کا عقیدہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

لما مرض ابی اوحی ان یوتی به الی قبر النبی و یستاذن له و یقل هذا ابو بکر یدفن عندکیا رسول الله فان اذن لکمفادفنونی وان لمیوذنبکم فاذهبو سابیالی البقیع فاتیبه الی الباب فقیل هذا ابو بکر قد اشتهی ان یدفن عند رسول الله وقد وصانا فان اذن لنا دخلنا وان لم یوذن لنا الصفرفنا فنودینا ادخلو و کرامة سمعنا کلاما ولم نرا احدا

ترجمہ: (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) جب میرے والد محترم (حضرت ابوبکر صدیق) بیمار ہو گئے تو انہوں نے مجھے وصیت فرمائی کہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی قبر انور کے پاس لے جانا اور اس طرح اجازت طلب کرنا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ ابوبکر ہیں کیا آپ کے پاس دفن کر دیں اگر آپ اجازت مرحمت فرما دیں تو مجھے آپکے پاس دفن کر دینا اور اگر اجازت نہ دیں تو مجھے بقیع شریف میں دفن کر دینا۔ چنانچہ وصال کے بعد جب آپ رضی اللہ عنہ کو حجرہ مبارکہ کے دروازے پر لایا گیا اور اس طرح کہا گیا کہ یہ ابوبکر ہیں اور خواہش کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دفن ہوں اور انہوں نے ہم کو وصیت فرمائی تھی کہ اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو ہم داخل ہو جائیں اور اگر آپ اجازت نہ دیں تو ہم واپس چلے جائیں تو حجرۂ مبارکہ سے آواز آئی کہ انہیں داخل کر دو ہم نے یہ کلام سنا لیکن بولنے والا نظر نہیں آیا۔

خصائص کبریٰ کی روایت میں ہے کہ حجرہ انور سے آواز آئی دوست کو دوست کے ساتھ ملا دو بیشک دوست اپنے دوست سے ملنے کا مشتاق ہے۔

اس روایت سے پتہ چلا کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ زندہ ہیں اور اپنے غلاموں کی سنتے ہین اور ان کی تمناؤں کو پورا بھی فرماتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نظریہ

وقـع رجل فی علی عند عمر ابنالخطاب فقاله عمر ابن الخطاب مجك الله لقد اذیت رسول الله فی قبره

ترجمہ: کسی شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے ذلیل ورسوا کرے تحقیق تو نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کی قبر مبارک میں اذیت پہنچائی۔

ثابت ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنی قبر انور میں حیات ہیں۔ اور آپ خوشی ومسرت یا دکھ تکلیف بھی محسوس کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نظریہ

اخلف تسعا انه قتل قتلا احب الی من ان احلف وا حدة انه لم يقتل

(زرقانی علی المواہب ص ۳۱۳، ج ۸)

ترجمہ: (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں ۹ بار حضور نبی کریم ﷺ کی شہادت کی قسم کھانا زیادہ پسند کرتا ہوں بانسبت اس کے کہ میں ایک مرتبہ کہوں کہ آپ شہید نہیں کیے گئے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے اور ساتھ ہی قسم کھا کر ارشاد فرما رہے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ شہید ہیں اور شہید قرآن پاک کی رو سے زندہ ہے اور اسے رزق بھی دیا جاتا ہے لہذا آپ بھی اپنی قبر میں زندہ ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نظریہ

انهـا كـانـت تسـمـع صـوت الـوتـديو تد والمسمار يغرب فی بعض الدور المطنبة بمسجد رسول الله فتوسل اليهم لا توذوا رسول الله

(شفاء السقام ص ۱۵۴، ۱۵۵)

ترجمہ: (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) حضور نبی کریم ﷺ کی مسجد کے ساتھ ملحق گھروں میں

کیل یا میخ ٹھونکنے کی آواز سنتیں تو ان اہل خانہ کے پاس پیغام بھیجتیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اذیت مت دو۔

پتہ چلا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ ہے رسول اللہ ﷺ اپنی قبر انور کے اندر زندہ ہیں اور آپ کو شور و غل سے اذیت بھی پہنچتی ہے اور تکلیف وہی محسوس کرتا ہے جو زندہ ہے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ

الا یارسول اللّٰہ انت رجاء نا۔

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ آپ ہماری امید گاہ ہیں۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا نداء کرنا اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نظریہ

قدم علینا اعرابی بعد مادفنا رسول اللّٰہ بثلاثۃ ایام فرمی بنفسہ علی قبرہ وحثا علی راسہ من ترابہ واقال یا رسول اللّٰہ قدظلمت نفسی و جئتك تستغرلی فنودی من القبر قد غفرلك۔

(شواہد الحق ص ۸۷)

ترجمہ: (حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں) ایک اعرابی (دیہاتی) رسول اللہ ﷺ کے دفن ہونے کے تین دن بعد ہمارے پاس آیا اس نے اپنے آپ کو حضور کی قبر انور پر گرا دیا اور اپنے سر پر قبر انور کی خاک ڈالنا شروع کردی اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں اپنی جان پر ظلم کر بیٹھا ہوں اور اب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں آپ میرے لئے مغفرت طلب فرمائیں تو قبر سے آواز آئی تجھے بخش دیا گیا۔

حضرت ابو سعید بن مسیّب تابعی کا نظریہ

لیس من یوالا و تعرض علی النبی اعمال امتہ غدوۃ و عشیہ فیعرفھم بسیماھم و اعمالھم فلذالك بشھد علیھم۔ (المواہب الدنیاج ۲ ص ۳۸۷)

ترجمہ: کوئی دن ایسا نہیں جس میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں صبح وشام اعمال پیش نہ ہوتے ہوں اور حضور نبی کریم ﷺ اپنے امتیوں کو ان کی صورتوں اور اعمال کیساتھ پہچانتے نہ ہوں اسی وجہ سے آپ بروز قیامت ان کی گواہی دیں گے۔

تشریح: صحابہ کرام کے اقوال وافعال سے ثابت ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنی قبر انور میں حیات ہیں اور عاصیوں کی بخشش کیلیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کیلیے استغفار بھی کرتے ہیں۔

بزرگان دین کے نظریات

ملاعلی قاری کا نظریہ

لافرق لهم فی الحالین و ندا قیل اولیاء الله لا یمولون ولکن ینتقلون الی دار (مرقاۃ ص ۲۱۲۔ ج ۲)

ترجمہ: انبیاء علیہم السلام کی دنیا اور اخروی زندگی میں کوئی فرق نہیں اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اولیاء اللہ رحمہم اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو جاتے ہیں۔

مزید لکھتے ہیں۔

الانبیاء فی قبور هم احیاء (مرقاۃ ج ص ۲۰۹)

ترجمہ: انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

پھر لکھتے ہیں۔

انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حی یرزق یستمد منه المدد المطلق۔

(مرقاۃ ج ص ۲۸۴)

ترجمہ: بے شک حضور نبی کریم ﷺ زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں اور آپ سے ہر طرح کی مدد بھی طلب کی جاتی ہے۔

علامہ شرنبلالی کا نظریہ

ومما ھومقرر عند المحقیقن انه ﷺ حیی یرزق متمتع بجمیع الملاذ و الصبادات غیر انه حجب عن ابصار القاصرین عنشریف المقامات.

(مراقی الفلاح ص ۴۴۷)

ترجمہ: محققین کے نزدیک یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم زندہ ہیں۔ اور آپ کو رزق دیا جاتا ہے تمام لذات والی اشیاء اور عبادت سے لذت حاصل کرتے ہیں لیکن جو بلند مرتبہ پر نہیں پہنچ سکے آپ ان کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔

امام زرقانی کا نظریہ

الانبیاء والشہداء یاکلون فی قبور ھم و یشربون و یصلون و یصومون و یحجون

(زرقانی علی المواھب ج ۵ ص ۳۳۴)

ترجمہ: انبیاء علیھم السلام اور شہدا کرام اپنی قبروں میں کھاتے پیتے ہیں اور نماز، روزہ اور حج بھی ادا کرتے ہیں۔

امام قسطلانی کا نظریہ

قد ثبت ان الانبیاء یحجون و یلبسون فان قلت کیف یصلون ویحجون ویلبونوھم اموات فی الدار و لیست دار عمل فالجواب انھم کالشہدا بل افضل منھم والشہداء احیاء عند ربھم یرزقون فلا یبعلان یحجو وایصلوا

(زرقانی علی المواھب ج ۵ ص ۳۳۴)

ترجمہ: تحقیق ثابت شدہ ہے کہ بے شک انبیاء علیھم السلام حج کرتے ہیں اور تلبیہ کہتے ہیں پس اگر تو ں کہے کہ وہ کیسے نماز پڑھتے ہیں اور حج ادا کرتے ہیں اور تلبیہ کہتے ہیں حالانکہ وہ اپنے گھروں یعنی اپنی قبروں میں ہیں تو جواب یہ ہے کہ وہ شہدا کی طرح ہیں بلکہ ان شہدا سے بھی افضل ہیں اور وہ اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں لہذا اگر وہ حج کریں یا نماز پڑھیں تو یہ (عقل سے) بعید نہیں۔

ملا علی قاری کا نظریہ

وانہ لم یقل احد ان قبورھم وا رواحھم غیر معلقۃ با جساد ہم لئلا یسمعو السلا م من یسلم علیھم و کذا اور دان الانبیاء یلبون و یحجون و نینا اولی بھدہ الکرامات۔ (جمع الوسائل ص ۳۲۸۔ ج ۲)

ترجمہ: بیشک یہ بات کوئی بھی نہیں کہتا کہ انبیاء علیھم السلام کی قبور ان کے جسموں سے خالی ہیں اور ان کی ارواح مقدسہ کا ان کے جسموں سے کوئی تعلق نہیں اور جو شخص ان کی بارگاہ میں سلام عرض کرتا ہے وہ نہیں سنتے۔

لہذا انبیا علیھم السلام کے بارے میں یہ وارد ہوا ہے کہ بیشک یہ حج کرتے ہیں اور تلبیہ کہتے ہیں اور ہمارے نبی کریم ﷺ ان کرامات (معجزات) کے سب سے زیادہ حق دار ہیں مزید لکھتے ہیں۔

قلت قد سبق انھم احیاء عند ربھم وان اللہ حرم علی الارض ان تاکل لحومھم ثم اجسادھم کارواجم مطیفۃ غیر کشفیۃ فلا مانع لظھورھم فی عالم تملك و الملکوت علی وجہ الکمال بقدر ذی اللجلال ومما یوید تشکل الانبیاء علی وجہ الجمع بین اجسادھم وارواحھم قولنہ اذا موسی قائم یصلی فان حقیقۃ الصلاۃ الاتیان بالفعل المختلفۃ لاشباح لاارواح (مرقاۃ ج ۱۱ ص ۱۵)

ترجمہ: میں کہتا ہوں جیسا کہ یہ بات گزر چکی ہے کہ انبیاء علیھم الصلاۃ والسلام اپنے رب تعالیٰ کے پاس زندہ وحیات ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام قرار دیا ہے کہ وہ انکا گوشت کھائے اور انکے جسم روحوں کی طرح لطیف کثافت سے محفوظ ہوتے ہیں لہذا ان کے اجسام کے لئے عالم دنیا اور عالم ملکوت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت سے مکمل طور پر ظاہر ہونے پر کوئی چیز مانع (روکنے والی) نہیں ہے۔

(اور معراج کی رات) انبیاء علیھم السلام کا اپنے روح اور جسم کے ساتھ جمع ہونا اس بات میں پختگی پیدا کرتا ہے اور تائید کرتا ہے جس کی دلیل حضور نبی کریم ﷺ کا یہ قول ہے کہ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا۔ لہذا یہ فعل (یعنی نماز ادا کرنا) اور دیگر اعمال کا

بجالانا اجسام کا کام ہوتا ہے نہ کہ ارواح کا۔

ابراہیم بن شیبان کا نظریہ

محجت مجئت المدینه فتقدمت الی القبر الشریف فسلمت علی رسول الله فمعته منداخل الهجرة یقول و علیك السلام۔

(القول البدیع ص۱۲۰)

ترجمہ: میں حج سے فارغ ہوا پھر مدینہ منورہ حاضر ہوا چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف کے پاس آکر سلام عرض کیا تو میں نے حجرہ مبارک کے اندر سے وعلیک السلام کی آواز سنی

امام زرقانی کا نظریہ

لانه حیی فی قبره یعلم بمنیزوره ویرد سلامه۔

(زرقانی ج۸ ص۲۹۹)

ترجمہ: آپ (حضور نبی کریم ﷺ) اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اپنی زیارت کرنے والوں کو جانتے ہیں اور اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

امام نووی کا نظریہ

بل الادب ان یبعد منه کما بیعد منه لو حضر فی حیاته۔

ترجمہ: (امام نووی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے کو ادب سکھاتے ہوئے لکھتے ہیں) ادب یہ ہے کہ قبر انور کی زیارت کرنے والا اتنے فاصلے پر رہے کہ جس طرح وہ اگر آپ کی زندگی میں حاضر ہوتا تو جتنے فاصلے پر ہوتا۔

(شواہد الحق ص۹۳)

علامہ ابن حجر مکی کا نظریہ

انه صلی الله علیه وسلم حیی فی قبره یعلم بزائره۔

(الجواہر المنظم ص۴۶)

ترجمہ: بے شک رسول اللہ ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اپنی زیارت کرنے والوں کو جانتے

ہیں۔

حضرت جنید بغدادی کا عقیدہ

من کانت حیاته بنفسه یکون مماته بذهاب روحه ومنکانت حیاته بربه فانه من حیاة الطبع الی حیاة الاصل وهی حیاة الحقیق و اذکان القتیل بسیف الشریعة حیا مرزوقا فیکف من قتل بسیف الصدق والحقیقة۔

(روح البیان ج ۲۔ص ۲۶۱۔۱۲۵)

ترجمہ: وہ شخص جو اپنے نفس کے ساتھ زندہ ہو وہ روح نکل جانے سے مردہ ہو جاتا ہے اور جو اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ زندہ ہو وہ مردہ نہیں بلکہ وہ حیات طبعی سے حیات اصلی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ جو شخص شریعت کی تلوار سے قتل ہو جائے اور اس کے باوجود وہ زندہ اور اسے رزق بھی دیا جائے تو جو شخص صدق وحقیقت کی تلوار سے قتل ہوا وہ کیسے مردہ ہو سکتا ہے بلکہ وہ اس کی اعلیٰ زندگی ہو گی۔

حافظ ابن قیم کا نظریہ

قال ابو عبداللّٰه وقال شیخنا احمد بن عمر ان الموت یس بعدم محض وانما هو انتقال من حال الی حال ویدل هی ذالك ان الشهداء بعد قتلهم و موتهم احیاء عند ربهم یرزقون فرحین مستبشری و هذه صفة الاحیاء فی الدنیا و اذاکان هذاصفة الاحیاء فی الدنیا و اذا کان هذا فی الشهداء کان النبیاء بذالك احق و اولی بان موت النبیاء هو راجع الی ان عیبو عنا بحیث لاندرکهم وان کانوں موجودیں جاء وازالك کا لحال فی الملائکة فانهم احیاء موجودون ولا تراهم۔ (الروح ص ۵۱ '۵۲)

ترجمہ: ابوعبداللہ نے فرمایا کہ ہمارے شیخ احمد بن عمر فرماتے ہیں کہ موت عدم محض نہیں بلکہ ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہونے کا نام موت ہے شہدا کا قتل ہو جانے کے بعد اپنے رب تعالیٰ کے پاس زندہ ہونا یہ بہت بڑی دلیل ہے انہیں رزق بھی ملتا ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں۔

لہذا ثابت ہوا کہ شہداء جب زندہ ہیں تو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام بدرجہ اولیٰ اس کے حقدار ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی موت کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہم سے غائب ہو گئے اور ہم ان کو نہیں دیکھ سکتے حالانکہ وہ زندہ ہیں اور یہ انبیاء بھی بالکل ملائکہ کی مثل ہو گئے کہ وہ موجود ہیں زندہ ہیں لیکن ہمیں نظر نہیں آتے۔

امام قسطلانی کا نظریہ

ان حیاۃ الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام ثابتۃ معلومۃ مستمرہ ونبینا افضلھم واذا کان کذالک فینبغی ان تکون حیاتہ اکمل واتم من حیاۃ سائرھم.

(المواھب الدنیا ص ۳۹۰)

ترجمہ: بے شک انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی حیات ثابت و معلوم ہے اور دائمی ہے اور ہمارے نبی کریم ﷺ تمام انبیاء کرام سے افضل ہیں اور جب آپ تمام سے افضل ہیں تو ثابت ہوا کہ آپ کی حیات بھی ان سے افضل و اکمل ہے۔

علامہ آلوسی کا نظریہ

حیاۃ نبینا اکمل واتم من سائرھم علیھم السلام

(روح المعانی ص ۳۸)

ترجمہ: ہمارے نبی کریم ﷺ کی حیات دوسرے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے کامل و اتم ہے۔

علامہ حجر مکی کا نظریہ

قد ثبت حیاۃ الانبیاء ولا شك انھا اکمل م حیاۃ الشہداء.

(الجواہر المعظم ص ۲۶)

ترجمہ: تحقیق انبیاء علیہم السلام کی حیات ثابت شدہ اور اسی میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ انبیاء کرام کی حیات شہداء کی حیات سے زیادہ کامل ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا نظریہ

بل حیاۃ الانبیاء منہم واشد ظھور اثار ھا فی الخارج حتی لا یجوز النکاح بازواج النبی بخلاف الشہداء (تفسیر مظہری ص۱۵۲ ج۱)

ترجمہ: انبیاء علیہم السلام کی حیات زیادہ قوی ہے شہدا کی حیات سے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے نکاح کرنا جائز نہیں بخلاف شہداء کے (یعنی شہداء کی بیویوں سے نکاح کرنا جائز ہے لیکن حضور نبی کریم ﷺ ازواج سے نکاح جائز نہیں لہذا ثابت ہوا کہ انبیاء کی حیات شہدا کی حیات سے کامل تر ہے)

علامہ شامی کا نظریہ

ان الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام احیاء فی قبور ھم

(شامی ج۴ ص۱۵۱)

ترجمہ: فرمایا ہمارے اصحاب میں سے متکلمین اور محققین نے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ اپنے وصال کے بعد زندہ ہیں اور اپنی امت کی نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں اور اپنے گناہ گار امتیوں کے گناہوں پر غمگین ہوتے ہیں اور بے شک جو شخص آپ کی بارگاہ میں درود شریف بھیجتا ہے تو وہ درود آپ کے پاس پہنچتا ہے۔

امام غزالی کا نظریہ

واحضر قلبك النبی و شخصه الکریم و قل السلام علیك ایھاالنبی و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہ و لیصدق املك حتی به یبلغه و یرد علیك ماھو وی منه (احیاء العلوم ج۱ ص۱۲۹)

ترجمہ: اور اپنے قلب میں نبی کریم ﷺ کو حاضر جان کر عرض گزار ہو کہ اے نبی آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں اور تو اس بات پر یقین رکھ کہ میرا اسلام حضور کی بارگاہ میں پہنچتا ہے اور آپ ﷺ تیرے سلام سے بہتر جواب ارشاد فرماتے ہیں۔

امام بیہقی کا نظریہ

الانبیاء بعد قبضو اردت علیهم ارواحهم فهم احیاء عنه ربهم کا لشهداء۔

(شفاء السقام ص ۱۵۴)

ترجمہ: انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی ارواح کو قبض کرنے کے بعد واپس لوٹا دیا جاتا ہے لہذا وہ شہداء کی طرح اپنے رب تعالیٰ کے پاس زندہ ہیں۔

علامہ تقی الدین سبکی کا نظریہ

اما حیاۃ الانبیاء اعلیٰ واکمل واتم من الجمیع الانها للروح والجسد علی الدوام علی ماکان فی الدنیا۔

(الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۲۶۷)

ترجمہ: بحر حال انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی زندگی تمام سے اعلیٰ واکمل اور اتم ہے اس لئے کہ ان کی ارواح ان کے اجسام کے ساتھ اسی طرح زندہ رہتی ہیں جس طرح دنیا میں تھیں۔

ملا علی قاری کا نظریہ

لیس هناك موت ولا فوت بل هو انتقال من حال الی حال و ارتحال من دار الحالی دارو ان المعتمد المحقق انه حی یرزق۔

(مرقاۃ ج ا ص ۲۵۶)

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ کے لئے نہ موت ہے اور نہ فوت بلکہ ایک حالت سے دوسری حالت میں انتقال ہے اور ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف ہجرت ہے یہ عقیدہ تحقیق شدہ ہے کہ آپ ﷺ زندہ ہیں اور آپ کو رزق بھی دیا جاتا ہے۔

قاضی ابو بکر بن عربی کا نظریہ

ولا یمتنع رویه ذاته بجسده الشریفة وروحه و ذالك لانه و سائر الانبیاء احیاء ردت الیهم ارواحهم بعد ماقبضوا۔

(الحاوی للفتاوی ج ۳ ص ۴۵۰)

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ کا جسمانی اور روحانی طور پر دیکھنا ممتنع نہیں اس لئے کہ آپ اور

تمام انبیاء کرام علیہم والسلام زندہ ہیں اوران کی روحیں قبض کرنے کے بعدلوٹادی جاتی ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی کا نظریہ

حیـاۃ النبی فی قبرہ ھو وسائر الانبیاء معلومہ عندنا علما قطعیا الماقمہ عندنا من الادلۃ فی ذالك و تواترت بہ الاخبار۔

(الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۲۶۴)

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ کا قبرانور کے اندرحیات اور باقی تمام انبیاء کی حیات ایک ایسا معاملہ ہے جوہمیں علم قطعی کے ساتھ معلوم ہوا ہے چنانچہ ہمارے نزدیک دلائل قطعی قائم ہو چکے ہیں اور اس بارے میں اخبار درجہ تواتر تک پہنچ چکی ہیں۔

علامہ سخاوی کا نظریہ

یوخذ من ھذہ الاحادیث انہ حیی علی الدوام و ذالك انہ محال عادۃ ایخلو الوجود کلہ من واحد سلیم علیہ فی لیل و نہار و نحن نومن و نصدق بانہ حیی یرزق فی قبرہ وان جسدہ الشریف لاتکلہ لالرض والجماع علی ھذا۔ (القول البدیع ص ۱۶۷)

ترجمہ: ان احادیث مبارکہ سے واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمیشہ زندہ ہیں اور یہ بات عادی طور پر محال ہے کہ کوئی دن یارات آپ پرسلام پڑھنے سے خالی ہواور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں اورتصدیق کرتے ہیں۔کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنی قبرشریف میں زندہ ہیں اورزمین آپ کے جسم شریف کونہیں کھاسکتی اورآپ کی حیات پراجماع ہے۔

حسن بن عمار شرنبلالی کا نظریہ

ھو مقرر عند المحقیقین انہ حیی یرزق متمقع لجمیع الملاذ والضبادات غیر انہ حجب عن ابصار القاصد ین عن شریف المقامات۔

(نورالایضاح ۲۰۵)

ترجمہ: محقیقین کے نزدیک ثابت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ زندہ ہیں اوررزق دیئے جاتے ہیں

آپ تمام عبادات ولذائز سے لطف اندوز بھی ہوتے ہی لیکن آپ ان لوگوں کو نظر نہیں آتے جو مقامات عالیا تک نہیں پہنچتے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا نظریہ

وحیات انبیائے کرام متفق علیه است ہیچ کس رادر خلافی نیت حیات جسمانی و دنیاوی حقیقی نه حیات مصنوی روحانی۔

(مدارج النبوت جلد ۲ ص ۲۲۷)

ترجمہ: انبیائے کرام علیہم السلام کی حیات پر تمام کا اتفاق ہے کسی کو بھی اس میں اختلاف نہیں اور آپ کی جسمانی حیات، دنیاوی، اور حقیقی ہے روحانی یا مصنوعی نہیں۔
(یعنی آپ ﷺ اپنے جسم ظاہری کے ساتھ حیات ہیں نہ کہ روحانی طور پر صرف ہم سے مخفی ہیں)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا نظریہ

ان الانبیاعلیهم لا یمولونوانهم یصلون و یحجون فی قبور هم۔

(فیوض الحرمین ص ۸۴)

ترجمہ: بے شک انبیاء علیہم السلام فوت نہیں ہوتے وہ اپنی قبور میں نماز پڑھتے ہیں اور حج بھی کرتے ہیں۔

یوسف بن اسماعیل نبہانی کا نظریہ

حیاۃ الانبیاء فی قبور هم ثابتة بادلة کثیره استدل بها اہل السنة و کذا حیاۃ الشهداء والیاء (شواہد الحق ۱۲۷)

ترجمہ: حیات انبیاء علیہم السلام ان کی قبور میں بے شمار دلائل کے ساتھ ثابت ہے اور اہلسنت نے اسی سے دلیل پکڑی ہے اور اسی طرح شہداء اور اولیاء کی حیات ہے۔

تشریح: بزرگان دین کے نظریات سے یہ مسئلہ اظہر من الشمس (سورج سے بھی زیادہ روشن) ہوا کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں انہیں رزق بھی ملتا ہے اور جہاں چاہیں تصرف بھی فرما سکتے ہیں ان کی موت ایک لمحے کے لئے ہوتی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ "کل نفس ذائقة

الموت "ہرنفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔پورا ہواس کے بعد انکی روح لوٹا دی جاتی ہے۔

اکابرین دیوبند کے نظریات

انور کاشمیری کا نظریہ

معناه ارواح الانبياء عليهم السلام اليست بمعطله عن الصبادات الطيبة والا فعال المباركه بل هم مشغولين فى قبور هم ايضا كما كانو مشغولين حين حياتهم فى صلاة و حج و كذالك حال تابعهيم على قدر المراتب۔ (فیض الباری ج ۲ ص ۶۴)

ترجمہ: اس حدیث (الانبياء فى قبورهم يصلون) انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں کا معنی یہ کہ انبیاء علیہم السلام کی روحیں عبادات اور افعال سے معطل نہیں ہوتیں بلکہ اپنی قبور میں اس طرح عبادت کرتی ہیں جیسے ظاہری زندگی میں کرتی تھیں اور اسی طرح تابعین کا حال ہے

شبیر احمد عثمانی کا نظریہ

دلت النصوص الصحيحة على حياة الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام

(فتح الملہم ج ۱ ص ۳۲۵۔۳۲۶)

ترجمہ: نصوص صحیحہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات پر دلالت کرتی ہیں۔

قاسم نانوتوی کا نظریہ

حضور ﷺ کی حیات مثل شمع و چراغ ہے خیال فرمائیے کہ جب اس کو کسی ہنڈیا یا مٹکے میں رکھ کر اوپر سرپوش رکھ دیا جائے تو اس کا نور بالبداھتہ مستور ہو جاتا ہے زائل نہیں ہوتا۔

(آب حیات ص ۱۲۰)

حیات النبی دائمی ہے یہ ممکن نہیں کہ آپ کی حیات زائل ہو جائے اور حیات مومنین عارضی ہے۔

(آب حیات ص ۱۲۰)

خلیل احمد انبیٹھوی کا نظریہ

عندنا و عند مشائخنا حضرۃ الرسالہ حیہ فی قبرہ الشریف وحیوتہ دنیویہ من غیر تکلیف وھی مختصہ بہ و بیجمیع الانبیاء و صلوٰت اللّٰہ علیہم اجمعین۔ (المہند ص ۱۳)

ترجمہ: ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضور نبی کریم ﷺ اپنی قبر انور کے اندر زندہ ہیں اور بغیر مکلّف ہونے کے آپ کی حیات دنیا کی زندگی کی مثل ہے سوائے مکلّف ہونے کے آپکی حیات دنیاوی زندگی کی مثل ہے اور یہ حیات آپ کے ساتھ اور انبیاء کے ساتھ خاص ہے۔

احمد علی سہارنپوری کا نظریہ

والاحسن ان یقال ان حیاتہ لا یتصقبہا بل یستمر حیا والانبیاء احیاء فی قبور ھم۔ (حاشیہ بخاری ۱۰ ص ۵۱۷)

ترجمہ: بہتر وافضل یہ کہ آپ کے بارے میں اس طرح کہا جائے کہ بے شک آپ ﷺ کی حیاۃ کو موت نہیں آسکتی بلکہ آپ ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں اور انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں۔

اعزاز علی کا نظریہ

فمثلہ بعد وفاتہ کمثل شمع فی حجرۃ اغلق بابہا فھو مستور عمن ھو خارج الحجرۃ ولکن نورہ کما کان بل ازید ولھذہ حرم نکاح ازواجہ بعدہ ولم یجر احکام المیراث فیمھاترکہ لالنہما من احکام الموت۔

(حاشیہ نور الایضاح ص ۲۰۵)

ترجمہ: پس حضور نبی کریم ﷺ کے پردہ فرمانے کی مثال ایسی ہے کہ جیسے موم بتی کسی حجرے میں رکھ دیں اور پھر دروازہ بند کر دیں تو یہ شمع اس شخص سے جو حجرے کے باہر ہو چھپ جائے گی لیکن اس کی روشنی اسی طرح ہوگی جیسے پہلے تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ اسی وجہ سے آپ کے پردہ فرمانے کے بعد آپ کی ازواج سے نکاح کرنا حرام ہے اور آپ کے ترکہ میں میراث بھی جاری نہیں ہوتی اس لئے کہ یہ دونوں (یعنی نکاح کرنا اور میراث تقسیم ہونا) موت کے احکام میں سے

ہے۔
(یعنی ثابت ہوا کہ آپ کی ازواج مطہرات سے شادی نہ کرنا اور آپ کی میراث کا تقسیم نہ ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ زندہ ہیں اور نکاح اس شخص کی بیوی کے ساتھ ہوتا ہے اور میراث بھی اسی کی تقسیم ہوتی ہے جو فوت ہو جائے)

اشرف علی تھانوی کا نظریہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ جب آپ کا جنازہ حضور اکرم ﷺ کے مزار مبارک کے سامنے دروازے پر لایا گیا اور آواز دی گئی "السلام یارسول اللہ) یہ ابو بکر دروازے پر حاضر ہے تو دروازہ خود بخود کھل گیا قبر شریف کے اندر سے کوئی آواز دیتا ہے کہ ایک دوست کو دوسرے دوست کے ہاں داخل کر دو۔

(جمال الاولیاء ص ۲۹)

تشریح : اکابرین دیوبند کے حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ انبیا اپنی قبور میں زندہ ہیں اور الحمد للہ اہلسنت والجماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ جمیع انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ متصرف ہیں۔
لہذا رسول اللہ ﷺ کی حیات کے منکرین کو اپنے فاسد عقیدے سے توبہ کر کے قرآن پاک احادیث مبارکہ اور بزرگان دین کے راستے کو اختیار کر کے اپنی آخرت کو برباد ہونے سے بچائیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

(جو ہم پر تھا وہ ہم نے پہنچا دیا)

لامکاں تک ہے تیری رسائی گیت گاتی ہے تیرے خدائی
وہ جگہ ہی نہیں دو جہاں میں جس جگہ تیرا جلوہ نہیں

فی زمانہ مختلف فیہ مسائل (جن مسائل میں اختلاف ہے) میں سے ایک موضوع حاضر و ناظر بھی ہے بعض لوگ حاضر و ناظر کی شرعی تعریف میں عدم واقفیت کی بناء پر یا فقط بغض و عناد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اہلسنت والجماعت پر اس عقیدۂ حاضر و ناظر میں کفر و شرک اور بدعت کے فتوے لگا دیتے ہیں بصورت ثانی (یعنی بغض و عناد اور ہٹ دھرمی) کا تو کوئی علاج ہمارے پاس نہیں ہے اور بصورت اول یعنی (حاضر و ناظر کی شرعی تعریف معلوم نہ ہونے) کی صورت میں ہم اسی مسئلہ پر گفتگو کریں گے تاکہ منکرین، اہلسنت والجماعت کے عقیدے اور ان کے موقف سے آگاہی حاصل کر کے کفر و شرک کے فتوے لگانے سے باز آئیں اور اپنے عقیدہ کو درست کریں۔

چنانچہ اس سلسلہ میں سب سے پہلے حاضر و ناظر کی شرعی تعریف اور اہلسنت والجماعت کا عقیدہ پھر قرآن پاک و احادیث مبارکہ اور بزرگان دین کے اقوال سے حاضر و ناظر کا ثبوت اور پھر آخر میں منکرین کے اکابرین علماء کے حوالوں سے ثبوت اور معترضین کے سوالات کے جوابات دیئے جائیں گے۔

حاضر و ناظر اور عقیدہ اہلسنت

قوت قدسیہ والا ایک ہی مقام میں رہ کر اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح تمام عالم کو دیکھے اور قرب و بعد (یعنی قریب و دور) کی آواز سن سکتا ہو اسے ناظر کہتے ہیں۔ اور ایک ہی ساعت میں عالم کی سیر کرنے پر قادر ہو اور یہ اختیار خواہ روحانی ہو یا نورانی یا علمی ہو اسے حاضر کہتے ہیں حضور ﷺ اس وقت یا ہر وقت یہاں موجود ہیں یہ ہمارا عقیدہ نہیں ہے۔ حاضر و ناظر کی تعریف میں حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب لکھتے ہیں۔

ان نظرية الحاضر و الناظر لا تتعلق بجسمه الاقدس الخاص و لا بشريتہ بل انما تتعلق بنورانيه وروحانية۔

(من عقائد اہلسنت ص 325)

ترجمہ: بے شک حاضر و ناظر کے نظریہ کا تعلق حضور نبی کریم ﷺ کے جسم کے ساتھ نہیں ہے اور نہ ہی آپ کی بشریت کے ساتھ ہے۔

بلکہ اسی نظریہ کا تعلق آپ کی نورانیت اور روحانیت کے ساتھ ہے۔

مناظر اسلام حضرت علامہ محمد سعید احمد اسعد صاحب لکھتے ہیں۔

ہم اہلسنت و جماعت نبی مکرم ﷺ کے جسم بشری کے ساتھ ہر جگہ موجود ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جس طرح آسمان کا سورج اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر ہے لیکن اپنی روشنی اور نورانیت کے ساتھ روئے زمین پر موجود ہے اسی طرح نبوت کے آفتاب حضرت جناب محمد ﷺ اپنے جسم اطہر ، جسم بشری کے ساتھ گنبد خضراء میں جلوہ گر ہیں لیکن اپنی نورانیت، روحانیت، اور علمیت کے ساتھ ہر جگہ جلوہ گر ہیں۔

(مسئلہ حاضر و ناظر)

قرآن سے حاضر و ناظر کا ثبوت

ہم نے آپ ﷺ کو حاضر و ناظر بنا کر بھیجا ہے

رب تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے۔

یاایھا النبی انا ارسلنک شاھداو مبشرا و نذیر اوداعیاالی اللّٰہ باذنہ و سرا جامنیرا

ترجمہ : اے غیب کی خبریں بتانے والے ہم نے آپ کو بھیجا شاہد اور بشارت دینے والا اور ڈر سنانے والا اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکتا ہوا آفتاب۔

تشریح : آیت کریمہ میں لفظ شاہد کا معنی گواہ ہے اور گواہ اسے کہتے ہیں جو موقعہ پر موجود و حاضر ہوتا ہے لہذا لفظ شاہد سے مراد حاضر ہے۔

سراج آفتاب کو کہتے ہیں اور آفتاب بھی تمام عالم میں ہر جگہ موجود و حاضر ہوتا ہے اسی لئے آپ کو بھی سراج کہا گیا کیونکہ آپ حاضر ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

آپ ﷺ تمام امتوں کی گواہی دیں گے

و كذالك جعلنكم امته و اسطالتكونواشهداء على الناس و يكون الرسول عليكم شهيدا۔ (پارہ 2 سورہ بقرا آیت 143)

ترجمہ : اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول (ﷺ) تمہارے نگہبان و گواہ۔

مزید ارشاد ہوتا ہے۔

فكيف اذاجئنامن كل امته بشهيد و جئنابك على هئولا شهيدا

(پارہ 5 سورہ نساء آیت 41)

ترجمہ : تو کیسی ہو گی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں اور سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں۔

تشریح : اس آیت کریمہ میں ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی امت کے افعال پر گواہی دیں گے اور حضور نبی کریم ﷺ تمام امتوں کے افعال کی گواہی دیں گے۔ اور گواہی وہی دیتا ہے جو حاضر و ناظر ہو۔

ارشاد ربانی ہے۔

ولو انهم اذ ظلمو انفسهم جاء وك فاستغفر والله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما (پارہ 5 سورہ النساء آیت 64)

ترجمہ : اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

تشریح : اس آیت مبارکہ کی وضاحت کرتے ہوئے اعلیحضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ توبہ ہم سے چاہتے اور فوراً چاہتے ہیں اور طریقہ یہ بتاتے ہیں کہ ان کے حضور حاضر ہو کر توبہ کرو اگر وہ دور ہیں تو فوری توبہ کیسے ممکن ہے اور مدینہ طیبہ فوراً حاضر ہونا ہر مسلمان کو کیسے آسان اور اگر گیا بھی تو تریاق از ایراق کا مضمون نہیں نہیں یہی معنی ہیں کہ وہ ہر جگہ حاضر ہیں

ہر مسلمان کے دل میں تشریف فرما ہیں ہر مسلمان کے گھر میں وہ تشریف فرما ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے زمین وآسمان کی بادشاہت ملاحظہ فرمائی

وکذالك نری ابراهیم ملکوت السموات والارض و لیکون من الموقنین

(پارہ 5 سورہ نساء آیت 41)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔

تشریح: اس آیت کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دین میں بینائی عطا فرمائی ایسے ہی انہیں آسمانوں اور زمین کے ملک دکھاتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس سے آسمانوں اور زمین کی خلق مراد ہے مجاہد اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آیات سمٰوٰت والارض مراد ہیں یہ اس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کو صخرہ (پتھر) پر کھڑا کیا گیا اور آپ کے لئے سمٰوٰت مکشوف (کھول دیئے گئے) یہاں تک کہ آپ نے عرش وکرسی اور آسمانوں کے تمام عجائبات او جنت میں اپنے مقام کا معائنہ فرمایا آپ کے لئے زمین کشف فرمادی گئی یہاں تک کہ آپ نے سب سے نیچے کی زمین تک نظر کی اور زمینوں کے تمام عجائب دیکھے۔ (خزائن العرفان)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالٰی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تمام عالم دکھائے تو ہمارے آقا ومولا ﷺ کا مقام حضرت ابراہیم علیہ السلام بلکہ جمیع انبیاء علیہم السلام سے زیادہ ہے لہذا یہ عقیدہ رکھنا پڑھے گا کہ آپ نے تمام عالم کا مشاہدہ فرمایا ہے اور تمام عالم آپ کے سامنے کف دست (ہاتھ کی ہتھیلی) کی مثل ہے۔اور اسی کو عقیدہ حاضر وناظر کہتے ہیں۔

احادیث سے حاضر و ناظر کا ثبوت

رسول اللہ نے قیامت تک کی تمام چیزوں کو ملاحظہ فرمایا

ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیمتہ کانما انظر الی کفی ھذہ جلیا من اللل جلاہ للنبین من قبلی۔

(زرقانی علی المواھب)(معجم کبیر۔کتاب الفتن۔دلائل)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے دیکھ رہا ہوں ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسی روشنی ہے جو اس نے میرے لئے اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لئے کی تھی۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

زمین و آسمان کی تمام چیزیں حضور کے سامنے ہیں

انا فی ربی فی احسن صورۃ فقال لی یامحمد فیم یختصم الملاء الاعلی فوضع ید بین کتفی فوضع یدہ بین کتفی فوجدت بردھابین ثدی فعلمت مافی السموات والارض فعلمت مابین المشرق و المغرب فتجلی لی کل شئی و عرفت۔

(جامع ترمذی۔سنن دارمی)

ترجمہ: میرا رب عزوجل میرے پاس خوبصورت صورۃ (جو عقل سے ورا اور اس کی جلالت و عزت کے شایان شان ہے) میں تشریف لایا۔ پس اس نے فرمایا یا محمد ﷺ ملاء اعلیٰ آپس میں کس بات میں جھگڑ رہے ہیں میں نے عرض کی اے میرے رب عزوجل تو بہتر جانتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ (دست قدرت) میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی تو میں نے آسمان اور زمین کی تمام چیزوں کو جان لیا۔ پس جو کچھ مشرق اور مغرب میں تھا اسے بھی جان لیا اور ہر شے مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے اسے پہچان بھی لیا۔

رسول اللہ کیلئے تمام زمین سمیٹ دی گئی

عن ثوبان ان نبی اللّٰہ قال ان اللّٰہ زوی لی الارض حتی رایت مشارقھا و مغاربھا. (مسلم شریف ج2 ص390)

ترجمہ : حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا ہے حتیٰ کہ میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا ہے۔

مدینہ میں بیٹھ کر جنگ موتہ کو ملاحظہ فرمایا

نعی النبی علیه السلام زیداو جعفر وابن رواحته للناس قبل ان یاتیھم خبر ھم فقال اخذ الرایته زید فاصیب الی حتی اخذ الرایته سیف من سیو ف الله یعنی خالد ابن الولید حتی فتح الله علیھم.

(بخاری شریف)(مشکوۃ شریف باب المعجزات)

ترجمہ : نبی کریم ﷺ نے حضرت زید حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ کی خبر آنے سے پہلے ان کی موت کی خبر لوگوں کو دے دی فرمایا کہ اب جھنڈا حضرت زید نے اٹھالیا ہے اور وہ شہید ہو گئے یہاں تک کہ اللہ کی تلوار یعنی خالد بن ولید نے جھنڈا اٹھالیا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عطا فرمادی ہے۔

تشریح : یادرہے کہ یہ واقعہ جنگ موتہ کا ہے اور موتہ مدینہ منورہ سے کافی دور ایک مقام کا نام ہے جبکہ حضور نبی کریم ﷺ مدینہ میں تشریف فرما تھے لہذا ثابت ہوا کہ آپ مدینہ میں بیٹھ کر دوسرے علاقوں کے احوال کو ملاحظہ فرماتے ہیں اور اسی کو حاضر و ناظر کہتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

زمین پر بیٹھ کر حوض کوثر کو ملاحظہ فرمایا

فقال انی بین ایدیکم فرط و ناعلیکم شهید وان موعد کم الحوض وانی لانظرالیه وانا فی مقامی هذا و انی قد اعطیتت مفاتیح خزائن الارض

(بخاری و مسلم)

ترجمہ : سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا میں تمہارے آگے پیشرو ہوں اور تمہارا گواہ ہوں اور تمہارے وعدہ کی جگہ حوض کوثر ہے اور میں اسے اس وقت اپنی اسی جگہ سے دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں اور اسی کو حاضر و ناظر کہتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے

رسول اللہ ﷺ بیک وقت آگے اور پیچھے دیکھتے ہیں

اوقیمو صفوکم فانی اریکم من ورائی (مشکوۃ شریف)

ترجمہ : اپنی صفوں کو سیدھا رکھو کیونکہ میں تمہیں اپنے پیچھے بھی دیکھتا ہوں (جس طرح آگے دیکھتا ہوں)

آپ اپنے ہر امتی کو پہچانتے ہیں

وقیل الرسول اللّٰه اریت صلوة المعليين عليك ممن غاب عنك و من یاتی بعدك ماحالهما عندك فقال اسمع صلاة اهل مجتی و اعرفهم و تعرض علی صلاة غیر هم عرضا (دلائل الخیرات)

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ آپ سے دور رہنے والوں اور آپ کے بعد آنے والے امتیوں کا درود پاک آپ تک کیسے پہنچے گا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہم اہل محبت کا درود خود سنتے ہیں اور انہیں پہچانتے بھی ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے

حضرت علقمہ کا عقیدہ

عن علقمته قال اذا دخلت المسجد اقول السلام علیك ایها النبی و رحمته الله و برکاته (شفا شریف)

ترجمہ: حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جب بھی مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو اس طرح کہتا ہوں۔

السلام علیك ایها لنبی ورحمته الله و برکاته۔

اس حدیث سے پتہ چلا کہ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے کہ رسول ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت ام سلمہ کا عقیدہ

دخلت علی ام سلمته و هی تبکی فقلنت ما یبکیك قالت رایت رسول اللّٰہ ﷺ فی المنام و علی رامه و لحیته التراب فقلت مالك یا رسول اللّٰہ قال شهدت قتل الحسین انفا۔ (ترمذی شریف۔ مشکوۃ شریف)

(حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) کہ میں حضرت ام سلمہ رضی عنہا کے پاس حاضر ہوا تو آپ رو رہی تھیں میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ کیوں رو رہی ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ ان کے سر اقدس اور داڑھی مبارک میں گرد و غبار ہے میں نے عرض کی یا رسول ﷺ آپ کا کیا حال ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں ابھی ابھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت گاہ پر حاضر ہوا تھا۔

معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ جب چاہیں مدینہ شریف سے ایک ہی آن میں میدان کربلا تشریف لا سکتے ہیں اور اسی کو حاضر و ناظر کہتے ہیں۔

رسول اللہ ہر شخص کی قبر میں تشریف لاتے ہیں

و عن انس قال قال رسول الله ﷺ ان العبد اذا و ضع فی قبره و تولی عنه اصحابه ان یسمع قرع نعالهم اتاه ملکان فیقعد انه فیقو لا ن ماکنت تقول فی هذز الرجل لمحمد فاما المومن فیقول اشهدانه عبداللّٰه و رسوله۔ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول ﷺ نے کہ جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھاتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ تو ان صاحب یعنی محمد ﷺ کے متعلق کیا کہتا تھا تو مومن کہہ دیتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ﷺ ہیں۔

اس حدیث پاک سے پتہ چلتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ہر میت کی قبر میں تشریف لاتے ہیں اور اسی کو حاضر و ناظر کہتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے۔

زمین پر بیٹھ کر عرش الٰہی، جنت و دوزخ کو دیکھا

وکانی انظرالی عرش ربی بارزوکانی انظر الی اهل الجنته یتراودون فیها و کانی انظر الی اهل اندار یتضاعون فیها

(فقہ اکبر۔ جامع کبیر)

ترجمہ: (حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے ایمان کی کیفیت اور حقیت بیان کرتے ہوئے عرض کی)

گویا کہ میں عرش الٰہی کو دیکھ رہا ہوں اور جنتیوں کو جنت میں ملتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور جہنیموں کو جہنم میں چیختے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔

پتہ چلا کہ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ زمین پر کھڑے ہو کر جنت اور دوزخ کے حالات ملاحظہ فرما رہے ہیں یہ تو غلاموں کے ایمان کی کیفیت ہے تو سرکار ﷺ کے ایمان کی کیفیت اور حقیت کا

صاحب تفسیر روح البیان کا نظریہ

فشاهد خلقه و ماجری علیه من الاکرام والااخراج من الجنته بسبب المخالفته و ماتاب الله علیه الی آخرما جری الله علیه و شاهد خلق ابلیس و ما جری علیه (تفسیر روح البیان پارہ 26 سورہ فتح)

ترجمہ : پس رسول اللہ ﷺ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ان کی تعظیم اوران کی خطا کی وجہ سے جنت سے نکالا جانا پھر آپ کی توبہ کا قبول ہونا آخر تک کے تمام واقعات کا مشاہدہ فرمایا (یعنی دیکھا) اور آپ ﷺ نے ابلیس کی پیدائش اور جو کچھ اس پر بیتی اس کا بھی مشاہدہ فرمایا۔

صاحب تفسیر صاوی کا نظریہ

واماباالنظر الی العالم الروحانی فهو حاضر سالته کل رسول و ما وقع من لدن ادم الی ان ظهر بحسبه الشریف۔

(تفسیر صاوی۔سورہ قصص)

ترجمہ : عالم روحانی کے نقطہ نظر سے رسول اللہ ﷺ ہر رسول کی رسالت اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ کے جسم شریف تک تمام حالات وواقعات پر حاضر وناظر ہیں۔

علامہ قاضی عیاض اور ملا علی قاری کا نظریہ

ان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علیك ایها النبی و رحمته اللّٰه و برکاته (شفا شریف جلد 2 ص 52)

ترجمہ : اگر گھر میں کوئی شخص نہ ہو تو تم اس طرح کہو اسلام علیک ایھا النبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ اس قول کی شرح کرتے ہوئے ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

لان روح النبی علیه السلام حاضر فی بیوت اهل السلام

(شرح شفا نسیم الریاض ج ۳ ص ۴۶۴)

ترجمہ : اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کی روح مبارک ہر مسلمان کے گھر میں حاضر ہوتی ہے۔

علامہ خفاجی کا نظریہ

الا نبیاء علیهم السلام من جهة الاجسام و الظواهر مع البشر و بواطنهم و قواهم الروحنية ملكية ولذاترى مشارق الارض و مغاربها تسمع اطيط السماء و تشم راتحة جبريل اذا ارادا ننزل اليهم

(نسیم الریاض شرح شفا جلد ۳ ص ۵۴۵)

ترجمہ: انبیاء علیہم السلام جسمانی اور ظاہری طور پر بشر کے ساتھ ہوتے ہیں اور ان کی قوت روحانیہ فرشتوں جیسی ہیں اس وجہ سے وہ زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھتے ہیں اور آسمان کی چڑچڑاہٹ سنتے اور جبرائیل امین علیہ السلام جب ان کے پاس اترتے ہیں تو وہ آپ کی خوشبو پا لیتے ہیں۔

صاحب تفسیر روح البیان کا نظریہ

قال الا مام لغزالي و الرسول عليه السلام له الخيار فى طواف العالم مع ارواح الصحابة لقدراه كثير من الاولياء (آخر سورہ ملک)

ترجمہ: حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ عالم دنیا میں سیر فرمانے کا اختیار حاصل ہے اور آپ کو کثیر اولیائے کرام نے دیکھا بھی ہے۔

حضور غوث اعظم کا نظریہ

السعداء و الا شقياء يعرضون علّى وان عينى فى اللوح المحفوظ

ترجمہ: تمام خوش قسمت اور بدبخت مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں اور میری آنکھ لوح محفوظ میں ہے۔(یعنی میں لوح محفوظ کو دیکھ رہا ہوں)

مزید فرماتے ہیں۔

نظرت الى باد الله جميعا۔ كخر دلته على حكم اتصالىٰ

ترجمہ: میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام ملک کو اس طرح ملاحظہ فرمایا کہ گویا وہ سب میرے

سامنے رائی کے دانہ کے برابر ہیں

امام غزالی کا نظریہ

واحضر فی قلبك النبی علیه السام و شخصه الکریم و قل االسلا م و علیکاایهاالنبی و رحمته الله و برکاته

(احیاالعلوم ج افصل سوم)

ترجمہ: (امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نمازی کوتشھد کے دوران تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں) حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے دل میں حاضر و ناظر جان کر اس طرح کہو اسلام علیک ایھا النبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

امام جلا الدین سیوطی کا نظریہ

النظر فی اعمال امته و الا ستغفار لهم من السیات و الدعاء بکشف البلاء عنهم والرت ددفی اقطار الارض و البرکته فهجا و ضخور جنازة من صا لحی امته فان هزه الامور من اشغاله کماوردت بذالك الحدیث و الاثار

(انتباہ الاذکیا۔ص 7)

ترجمہ: اپنی امت کے اعمال پر نظر رکھنا اوران کے سیات (گناہ) کے لئے مغفرت طلب کرنا اور اپنی امت سے بلاؤں کے دور ہونے کی دعا کرنا اور زمین میں ادھر ادھر تشریف لانا اور زمین میں برکت دینا اور اپنی امت کے نیک شخص کی وفات پر اسکے جنازے میں شرکت فرمانا حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کے مشاغل میں سے ہیں جیسا کہ اس بارے میں احادیث اور آثار وارد ہوئیں ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا نظریہ

اگر بعدازاں گوید که حق تعالی جسد شریف دا حالتے وقد رتے بخشیده است که درهر کمانے که خواهد تشریف بخشند کواه بعیند کواه بمثال خواه بر آسمان وخواه برزمین و خواه در پیر یاغیر دے صورتے دارد

باوجود ثبوت نچبت خاص بقر درهمه حال۔

(مدارج النبوۃ ص 50۔ ج 2)

چازاں گر کہا جائے کہ حق تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر کو ایسی حالت وقدرت عطا فرمائی ہے کہ جس مکاں میں چاہیں تشریف لا سکتے ہیں چاہے بعینہ اسی جسم کے ساتھ یا جسم مثالی کے ساتھ چاہے آسمان پر یا خواہ قبر میں تو یہ بالکل درست ہے ہر حالت میں قبر سے خاص نسبت رہتی ہے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی کا نظریہ

بس باید که بنده هچناں کے حق سبحانه راپیو سته برجمیع احوال خود ظاهرا و طاطنا واقف و مطبع بیند رسول الله ﷺ ظاهر و طاطن حاصر داند الصلوة والسلام علیك۔

(عوارف المعارف ص 125)

ترجمہ: جس طرح انسان حق سبحانہ وتعالیٰ کو ہر حالت میں ظاہری اور باطنی طور پر واقف جانتا و مانتا ہے۔ اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کو ظاہری اور باطنی طور پر حاضر وناظر جانے۔

عبدالحق محدث دہلوی کا نظریہ

بو بعضے عرفا گفته اندکه ایں بهحمت سیریان حقیقت محمد یه است درزرائر موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت در ذرات معلیان موجود حاضر است پس معلی رابا ید که ازیں معنی آگاه باشد و ازیں شهود غافل نه بودتا انور قرب و اسرار معرفت منور و فائذ گردو

(اشعۃ اللمعات کتاب الصلاۃ۔ مدارج النبوت ج ا باب پنجم)

ترجمہ: (التحیات، تشہد) میں حضور نبی کریم ﷺ کو خطاب یعنی اسلام علیک ایھا النبی کی وضاحت کرتے ہوئے محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں) بعض عارفین فرماتے ہیں کہ تشہد میں حضور ﷺ کو یہ خطاب (السلام علیک ایھا النبی۔ اے نبی آپ پر اسلام ہوں) اس لئے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات (کائنات کی ہر موجود اشیاء) کے ذرہ ذرہ میں اور ممکنات

کے ہر افراد میں سرائیت کئے ہوئے ہیں لہذا آنحضرت ﷺ نمازوں میں حاضر اور موجود ہوتے ہیں لہذا مصلی کو چاہیے کہ وہ اس مفہوم (یعنی حضور حاضر ہوتے ہیں) سے آگاہ رہے اور آپ کے حاضر ہونے سے غفلت کا شکار نہ رہے تاکہ آپ کی قربت کے نور اور معرفت کے رازوں سے کامیابی حاصل کرلے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا نظریہ

آں حضرت ﷺ بحقیقت حیات بے شائبہ مجازو تو هم تاویل دائم و باقی است و براعمال امت حاضر و ناظر و مرطالبات حقیقت راو متو جهاں آں حضرت رامضیض و مربی

(سلوک اقرب السبل بالتوجہ الی سید الرسل مع اخبار ص 161)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ حقیقی زندگی کے ساتھ دوائم ہیں آپ کی حیات میں تاویل اور مجاز کی آمیزش کا وہم تک نہیں ہے اور آپ ﷺ امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں۔ حقیقت اور آپ کی توجہ کو طلب کرنے والے لوگوں کو آپ فیض پہنچاتے ہیں اور ان کی تربیت بھی کرتے ہیں۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

ذکر کن اور ادو رود بفسست بروئے علیہ السلام و باش درحال ذکر گویا حاضر ست پیش تو درحالت حیات و می بینی تو اور امتادب باجلال و تعظیم و هیبت و حیاو بذانکہ ولے علیہ السلام می بیندومی شنودکلام ترا زیراکہ ولے علیہ السلام متصف ست بصفات الیه ویکے از مفات الهی آنست (مدارج النبوت)

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر پاک کرو اور آپ علیہ السلام پر خوب درود بھیجو اور حالت ذکر میں اس طرح رہو کہ آپ علیہ السلام اپنی ظاہری زندگی کی طرح تمہارے سامنے تشریف فرما ہیں اور تم انہیں دیکھ رہے ہو لہذا ادب تعظیم ہیبت اور حیاء کے دامن کو پکڑے رہو اور جان لو کہ آپ علیہ السلام تم کو دیکھتے اور تمہارے کلام کو سن رہے ہیں کیونکہ آپ علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ

کی صفات کے ساتھ متصف ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا نظریہ

والد ماجد قبلہ فرمایا کرتے تھے کہ ماہ رمضان میں ایک دن میری نکسیر پھوٹ پڑی تو مجھ پر ضعف (کمزوری) طاری ہوگئی قریب تھا کہ میں کمزوری کی بنا پر روزہ توڑ دوں مگر رمضان کے روزہ کی فضلیت کے ضائع ہونے کا غم لاحق ہوا۔ اسی غم میں قدرے غنودگی طاری ہوئی تو حضرت پیغمبر ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے مجھے لذیذ اور خوشبودار زردہ عطا فرمایا ہے پھر انتہائی خوشگوار اور ٹھنڈا پانی بھی مرحمت فرمایا جسے میں نے سیر ہوکر پیا میں اس غنودگی کے عالم سے نکلا تو بھوک اور پیاس بالکل ختم ہوچکی تھی اور میرے ہاتھوں میں ابھی تک زردہ کے زعفران کی خوشبو موجود تھی عقیدت مندوں نے میرے ہاتھ کو دھوکر پانی کو محفوظ کرلیا اور تبرکا اس سے روزہ افطار کیا۔

(انفاس العارفین ص 100)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

ان الفضاء ممتلئی بروحہ علیہ الصلوۃ والسلام وھی تتموج فیہ تموج الریح العاصفتہ۔ (انفاس العارفین ص 28)

ترجمہ: اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام فضا حضور نبی کریم ﷺ کی روح انور سے بھری ہوئی ہے اور آپ کی روح پاک اس فضا میں تیز ہوا کی طرح موجیں مار رہی ہے۔

شاہ عبدالعزیز کا نظریہ

رسول علیہ السلام مطلع است بنور نبوت ہر متدین بدین خود کہ درکدام درجہ زدیں من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابی کہ بدان از ترقی محبوب مائدہ است کدامست پس او می شناسد گناھان شمار او درجات ایمان شمار اور اعمال بدونیك شمار او اخلاق نفاق شمار اھند شھادت اودر دنیا بحکم شرع حق امت مقبول و اجب العمل است (تفسیر عزیزی ص 636)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ اپنے نبوت کے نور سے ہر دین دار کے دین کو جانتے ہیں کہ وہ دین

کے کون سے درجہ میں ہے اور اس کی حقیقت ایمان کیا ہے اور کون سا حجاب اس کے ترقی دین میں رکاوٹ ہے۔ پس آپ ﷺ تمہارے گناہوں ایمانی درجات تمہارے نیک و برے اعمال اور تمہارے اخلاق و نفاق کو بخوبی جانتے ہیں چنانچہ امت کے حق میں ان کی گواہی بحکم شریعت مقبول اور واجب العمل ہے۔

اکابرین دیوبند کے نظریات

رشید احمد گنگوہی کا نظریہ

ہم مرید یقین دا ندکہ روہ شیخ مفید بیك زبان نیست پس ھر جا کہ مرید باشد قریب یا بصید اگر چہ از شیخ دوراست اما روحانیت اور دور نیست چوں ایں امر محکم دار و حر وقت شیخ رابیان دوار ردو ربط قلبْ پیداآید و ھر دم مستفید بودشیخ رابقلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کندالبتہ روح شیخ بازن اللہ تعالیٰ القاء ضواھد کرد

(امداد السلوک ص 10)

ترجمہ: مرید کو یہ یقین کر لینا چاہیے کہ پیر کی روح ایک ہی جگہ مقید نہیں ہوتی مرید جس جگہ بھی ہو چاہے دور ہو یا نزدیک اگر چہ مرید ظاہری طور پر پیر کے جسم سے دور ہے لیکن پیر کی روحانیت اس سے دور نہیں۔ یہ بات جان لینے کے بعد مرید ہر وقت پیر کی یاد دل میں رکھے اور قلبی تعلق اس سے ظاہر ہونا چاہیے اور ہر لمحے اپنے پیر سے فائدہ حاصل کرتا رہے مرید اپنے پیر کا محتاج ہوتا ہے۔ لہذا پیر کو اپنے قلب میں حاضر جان کر زبان سے اس سے طلب کرے تو پیر کی روح اللہ عزوجل کے اذن سے ضرور القا کریگی۔ (امداد السلوک ص 10)

ثابت ہوا کہ رشید احمد گنگواہی صاحب کا عقیدہ ہے کہ اولیاء اللہ بعطائے الٰہی حاضر و ناظر ہو سکتے ہیں اور اپنے مرید کے احوال پر مطلع بھی ہوتے ہیں۔

اشرف علی تھانوی کا نظریہ

ابو یزید سے پوچھا گیا طیسے زمین کی نسبت تو آپ نے فرمایا یہ کہ کوئی چیز کمال کی نہیں دیکھو ابلیس مشرق سے مغرب تک ایک لحظہ میں کر جاتا ہے۔ (حفظ الایمان ص 7)

مطلب یہ کہ جب شیطان لعین ایک لمحہ میں مشرق و مغرب میں موجود اور حاضر و ناظر ہو سکتا ہے تو انبیاء کرام یا اولیاء عظام تو بدرجہ اولی کائنات میں تصرف اور آناً فاناً مختلف مقامات پر حاضر و ناظر ہو سکتے ہیں۔

شبیر احمد عثمانی کا نظریہ

مومن کا ایمان اگر غور سے دیکھا جائے تو ایک شعاع ہے اس نور اعظم کی جو آفتاب نبوت سے پھلتا ہے آفتاب نبوت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام ہوئے بنابریں مومن (من حیث ہو مومن) اگر اپنی حقیقت سمجھنے کے لئے حرکت فکری شروع کرے تو اپنی ایمانی ہستی سے پیش تر اس کو پیغمبر علیہ السلام کی معرفت حاصل کرنی پڑے گی۔ اس اعتبار سے کہہ سکتے ہیں کہ نبی کا وجود مسعود ہماری ہستی سے زیادہ ہم سے نزدیک ہے۔ (حاشیہ قرآن)

الحمدللہ بزرگانِ دین اور علماء دیوبند کے نظریات سے یہ مسئلہ بالکل واضح ہو گیا کہ حضور علیہ السلام حاضر و ناظر ہیں اور اپنی امت کے احوال کو ملاحظہ فرمانے کے ساتھ ساتھ انکی حاجت روائی بھی فرماتے ہیں اور جب چاہیں جس وقت چاہیں جہاں چاہیں تشریف لانے پر بعطائے الٰہی قادر ہیں۔

اعتراضات کے جوابات

سوال: ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا فقط اللہ تعالیٰ کی صفت ہے غیر اللہ کے لئے حاضر و ناظر کا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔

جواب: اللہ تعالیٰ جگہ اور مکان سے پاک ہے کیونکہ ہر موجود اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے اور وہ ہر موجود کو دیکھتا ہے لہذا ہر جگہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے کہ لفظ بولنا صحیح نہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کے لئے جگہ کا ہونا لازمی آئے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ حاضر و ناظر کہنا ہی صحیح نہیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے تو یہ صفت اس کی ذاتی ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کی یہ صفت عطائی ہے یعنی بعطائے الٰہی (اللہ کی عطا کردہ)۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر مان بھی لیا جائے تو یہ اسکی ذاتی صفت ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ صفت عطا کردہ ہے

سوال: رسول اللہ ﷺ اگر حاضر و ناظر ہیں تو پھر مدینہ کیوں جاتے ہو؟

جواب: اللہ تعالیٰ جب ہر جگہ موجود ہے تو خانہ کعبہ کیوں جاتے ہو جس طرح خانہ کعبہ اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا مرکز ہے اسی طرح مدینہ شریف خصوصا مزار نبوی بھی اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا مرکز ہے۔

سوال: اگر رسول اللہ ﷺ حاضر و ناظر ہیں تو منبر پر بیٹھ کر تقریریں کیوں کرتے ہو کیونکہ لازم آئے گا کہ حضور نیچے تشریف فرما ہوں گے اور تم منبر پر اور پھر چاہیے کہ امامت بھی نہ کراؤ کیونکہ حضور ﷺ حاضر و ناظر ہیں اور آپکے ہوتے ہوئے امامت کے مصلے پر کھڑے ہونا بے ادبی ہے۔

جواب: حاضر و ناظر کی تعریف میں ہم نے بیان کیا تھا کہ حضور جب چاہیں جہاں چاہیں اور جس وقت چاہیں تشریف لا سکتے ہیں اسی وقت یا ہر وقت حضور ہر جگہ موجود ہیں یہ ہمارا عقیدہ نہیں لہذا اب بے ادبی کا احتمال ہی ختم ہو جاتا ہے۔

اور بالفرض اگر حضور اس وقت حاضر و ناظر ہوں تب بھی تو قرآن یا حدیث میں یہ کہاں لکھا ہے کہ حضور کی موجودگی میں کوئی منبر پر یا امامت کے مصلے پر کھڑا نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کرام نے حضور ﷺ کی زندگی میں مصلے پر کھڑے ہو کر امامت کرائی ہے اور سرکار دو عالم ﷺ نے ان کے

پیچھے نماز ادا فرمائی جیسا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے اور حضرت حسان بن ثابت کو منبر پر بٹھایا اور خود نیچے تشریف فرما ہوئے۔ تیسرا یہ کہ حضور ﷺ خود تو ناظر (دیکھنے والے
ہیں لیکن ہم آپ کو دیکھ نہیں سکتے) بے ادبی اس وقت ہوتی جب ہم آپ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں اور اس کے باوجود امامت بھی کر رہے ہوں۔
چوتھا یہ کہ یہ عالم دنیا ہے اور آپ عالم برزخ میں تشریف فرما ہیں لہٰذا عالم دنیا پر عالم برزخ کے احکام لاگو نہیں ہو سکتے۔

سوال : اگر رسول اللہ ﷺ حاضر بھی ہیں اور نور بھی ہیں جیسا کہ سنیوں کا عقیدہ ہے تو پھر ضروری ہے کہ رات میں اندھیرا نہ ہوتا لہٰذا ثابت ہوا کہ رسول اللہ نہ حاضر ہیں اور نہ نور۔

جواب : اللہ تعالیٰ نور بھی ہے اور موجود بھی ہے لیکن اس کے باوجود رات کو اندھیرا ہوتا ہے۔ قرآن نور بھی ہے اور حاضر بھی لیکن پھر بھی اندھیرا چھا جاتا ہے تو تمہارے خود ساختہ قاعدے کے مطابق معاذ اللہ خدا اور قرآن بھی نہ نور ہیں تو نہ ہر جگہ موجود اسی طرح فرشتے نور بھی ہیں اور حاضر بھی لیکن اس کے باوجود دنیا پر تاریکی چھا جاتی ہے اب ان کے بارے میں کیا کہو گے۔

سوال : حاضر و ناظر اللہ کی صفت ہے۔

جواب : حاضر و ناظر فقط اللہ کی صفت نہیں کیونکہ منکر نکیر بھی دنیا میں ہر میت کی قبر میں سوالات کے لئے موجود ہوتے ہیں اور ابلیس کو بھی اللہ نے طاقت عطا فرمائی ہے کہ وہ ایک ہی آن میں مشرق و مغرب پر موجود ہوتا ہے۔
لہٰذا آپ کے قاعدہ کے مطابق آپ خود مشرک ہوئے کیونکہ آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ منکر نکیر ایک ہی وقت میں ہزاروں لاکھوں مردوں سے سوالات کرتے ہیں اور قبروں میں موجود ہوتے ہیں اور اسی کو تو حاضر و ناظر کہتے ہیں۔
حدیث میں ہے کہ منکر نکیر ہر مردے سے حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ سوال کرتے ہیں۔ ماکنت تقول فی ھذا الرجل تو اس مرد کے بارے کیا کہا کرتا تھا۔ درس نظامی کا طالب علم جانتا ہے کہ ھذا اسم اشارہ قریب نظر آنے والی اور محسوس کی جانے والی چیز کے لیے وضع ہوا ہے۔ لہٰذا پتہ چلا کہ ہمارے حضور ﷺ سوالات کے دوران ہر مردے کی قبر میں تشریف

لاتے ہیں اور اسی کو حاضر و ناظر کہتے ہیں۔

سوال : قرآن وحدیث میں رسول کے لئے کہیں بھی حاضر و ناظر کا لفظ نہیں آیا پھر تم رسول اللہ کے لئے حاضر و ناظر کا لفظ کیوں بولتے ہو۔

جواب : قرآن کریم اور احادیث میں اللہ تعالیٰ کے لئے بھی حاضر و ناظر کا لفظ کہیں نہیں آیا پھر تم کیوں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہتے ہو۔

وما علینا الاّ البلاغ المبین۔

==================

چاہیں تو اِشاروں سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دنیا کی
یہ شان ہے اُنکے غلاموں کی سرکار ﷺ کا عالم کیا ہوگا

سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ ﷺ کی

عقیدہ اہلسنت والجماعت

ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو بے شمار احکام تفویض فرمائے ہیں۔لہٰذا آپ جس چیز کو جسکے لیئے چاہیں حلال فرمادیں اور وہی چیز دوسرے کیلیئے حرام یا مباح کردیں۔

عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

صحیح اور مختار مذہب یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ کو احکام تفویض (سونپ دینا) فرمائے گئے ہیں۔

آپ جسے چاہیں جو چاہیں فرمائیں۔

ایک فعل ایک کے حق میں حرام قرار دے دیں اور دوسرے کے حق میں وہی فعل مباح فرمادیں۔

ایسی مثالیں بہت موجود ہیں۔ (مدارج النبوت)

قرآن سے اختیارات انبیاء کا ثبوت

رسول اللہ ﷺ کی حاکمیت کا منکر مومن نہیں

فلاو ربّك لا يومنون حتى يحكموك فيها شجر بينهم ثم لا يجدو ف انفسهم حرجا مما قضيت و يسلموا تسليما

(سورہ نسآء آیت ۶۵ پارہ ۵)

ترجمہ کنزالایمان : تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

اللہ اور رسول کے کاموں میں کسی کو اختیار نہیں

وما كان لمومن ولا مومنة اذا قضى الله و رسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من امرهم

(پارہ ۲۲ سورہ احزاب آیت ۳۶)

ترجمہ کنزالایمان : اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ اور رسول کچھ حکم فرمادیں تو اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔

حضرت عیسیٰ کا اختیار

انّی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیه فیکون طیرا باذن اللّٰه وابری الکمه والابرص واحی الموتیٰ باذن اللّٰہ

(پارہ ۳ سورہ ال عمران ۔ آیت ۴۹)

ترجمہ کنزالایمان: میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی سی مورتی بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفاء دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

تشریح: ان آیات مبارکہ سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام بالخصوص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حاکمیت تسلیم کرنا اور آپکی اطاعت و فرمانبرداری کرنا واجب ہے اور آپ علیہ السلام جب کسی چیز کے بارے میں حکم ارشاد فرمائیں تو کسی شخص کو انکار کرنے کی ذرہ برابر گنجائش نہیں اور آپکے فرمودات کو ردّ کرنے کا کسی کو بھی تصرّف و اختیار حاصل نہیں اور اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے اختیار عطا فرمایا ہے کہ آپ مردہ پرندوں کے اندر پھونک مار کر انہیں زندہ کر دیتے اور ہر قسم کے امراض پر آپکو قابو پانے کا اختیار حاصل ہے

احادیث سے اختیارات انبیاء کا ثبوت

موت بھی حضور سے اجازت مانگ کر آتی ہے

وعن جعفر بن عن ابیه ان رجلا من قریش دخل علی ابیه علی بن الحسین فقال الااحدثك عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال بلی حدثنا عن ابی القاسم صلی اللّٰه علیه وسلم قال لما مرض رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اتاه جبرائیل فقال یا محمد ان اللّٰه ارسلخر الیك تکریما لك وتشریفا لك خاصتا لك یسالك عما ہوا علم به منك یقول کیف تجدك قالی اجدنی یا جبرائیل مغموما و اجدنی یا جبرئیل مکروبا چم جاء الیوم الثانی فقال له ذالك فرد علیه النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کا

رد اول یوم ثم جائه الیوم الثلث فقال له کما قال اول یوم ورد علیه کمارد علیه وجاء معه ملك یقالله اسماعیل علی مائة الف ملك کل ملك علی مائة الفا ملك فاستاذن علیه فساله عنه ثم قال جبرئیل هذا ملك الموت یستاذن علیك مااستاذن علی آدمی قبلك ولا تساذن علی آدمی بعدك فقال اذن له فسلم علیه چم قال یا محمد ان اللّٰه ارسلنی الیك فان امرتنی ان اقبض روحك قبضت وان امرتنیان اترکه ترکه فقال وتفصل یاملك الموت قال نعم بذالك امرت امرت ان اطیعك قال فنظر النبی صلی اللّٰه علیه وسلم الی جبرئیل یا محمد ان اللّٰه قد اشتاق الی لقائك فقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لملك الموت امض لما امرت به فقبض روحه (مشکوٰۃ شریف ص۵۴۹ بیہقی دلائل النبوۃ)

ترجمہ: حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ قریش کا ایک مرد ان کے والد علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں آپ کو رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث سناؤں آپ نے کہا ہاں کیوں نہیں وہ بولا کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو آپ کی بارگاہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی یا محمد ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس خاص طور پر آپ کی عزت واحترام کے لئے بھیجا ہے اللہ تعالیٰ جو آپ سے زیادہ جاننے والا ہے وہ پوچھتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو کیسا محسوس کر رہے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا اے جبرئیل علیہ السلام میں اپنے آپ کو غمزدہ اور تکلیف میں پاتا ہوں جبرئیل علیہ السلام دوسرے دن حاضر ہوئے تو پھر وہی بات پوچھی تو آپ نے بھی وہی جواب دیا جو پہلے دن دیا تھا اور تیسرے دن بھی وہی جواب دیا لیکن اس مرتبہ ان کے ساتھ ایک فرشتہ جس کا نام اسمٰعیل تھا تشریف لایا اور یہ فرشتہ ایسے ایک لاکھ فرشتوں کا سردار تھا جن میں سے ہر فرشتہ ایک ایک لاکھ فرشتوں پر سردار تھا اس فرشتے نے آپ سے اجازت طلب کی پھر آپ نے اس کے بارے میں پوچھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی یہ ملک الموت (موت کا فرشتہ) ہے آپ سے اجازت طلب کرتا ہے اس فرشتے نے آپ سے پہلے نہ کسی سے اجازت طلب کی ہے اور نہ آپ کے بعد اجازت طلب کریں گے آپ نے اسے اجازت مرحمت فرمائی پھر اس فرشتے نے عرض کی

یا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تا کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ نے روح مبارک قبض کرلوں اور اگر آپ نے روح قبض کرنے کی اجازت مرحمت نہ فرمائی تو میں روح قبض نہیں کروں گا تو آپ نے فرمایا اے ملک الموت علیہ السلام کیا تم یہ کام کرو گے فرشتے نے عرض کی مجھے اسی کا حکم ارشاد ہوا ہے اور فرمایا گیا کہ آپ کی اطاعت کروں رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرف دیکھا تو انہوں نے عرض کی یا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ملک الموت علیہ السلام کو فرمایا کہ جو تجھے حکم دیا گیا وہ کر ڈالو چنانچہ حضرت ملک الموت علیہ السلام نے آپ کی روح مبارک قبض کر لی۔

تشریح: موت کا ایک وقت متعین ہے جس آدمی کا وقت پورا ہو جائے تو اس کی روح قبض کرنے میں ذرا برابر دیر نہیں کی جاتی۔

لیکن قربان جایئے رسول اللہ ﷺ کی عظمت و بزرگی پر کہ موت بھی آپ سے اجازت لیکر آتی ہے کہ آپ پسند فرمائیں تو آپ کی روح مبارک قبض ہوگی۔

اور اگر آپ نہ چاہیں تو موت واپس چلی جائے گی لہذا پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو بے شمار اختیارات سے نوازا ہے اور آپ کسی بھی چیز میں تصرف کرنے پر بعطائے الٰہی قادر ہیں۔

موت پر انبیاء علیہم السلام کو اختیار ہے

ایک اور حدیث میں ہے۔

عن ابی هریره قال رسول اللّٰه جاء الملك الموت الی موسی فقال له اجب ربك قال فلطلم موسی علیه السلام عین ملك الموت ففقا ها قالفرجع الملك الی اللّٰه تعالیٰ فقال انك ارسلتنی الی عبدلك لا یرید الموت وقد ففقا عینی قال فرد اللّٰه الیه عینه وقال ارجع الی عبدی فقال الحیاق ترید فان كنت ترید الحیاة فضع یدك علی متن ثور فما توادت یدك من شعرة فانك تعیش بها سنة قال ثم مه قال چم تموت قال فالان من قریب رب امتنی من الارض المقدسة رمیة بحجر۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۴۸۴، مسلم شریف ج ۲ ص ۲۶۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت (موت کا فرشتہ) آئے اور آپ سے عرض کی کہ اپنے رب تعالیٰ کے پاس چلیئے۔ (یعنی آپ کے وصال کا وقت ہو چکا ہے اور میں روح قبض کرنے آیا ہوں) تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو طمانچہ مارا اور ان کی آنکھ باہر نکال دی ملک الموت علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں واپس لوٹ گئے اور عرض کی اے میرے ربّ عزوجل تو نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا جو موت کا ارادہ ہی نہیں رکھتا اور اس نے میری آنکھ بھی نکال دی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ملک الموت علیہ السلام کو آنکھ واپس لوٹا دی اور پھر فرمایا کہ جا اور میرے بندے (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام) سے عرض کر کہ کیا آپ مزید زندگی کا ارادہ رکھتے ہیں اگر ارادہ رکھتے ہیں اگر ارادہ ہے تو اپنے ہاتھ بیل کی پشت پر رکھیں اور جتنے بال ہاتھ کے نیچے آئیں اتنے سال آپ کو زندگی عطا کی جائے گی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس کے بعد پھر کیا ہوگا ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی پھر آپ کو موت آئے گی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اب تو قریب ہی ہے (مطلب یہ کہ آپ نے اسوقت موت کو قبول فرما لیا) پھر عرض کی اے میرے رب عزوجل ارض مقدسہ (بیت المقدس) سے پتھر پھینکے جانے کے فاصلے کی مقدار پر میری روح قبض کرے۔

عن ابی سعید الخدری قال خطب رسول اللّٰہ الناس وقال ان اللّٰہ خیر عبدا بین الدنیا و بین ما عنداللّٰہ قال فبکی ابوبکر فتعجنا البکائہ ان یخبر رسول اللّٰہ عن عبد خیر وکان رسول اللّٰہ ھوا المخیر وکان ابوبکر ھواعلمنا

(بخاری شریف ج ا ص ۵۱۶)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو اختیار عطا فرمایا ہے کہ وہ دنیا کو لے لے یا اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے (سرکار دو عالم ﷺ کی بات سن کر) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے ہمیں ان کے رونے پر بڑی حیرت ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ نے تو کسی بندے کے بارے میں خبر دی کہ اسے اختیار دیا گیا (رسول اللہ ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد معلوم ہوا کہ) جس بندے کو اختیار عطا کیا گیا وہ رسول اللہ ﷺ ہی تو تھے (اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ) حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔

فرضیت حج اور اختیار مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

یاایھا الناس ان اللّٰہ کتب علیکم الحج فقام الاقرع بن حابس فقالا فی کل عام یا رسول اللّٰہ قال لو قلتھا نعم لو جبت ولو وجبت لم تعملوبھا ولم تستطیعوا۔ (مشکوۃ، احمد، نسائی، دارمی)

ترجمہ: (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا) اے لوگو بیشک اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کر دیا ہے تو اقرع بن حابس کھڑے ہو گئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہر سال حج فرض ہے؟ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر میں نے ہاں کر دی تو ہو جائے گا اور اگر ہر سال حج فرض ہو گیا تو تم اس کی ادائیگی کی طاقت نہیں رکھتے۔

تشریح: معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار حاصل ہے کہ جب چاہیں جس وقت چاہیں اور جس کے بارے میں چاہیں اس کو فرض کر دیں اور جیسے چاہیں معاف فرما دیں۔

نماز میں اختیار مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

شرعی مسئلہ ہے کہ جب کوئی شخص حالت نماز میں ہوا اور دوران نماز اسے کوئی بلائے تو اس پر واجب وضروری ہے کہ پہلے نماز مکمل کرے پھر اس کو جواب دے اگر دوران نماز جواب دیا تو نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ کلام مفسد نماز ہے۔

لیکن اگر کوئی نمازی نماز پڑھ رہا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو آواز دیں تو اس نمازی پر واجب ہو جاتا ہے کہ اپنی نماز چھوڑ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے خدمت بجالانے کے بعد جہاں سے نماز چھوڑی تھی وہیں سے ادا کرے تو اس کی نماز ادا ہو جاتی ہے۔

جیسا کہ حدیث پاک میں ہے

عن ابی سعید بن المعلی قال کنت اصلی فی المسجد فدعانی رسول اللّٰہ فلم اجبہ فقلت یا رسول اللّٰہ انی کنت اصلی فقال الم یقل اللّٰہ استجیبو اللّٰہ وللرسول اذا دعاکم

(مشکوۃ شریف ص ۱۸۴، بخاری شریف ج ۲ ص ۶۸۳)

ترجمہ: حضرت ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں نماز ادا کر رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا میں نے جواب نہ دیا (یعنی نماز میں ہونے کی وجہ سے میں حاضر خدمت نہ ہوا نماز پڑھنے کے بعد میں حاضر ہوا) تو میں نے عرض کی یارسول ﷺ میں نماز میں تھا تو آپ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا "جب تمہیں اللہ اور اس کا رسول بلائیں تو تم فوراً ان کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ۔

تشریح: مطلب یہ کہ دوران نماز بھی تم پر ضروری تھا کہ میری آواز پر میرے پاس حاضر ہو جاتے اس لیے فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ جس شخص کو دوران نماز حضور نبی کریم ﷺ بلائیں تو اس پر واجب ہے کہ نماز چھوڑ کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے تین فرض نمازیں معاف فرمادیں

ہر مسلمان مرد وعورت اور بوڑھا و بچہ سب ہی جانتے ہیں کہ مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض ہیں نہ ان میں کمی ہو سکتی ہے اور نہ زیادتی لہذا ہر مسلمانوں کو پانچ نمازیں ادا کرنی پڑیں گی لیکن قربان جائیں حبیب پروردگار عالم کے مال مختار جناب احمد مجتبیٰ ﷺ کے اختیار پر پانچ نمازوں میں بھی کمی بیشی کا اختیار رکھتے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے کہ

عن عبد اللّٰه بن فضالة عن ابيه قال علمنی رسول اللّٰه وكان فيما علمنی وحافظ علی الصلوت الخمس قال قلت ان هذه ساعات لی فيها اشغال فمرنی بامر جامع اذا فعلته اجزء عنی فقال حافظ علی العصر وما كانت من الغتنا وما العصر ان قال لوة قبل اطلوع الشمس و صلوة قبل غروبها (ابوداؤد، ج ا، ص ٦٧)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن فضالہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ نے مجھے جو تعلیم دی اس میں یہ بھی اشاد فرمایا کہ پانچوں نمازوں کی حفاظت کرنا میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ نماز کے اوقات میں تو میں بہت مشغول ہوتا ہوں لہذا آپ مجھے کوئی ایسا حکم ارشاد فرمائیں کہ وہ میرے لیے کافی ہو جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا چلو عصرین (فجر اور عصر) کی حفاظت کرلیا کرو راوی کہتے ہیں ہماری لغت میں عصرین کا لفظ نہیں

تھا میں نے عرض کی عصرین کیا ہے آپ نے فرمایا سورج طلوع ہونے اور سورج غروب ہونے سے پہلے کی دونوں نمازیں (فجر اور عصر)

کفارہ روزہ میں اختیار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

شرعی ضابطہ ہے کہ جب کوئی شخص جان بوجھ کر روزہ توڑ دے تو وہ اس کا کفارہ ادا کرے کفارے کی صورت ہے کہ وہ اس طرح ہے کہ وہ ایک غلام آزاد کرے ورنہ ساٹھ روزے پے در پے رکھے اور اگر اس طرح نہ کر سکے تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا پیٹ بھر کر کھلائے اس کے بعد چوتھی صورت کوئی بھی نہیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں بھی اختیار عطا فرمایا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے

عن ابی هريره قال بينما نحن جلوس عند النبی اذ جاء ہ رجل فقال يا رسول اللّٰه هلكت قال مالك قال وقعت علی امراتی وانا اصائم فقال رسول اللّٰه هل تجد رقبة تعتقها قال لا قال فهل تستطيع انتصوم شهرين متتابعين قال لا قال فهل تجد اطعام ستين مسكينا قال لا فمكث النبی فبينا نحن علی ذالك اتی النبی بعرق فيها تمرق و العرق المكتل قال اين السائل فقال اناقال خذها و تصدق به فقاله الرجل اعلیٰ افقر منی يارسول اللّٰه فواللّٰه مابين لا بينيها يريد الحرتين اهل بيت افقر من اهل بيتی فضحك النبی حتی بدت انيابه ثم قال اطعمه اهلك۔

(بخاری شریف ج ۱، ص ۲۵۹)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہلاک ہو گیا آپ نے فرمایا تجھے کیا ہوا عرض کی میں اپنی بیوی کے ساتھ روزے کی حالت میں جماع (ہمبستری) کر بیٹھا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس غلام ہے تا کہ تو اسے آزاد کرے؟ عرض کی نہیں پھر آپ نے فرمایا کیا تو دو مہینے کے پے در پے روزے رکھ سکتا ہے؟ عرض کی نہیں

آپ نے پھر فرمایا کیا تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو عرض کی نہیں اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کچھ دیر ٹھہرے آپ کی بارگاہ میں کھجوروں کا ٹوکرا پیش ہوا آپ نے فرمایا سائل کہاں ہے اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں تو آپ نے فرمایا اس ٹوکرا کو صدقہ کر دو عرض کی یارسول اللہ ﷺ اسے صدقہ کروں جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے اللہ کی قسم، مدینہ شریف کے دونوں کناروں کے درمیان کوئی شخص میرے گھر والوں سے زیادہ محتاج نہیں تو حضور نبی کریم ﷺ اتنے ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور فرمایا جاؤ یہ کھجور اپنے گھر والوں کو کھلا دے (تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا)

زکواۃ اور جہاد میں اختیار مصطفیٰ ﷺ

ہر صاحب نصاب پر زکوٰۃ فرض ہے کسی صورت معاف نہیں اور جب جہاد فرض عین ہو جائے تو مسلمانوں کے بچے بچے پر لازم وضروری ہے کہ وہ میدان جنگ میں کفار کے خلاف جنگ کرے۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو اس میں بھی اختیار فرمایا ہے کہ جسے چاہیں زکوٰۃ سے بری الذمہ فرمادیں جیسا کہ حدیث میں ہے

عن عثمان بن ابی العاص ان وفد تقیف لما قد مو علی رسول اللّٰہ انزلھم المسجد لیکون ارق لقوبھم فاشترطوا علیه ان لا یحشر ولا ل یعشروا ولا یحبوا فقال رسول اللّٰہ لم ان لا تحشرو اولا تعشروا ولا خیر فی دین لیس فیھه رکوع (ابوداؤد، ج۲ص۲۷)

ترجمہ: حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قبیلہ تقصیف کا وفد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو ان کے دل نرم کرنے کے لئے انہیں مسجد میں ٹھہرایا اہل وفد نے اسلام میں داخل ہونے کے لئے شرط رکھی کہ نہ تو وہ جہاد میں شمولیت اختیار کریں گے اور نہ زکواۃ دیں گے اور نہ ہی نماز ادا کریں گے تو آپ ﷺ نے جہاد میں شرکت نہ کرنے اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور فرمایا جس دین میں نماز نہیں اس میں کوئی خیر نہیں بعد میں بھی نماز معاف نہ فرمائی۔

عید قربانی اور اختیار مصطفیٰ ﷺ

شرعی مسئلہ ہے کہ اگر بکرا یا بکری کی عمر ایک سال سے کم ہے تو ان کی قربانی کرنا جائز نہیں لہذا اگر کسی نے سال سے کم عمر کا بکرا یا بکری ذبح کی تو اس کی قربانی نہیں ہوئی اسے دوبارہ نیا جانور لے کر قربانی کرنی پڑے گی۔

لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک سال سے کم عمر کی بکری ذبح کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی جیسا کہ حدیث میں ہے

عن البراء بن عاذب قال ذبح ابو برده قبل الصلوة فقال النبی ابدلها فقال یارسول اللّٰه لیس عندی الاجزعة وهی من مسنة فقال رسول اللّٰه اجعلها مكانها ولن تجزی عن احد بعدك۔

(بخاری شریف، ج ۲، ص ۸۳۴، مسلم شریف ج ۲، ص ۱۵۴)

ترجمہ : حضرت برا ابن عاذب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عید کی نماز سے پہلے ہی قربانی کا جانور ذبح کر لیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دوبارہ قربانی کرو تو انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے پاس صرف ایک بکری کا بچہ ہے جو ایک سال سے کم عمر کا ہے لیکن سال بھر کی بکری سے بہتر ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اسی کی قربانی کر لو لیکن تمہارے علاوہ دوسرے کو یہ کافی نہیں ہوگا۔ (یعنی صرف تمہیں ایسا کرنے کی میں اجازت دیتا ہوں لیکن اور کوئی اس طرح نہیں کرسکتا)۔

نوحہ کی اجازت عطا فرمائی

شرعی نقطہ نظر سے نوحہ کرنا سخت منع ہے لیکن حضور نبی کریم ﷺ کو یہ بھی اختیار ہے کہ آپ جس کو چاہیں اجازت مرحمت فرمادیں تو شرعی لحاظ سے اس شخص کی کوئی پکڑ نہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے

عن ام عطیه قالت لما نزلت هذه الایة قالت كانه منه النیامة قالت فقلت یا رسول اللّٰه الا ال فلان فانهم كانو اسعد و نی فی الجاهلیة فلا بدلی ان اسعد هم فقال رسول اللّٰه الا ال فلان۔ (مسلم شریف جلد ا، ص ۳۰۴)

ترجمہ : حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی جس میں نوحہ بھی تھا (یعنی نوحہ کرنے سے منع کیا گیا) تو حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں صرف آل فلاں پر نوحہ کروں گی کیونکہ اس قبیلے کی عورتیں میرے نوحہ میں شرکت کرتی تھیں لہذا میرے لئے بھی ضروری ہے کہ میں ان پر نوحہ کروں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مگر اس قبیلہ پر (یعنی تجھے صرف اسی قبیلہ پر نوحہ کرنے کی اجازت ہے)۔

جنت عطا فرمادی

جو شخص نیک اعمال کرے گا اسے اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائے گا اور جو برے اعمال اپنائے گا اس کے لئے دوزخ ہے۔

چنانچہ جنت و دوزخ میں جانے کا دارومدار اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے عدل پر ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک صاحب لولاک ﷺ کو یہ بھی اختیار عطا فرمایا ہے کہ جس کو جنت عطا فرمادیں اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے

عن ربیعة بن کعب الاسلمی قال کنت ابیت مع رسول اللّٰہ فاتیتہ بوضوہ وحاجتہ فقال سل فقل اسئلک مرفقتک فی الجنة فقال او غیر ذلک قلت ھو ذاک قال فاعنی علی نفسک بکثرة السجود۔ (مسلم شریف ج۱، ص۱۹۳)

ترجمہ : حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا اور آپ کی بارگاہ میں استنجاء اور وضو کے لئے پانی لایا کرتا تھا (ایک دن حضور نبی کریم ﷺ کا دریائے رحمت جوش میں آیا اور) فرمایا مانگ ربیعہ میں نے عرض کی جنت میں آپ کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں آپ ﷺ نے پھر فرمایا اس کے علاوہ اور کچھ مانگ میں نے عرض کی بس مجھے یہی کافی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنے معاملے میں کثرت سجود کے ساتھ میری مدد کر۔ یعنی جنت تجھے مل گئی تم نوافل کثرت سے پڑھا کرو۔

تمام خزانوں کی کنجیاں آپ ﷺ کے پاس ہیں

ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی ہیں لہذا جسے چاہیں جو چاہیں اور جتنا چاہیں عطا فرما سکتے ہیں۔

کما وردفی الحدیث عن عقبة ان النبی خرج یوما فصلی علی اهل احد صلاته علی المیت ثم الفرف الی المنبر فقال انی فرط لکم وانا شهیدعلیکم وانی لا نظر الی حوضی الان وانی اعطیت مفاتیح خزئن الارض او مفاتیح او مفاتیح الارض وانی واللّٰہ ما اخاف علیکم اذاتشرکوا بعد ولکنی اخاف علیکن ان تنافسوا فیها۔

(بخاری شریف، ج ۲ ص ۵۸۵)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ احد والوں کے پاس تشریف لائے اور تمام شہداء پر نماز جنازہ ادا فرمائی جس طرح میت کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے پھر آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا میں تمہارے لئے آگے جانے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور اس وقت میں اپنا حوض ملاحظہ فرمارہاہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں بھی عطا کی گئی ہیں خدا کی قسم میں اپنے بعد تم میں شرک کا خوف نہیں کرتا لیکن مجھے خوف ہے کہ تم ایک دوسرے سے حسد کرو گے۔

تمام زمین اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہے

عن ابی هریره فقال اعلموا انما الارض للّٰہ ورسوله وانی ارید ان احلیکم من هذه الارض فمن وجود منکم بماله شیا فلیبعة والا فا علموا ان الارض للّٰہ ورسوله

(مسلم شریف ج ۲ ص ۹۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اے یہودیو) جان لو کہ بے شک زمین اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہے اور میرا ارادہ ہے کہ تمہیں اس زمین (یعنی سرزمین حجاز) سے نکال دوں لہذا جو شخص اپنے مال کو بیچنے کا ارادہ رکھتا ہے وہ اسے بیچ دے ورنہ پس جان لو کہ بے شک زمین اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی ہے۔

اس حدیث سے پتہ چلا کہ حضور نبی کریم ﷺ تمام زمین کے مالک ہیں تو آپ اس کے خزانوں کے بھی مالک ہیں تو چنانچہ مالک کو اختیار ہوتا ہے کہ جس کو چاہے جو چاہے عطا کردے۔

چاند پر اختیار

جس طرح حضور نبی کریم ﷺ کو زمین کی جمیع اشیاء پر اختیار و تصرف حاصل ہے اس طرح آپکو افلاک میں چاند سورج اور ستاروں پر بھی اختیار ہے چاہیں تو ڈوبا سورج واپس موڑ لیں یا چاند کے دو ٹکڑے کردیں جیسا کہ روایت میں ہے۔

عن انس انه حدثهم ان اهل مكة سالوا رسول الله ان يريهم اية فارهم انشقاق القمر. (بخاری شریف، ج ۱، ص ۵۱۳، مسلم شریف ج ۲، ص ۳۷۳)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ وہ ہمیں کوئی معجزہ دکھائیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو چاند کے ٹکڑے کرتے ہوئے دکھایا۔

پہاڑوں میں اختیار

رسول اللہ ﷺ جس طرح جاندار اشیاء میں تصرف و اختیار رکھتے ہیں اسی طرح آپ بے جان چیزوں میں بھی اختیار کے مالک ہیں جیسا کے لرزتے پہاڑ کو حکم دے کر ساکن فرما دیا۔

عن انس بن مالك قال ان النبي صعد احد و ابو بكر و عمر و عثمان فرجف بهم فقال اثبت احد فنما عليك نبي و صديق شهيدان و في رواية البخاري ففربه برجله. (بخاری شریف ج ۱ ص ۵۱۹)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ احد پہاڑ پر چڑھے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنھم بھی تھے تو پہاڑ ان کی وجہ سے حرکت کرنے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے احد ٹھہر جا بے شک تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں امام بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ نے پہاڑ پر اپنا پاؤں مبارک بھی مارا۔ ایک اور حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ياعائشة لوشئت لسارت معي جبال الذهب. (مشکوۃ شریف ص ۵۲۱)

ترجمہ: اے عائشہ رضی اللہ عنہا اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلنا شروع

ہو جائیں۔

درختوں پر اختیار مصطفیٰ ﷺ

مسلم شریف اور مشکوۃ شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے آپ فرماتے ہیں۔

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محو سفر تھے حتیٰ کہ ہم ایک آب و گیاہ وادی میں اترے تو رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے لیکن آپ نے کوئی ایسی شے نہ دیکھی جو آپ کے لئے پردہ کرتی اسی دوران آپ کی نظر مبارک دو درختوں پر پڑی آپ علیہ السلام ان میں سے ایک درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اس درخت کی ایک شاخ کو پکڑ کر فرمایا کہ اللہ عزوجل کے اذن سے میرے ساتھ چل تو وہ درخت اس اونٹ کی طرح چل پڑا جس کی ناک میں نکیل بندھی ہو اور پکڑنے والے کی اطاعت کرتا ہے یہاں تک کہ آپ دوسرے درخت کے پاس پہنچ گئے اور اس درخت کی بھی شاخ پکڑ کر فرمایا کہ اے درخت اللہ کے اذن سے تو بھی میرے ساتھ چل تو وہ بھی پہلے درخت کی طرح آپ کے ساتھ چل پڑا حتیٰ کہ جب آپ ان درختوں کے درمیان میں تشریف لائے اور دونوں درختوں کو فرمایا کہ باذن اللہ تم دونوں میرے لئے پردہ بن جاؤ تو دونوں درخت آپس میں مل گئے اور آپ نے قضائے حاجت فرمائی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس واقعے کو دیکھ کر میں سوچ میں پڑ گیا کہ اچانک میں نے دیکھا کہ

رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لا رہے ہیں اور میں نے دیکھا کہ وہ دونوں درخت جدا ہو کر اپنی اپنی جگہ واپس چلے اور اپنے تنوں پر کھڑے ہو گئے۔ (مسلم شریف، مشکوۃ شریف)

ایک اور حدیث میں ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی میں آپ کی نبوت کا کیسے یقین کروں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں کھجور کے اس خوشہ کو حکم دوں کہ وہ میرے پاس آ کر گواہی دے میں اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ ہوں تو مان لے گا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس کو بلایا تو وہ خوشہ کھجور کے درخت سے اتر کر حضور نبی

کریم ﷺ کے پاس آ کر گر پڑا پھر آپ نے اسے واپس جانے کا حکم دیا تو وہ پھر چلا گیا تو اعرابی مسلمان ہو گیا۔ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۰۳)

ریشمی لباس اور اختیار مصطفیٰ ﷺ

ہر مسلمان کو یہ مسئلہ اچھی طرح معلوم ہے کہ کسی مرد مسلمان کو ریشمی لباس پہننا چاہے عذر کی بناء پر ہی ہو جائز نہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کو اختیار ہے کہ آپ جسے چاہیں ریشمی لباس پہننے کی اجازت مرحمت فرمادیں جیسا کہ حدیث میں ہے

عن انس قال رخص النبی لزبیر و عبد الرحمن فی بسس الحریر لحکمة (بخاری شریف ،ج ۲ ص ۸۶۸)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خارش کے مرض کی وجہ سے حضرت زبیر اور حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہما کو ریشمی لباس پہننے کی اجازت عطا فرمائی۔

حالت جنب میں دخول مسجد اور اختیار مصطفیٰ ﷺ

جب کسی شخص پر حالت جنابت طاری ہو (یعنی اس پر غسل کرنا واجب ہو) تو وہ غسل جنابت کیے بغیر مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا۔

لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے حالت جنابت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مسجد میں جانے کی اجازت عطا فرمائی۔

عن ابی سعید قال قال رسول اللّٰہ یعلی یاعلی لا یحل لا حد ان یجنت فی هذا المسجد غیر و غیرك (ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۱۴)

ترجمہ: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ میرے اور تمہارے بغیر کسی کو حلال نہیں کہ وہ حالت جنب میں مسجد میں داخل ہو۔

تشریح: ان احادیث مبارکہ سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو شرعی احکام میں بھی تصرّف کرنے کا اختیار عطا فرمایا ہے لہذا آپ جس چیز کو چاہیں اُمت پر لازم کر دیں اور جسکو چاہیں معاف فرمادیں کسی کو جرأت نہیں کہ وہ آپکے احکام کا ردّ کر سکے۔

بزرگانِ دین رحمہم اللہ کے عقائد

ملا علی قاری کا عقیدہ

ومن ثم عد ائمتنا من خصائصه عليه السلام انّه يخص من شاء بما شاء جعلهٖ شهادة خزيمة بن ثابت شهادتين

(مرقاۃ ج ۲ ص ۳۲۳)

ترجمہ : اور اسی وجہ سے ہمارے ائمہ نے اس بات کو حضور نبی کریم ﷺ کی خصوصیات میں شمار کیا ہے کہ آپ جسے چاہیں جس حکم کے ساتھ خاص کرلیں جس طرح آپ نے خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی اکیلی شہادت کو دو بندوں کی شہادت کے قائم مقام فرمادیا۔

امام نووی کا عقیدہ

قال النووی للشارع ان یخص منالعموم ماشاء وبا لتضحیة بالضاق لابی بردة بن دینا وغیره

(مرقاۃ ج ۲، ص ۳۲۳)

ترجمہ : امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شارع (حضور علیہ السلام) کے لیئے جائز ہے کہ وہ عموم احکام میں سے جسکو چاہیں خاص فرمالیں جس طرح ابی ہریرہ بن دینار کو آپ نے ایک سال سے کم عمر کے بکرے کی قربانی کرنے کی اجازت دیدی۔

علامہ ابن عابدین شامی کا عقیدہ

و منهم ختم دائرة الولاية قطب الوجود سیّدی محد الشاذلی البکری الشهید بالحنفی الفقیه الواعظ احد من صرّفه اللّٰه تعالیٰ فی الکون و مکّنه من الاحوال و نطّق والمغیبات

(درمختار۔ ج ۱، ص ۴۱)

ترجمہ : امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پیروکاروں میں سے ختم دائرۃ الولایت قطب الوجود سیدی محمد شاذلی بکری حنفی فقیہ واعظ آپ ان بزرگوں میں سے ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے کائنات میں تصرف، حالات پر قدرت اور غیب کی باتوں کے بیان کرنے کی طاقت عطا فرمائی ہے۔

عبدالحق محدث دہلوی کا عقیدہ

ومذھب صحیح ومختار آنست کہ احکام مفوض است بحضرت رسالت ﷺ بہرکہ وہ بہرچہ خواہد حکم کند و بردیگر مباح گرد اندوایں را امثلہ بسیاراست۔

(مدارج النبوت ج ۲ ص ۳۲۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی عطاسے ملک وملکوت جن وانس اورسارے عالمین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدرت وتصرف میں ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا عقیدہ

وللنقشبندیّة نصرّفات عجیبة من جمع الھمة علی مراد فیکو علی وفق الھمّة والتّاثیر فی الطالب ودفع المرض عن الریض وافاضة التوبة عن العاصی والتصرّف فی قلوب الناس حتیٰ یحبوّا ویعظموا وفی مدرکھم حتیّٰ تتمثلّ فیھا وقعات عظیمة والا طلاّع علی نسبة اہل اللّٰہ من الاحیاء واھل القبور ولاشراف علی خواطر الناس وما یختلج فی الصدّور و کشف الوقاع المستقبلة ودفع البلیّة النازلة وغیرھا و نخن ننھك علی نموذج منھا

(القول الجمیل ص ۱۰۳)

ترجمہ: اورنقشبندیوں کیلئے عجائب تصرفات ہیں۔ ہمت باندھنا کسی مراد پرپس ہوتی ہے وہ مراد ہمت کے موافق اور طالب میں تاثیر کرنا اور بیماری کو مریض سے دفع کرنا اور عاص پرتوبہ کا افاض کرنا اورلوگوں کے دلوں پرتصرفات کرنا تاکہ وہ محبوب معظم ہوجائیں یا انکے خیالات میں تصرّف کرنا تاکہ ان میں واقعات عظیمہ متمثّل ہوں اور آگاہ ہوجانا اہل اللہ کی نسبت پرزندہ ہوں یا اہل قبور اور لوگوں کے خطرات قلبی پراور جوان کے سینوں میں خلجان کررہاہے اس پر مطلع ہونا اور وقائع آئندہ کا مکشوف ہونا اور بلائے نازل کا دفع کرنا اور سوائے ان کے اور بھی تصرفات ہیں ۔اور ہم تجھ کواے کتاب کے دیکھنے والو ان میں بعض تصرّفات پرآگاہ کرتے ہیں۔ بطریق نمونے کے۔

سیّدی عبدالعزیز دبّاغ کا عقیدہ

لهم التصرف فی العوالم كلّها السفليّة و العلوية و حتّی فی العالم الرقّا والرّاء و تشديد القاف وهو ما فوق الحجب السبعين فهم الذين يتصرّفون فيه وفی اهله وفی خواطر هم وما تهجس به فمائر هم فلا يهجس فی خاطر واحد منهم شئ الاّ باذن اهل التصرف رضی الله عنهم اجمعين۔ (ابریز شریف ص ۳۲۸)

ترجمہ: انھیں سارے جہان سفلی اور علوی میں تصرف حاصل ہوتا ہے یہاں تک کہ ستر حجابات اور انکے اوپر بھی یہی وہ حضرات ہیں جنہیں عالم اور ان خیالات میں تصرف حاصل ہوتا ہے اور جو ان کے دل میں خیال گزرتا ہے تو وہ تصرف کی اجازت ہی سے گزرتا ہے رضی اللہ عنھم اجمعین۔

علامہ شطنوفی کا عقیدہ

تقدرايت اربعة من المشائخ يتصرّفون فی قبور هم كتصرف الاحياء اشيخ عبدالقارد و الشيخ مصروف الكرخی والشيخ عقيل المنجّی والشيخ حياء بن قيس الحرانی رضی الله عنهم۔

(بہجۃ الاسرار ص ۶۳)

ترجمہ: میں (علامہ شطنوفی) نے چار ایسے مشائخ کو دیکھا ہے جو اپنی قبروں میں اس طرح تصرّف کرتے ہیں جسطرح زندہ تصرّف کرتے ہیں یعنی حضرت شیخ عبدالقادر شیخ معروف کرخی، شیخ عقیل منجی اور شیخ حیاء بن قیس حرانی رضی اللہ عنھم۔

حضور سیدنا غوث اعظم کا عقیدہ

وهی حالة الفناء التی هی غاية احول الاولياء والا بدال ثمّ قديردّ اليه التكوين فيكون جميع ما يحتاج اليه باذن الله وهو قولهٗ جلّ وعلا فی بعض كتبهٖ يا ابن آدم انا الله الذّی لا اله الاّ انا اقول للشئ كن فيكون اطعنی اجعلك تقول للشئ كن فيكون (بہجۃ الاسرار ص ۱۰۹)

الاستمداد (مدد طلب کرنا)

اس عالم لاہوتی پر اگر تھوڑی سی بھی توجہ کی جائے تو یہ بات اظہر من الشمس (سورج سے بھی زیادہ واضح) ہو جاتی ہے کہ اس جہان فانی کا سارا نظام باہم مدد واعانت سے چل رہا ہے اور یہ قانون فطرت ہے کہ ہم ایک دوسرے کی مدد کے محتاج ہیں اور جب تک ہم ایک دوسرے سے باہمی تعاون کے ساتھ پیش نہ آئیں تو پورا نظام زندگی متاثر اور مفلوج ہو کر رہ جاتا ہے۔

انسان اپنی پیدائش سے لے کر قبر تک دوسرے انسان کا محتاج وضرورت مند ہے پیدائش کے وقت دائی کا، پرورش کے لئے والدین کا، تعلیم کے میدان میں اساتذہ کا، ملازمت وحصول رزق کے لئے عزیز واقرباء اور اغنیاء کا، یہاں تک کہ محشر کے میدان میں حصول جنت اور نجات دوزخ کے لئے حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی شفاعت اور نیک اعمال کا محتاج و مستعین (مدد طلب کرنے والا) ہے۔

انسان کا غیر اللہ سے مدد طلب کرنا مجازی طور پر ہے اور بعطائے الٰہی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ حقیقی کارساز اور فاعل حقیقی ہے۔

حضرت علامہ مفتی وقار الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

فعل کی نسبتیں دو طرح کی ہوتی ہیں کبھی فاعل حقیقی کی طرف اور کبھی فاعل مجازی کی طرف۔ یہ استعمال ہر زبان میں ہوتا ہے اردو میں بھی اور عربی میں بھی اور قرآن وحدیث میں بھی اس کے پہچاننے کے لئے متکلم (بولنے والے) کے اعتقاد پر دار و مدار ہوتا ہے مثلاً عربی زبان میں بولا جاتا ہے۔

'' انبت الربیع البقل ''

ترجمہ : موسم بہار نے سبزی اگائی

اس کے لفظی معنی اگر دیکھے جائیں تو مطلب ہوا کہ موسم فاعل ہے اور وہ فصلیں اگاتا ہے حالانکہ کھیتی اگانا صرف اللہ کا کام ہے۔ پانی، کھاد دینا اور موسم وغیرہ کھیتی اگنے کے اسباب ہیں اور اس سبب کو فاعل بنا کر اس کی طرف نسبت کرنا اسناد مجازی ہے لہذا اگر کافر یہ بات کہے تو حقیقت مانا جائے گا اس لئے کہ وہ زمانہ کو ہی فاعل حقیقی سمجھتا ہے اور جب مسلمان یہ کہے تو مجاز سمجھا جائے

گا۔اس لئے کہ مسلمان یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ فاعل حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔
اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ کہنے والے کا مومن ہونا ہی معنی مجازی مراد لینے کے لئے کافی ہے اور مومن کے کلام میں زبردستی اسناد حقیقی بنا کر کفر کے معنی پیدا نہیں کئے جائیں گے۔
اردو زبان میں عام طور پر یہ الفاظ بولے جاتے ہیں دوا نے بیماری دور کردی، ڈاکٹر نے مریض اچھا کردیا، بارش نے زمین کو سرسبز کردیا، بادلوں نے پانی برسایا وغیرہ
ان مثالوں سے کسی کے دل میں یہ خیال بھی نہیں آتا ہے کہ یہ الفاظ کفر ہیں اور ایسا بولنے والا کافر ہے اس لئے کہ بولنے والے مسلمان ہیں اور ان کا مسلمان ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سب اسباب ہیں اور یہ سب نسبتیں مجازی ہیں قرآن کریم میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم سے کہا۔

لاھب لك غلمازكيا (سورہ مریم آیت ۱۹)

ترجمہ : میں تمہیں پاک بیٹا دونگا۔

اور مسلمان یقین رکھتا ہے کہ اولاد دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور جبرائیل امین نے اپنی طرف لڑکا دینے کی نسبت مجازاً کی ہے۔
اسی طرح ''ملک الموت'' اس فرشتے کو کہتے ہیں جس کا کام موت دینا یعنی روح نکالنا ہے۔
قرآن کریم میں ہے

تزقهم الملائكة (سورۃ محمد آیت ۲۷)

ترجمہ : یعنی فرشتے انہیں موت دیتے ہیں۔

یہ بھی اسناد مجازی ہے اس لئے کہ موت دینا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔
اس تمہید کے بعد یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے پر جب مشکل کشا کا لفظ استعمال کرے گا تو اس سے اسناد مجازی ہی مراد ہوگی اس لئے کہ مسلمان یقین رکھتا ہے کہ حقیقی مشکل کشا صرف اللہ تعالیٰ ہے یعنی مشکلیں حل کرنے کا فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہے اور قائل (کہنے والے) کا مسلمان ہونا اس بات کا قرینہ ہے کہ یہ اسناد مجازی ہے۔
دیوبندیوں نے مسلمانوں کو کافر و مشرک بنانے کے لئے نسبتوں کو اسناد حقیقی قرار دیا حالانکہ وہ خود بھی ایسے الفاظ بولتے ہیں۔

مثلاً مدرسے کا چندہ مانگنے جاتے ہیں تو یہی کہتے ہیں کہ ہماری مدد کیجیئے اگر کسی مصیبت میں پھنس جاتے ہیں تو یہی کہتے ہیں کہ آپ کے ہاتھ ہے آپ میری مشکل دور کیجیئے مشکل دور کر سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

چنانچہ غیر اللہ سے مدد طلب کرنے کے ثبوت میں بے شمار آیات قرآنی دلالت کرتی ہیں جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

قرآن پاک سے استمداد کا ثبوت

حضرت عیسیٰ نے اپنی قوم سے مدد مانگی

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے

قال من انصاری الی اللّٰہ قال الحوایون نحن انصار اللّٰہ

(۳ پارہ سورہ ال عمران آیت ۵۲)

ترجمہ کنزالایمان: (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) بولا۔کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف حواریوں نے کہا ہم دین خدا کے مددگار ہیں۔

اس آیت کریمہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے مدد طلب کر رہے ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے

نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو

وتعانو ا علی البر و التقوی ولا تعاونو ا علی الاثم والعدوان۔

(۲ پارہ سورہ مائدہ آیت نمبر۲)

ترجمہ کنزالایمان: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ خود ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم فرما رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی مدد کرنے کا حکم دیا

مزید ارشاد ہوتا ہے

یاایہا الذین امنو تنصرو ا واللہ ینصرکم

(پارہ۲۶ سورہ محمد آیت ۷)

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا۔

اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہونے کے باوجود بندوں سے اپنے دین کی مدد کرنے کا ارشاد فرما رہا ہے

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو حضور کی مدد کرنے کا حکم دیا

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے

لتئومنن بہ ولتنصرون۔ (پارہ۳ سورہ ال عمران آیت ۸۱)

ترجمہ کنزالایمان: تو ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ انبیاء سے اپنے محبوب کی مدد کرنے کا عہد لے رہا ہے

ایک اور جگہ ارشاد باری ہے

صبر اور نماز سے مدد مانگو

یاایہا الذین امنو استعینوا بالصبر والصلوٰۃ.

(پارہ۲ سورہ بقرہ آیت ۱۵۳)

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو۔

حضرت ذوالقرنین علیہ السلام قوم سے مدد طلب کرتے ہوئے فرماتے ہیں

حضرت ذولقرنین نے قوم سے مدد مانگی

فاعینو نی بقوۃ. (پارہ۱۲ سورہ کہف آیت ۹۵)

ترجمہ کنزالایمان: تو میری مدد طاقت سے کرو۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے

ہم نے آپ کو اپنی اور مسلمانوں کی مدد سے قوت دی

ایدک نبصرہ و بالمومنین (پارہ۱۰سورانفال آیت۶۲)

ترجمہ کنزالایمان: جس نے تمہیں زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا۔

ایک اور جگہ فرمایا

اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی مدد کرتے ہیں

فان اللہ ھو مولاہ و جبرایل و صالح المومنین و الملائکۃ بعد ذلک ظہیر

(پارہ۲۸سورہ تحریم آیت۴)

ترجمہ کنزالایمان: تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

حضرت موسیٰ نے اپنے بھائی کی مدد کا سوال کیا

واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی اشدد بہ ازری

(پارہ۱۶سورہ طہٰ آیت ۲۹،۳۰)

ترجمہ کنزالایمان: خدایا میرے بھائی کو نبی بنا کر میرا وزیر کردے میری پشت کو ان کی مدد سے مضبوط کردے۔

قرآن پاک کی ان آیات سے ثابت ہوا کہ غیر اللہ سے مدد طلب کرنا بالکل جائز ہے بلکہ خود رب تعالیٰ نے مدد طلب کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور انبیاء کرام نے خود بھی مدد طلب کی ہے۔

احادیث سے استمداد کا ثبوت

اے اللہ کے بندو میری مدد کرو

عن ابن عباس قال ان الملائکة فضلا سوی الحفظة یکتبون ماسقط ورق الشجر فاذا اصابت احدکم عرجة فی سفر فلینا داعینو عباد اللّٰه رحمکم اللّٰہ

(امام بزار)(کشف الاستار)(المصنف)(امام ابن ابی شیبہ)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ لکھنے والے فرشتوں کے سوا اللہ تعالیٰ نے ایسے ملائکہ علیہم السلام مقرر فرمائے ہیں جو درختوں کے ان پتوں کو لکھ لیتے ہیں جو گر پڑتے ہیں۔

پس جب دوران سفر تم میں سے کسی شخص کو کوئی مصیبت پہنچے تو اس طرح ندا کرے۔

''اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے''

ایک اور حدیث میں ہے۔

اے اللہ کے بندو میری سواری روکو

عن عبداللّٰه ابن مسعود رضی اللّٰه عنه انه قال قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم اذانفلننت دابة احدکم بارض فلاة فلینا دیا عباد اللّٰه احبسوه یاعباد اللّٰه احبسو فان اللّٰه عزوجل فی الارض حاصر یستحبسه

(تفسیر کبیر۔عمل الیوم والیلۃ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کسی کی سواری ویران زمین میں بھاگ جائے تو چاہیے کہ وہ اس طرح ندا کرے اے اللہ کے بندو اسے روکو۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے زمین میں ہوتے ہیں جو اسے روک لیتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے غائب بندے مدد کرتے ہیں

عن عتبة بن غزوان عن بنی اللہ ﷺ قال اذا اضل احدکم شیا اواراد عون وھو بارض لیس بھا انیس فلیقل یا عباد اللّٰہ اعینونی فان اللّٰہ عباد الالزاھم وقد جرب ذلک (حصن حصین۔طبرانی۔مجمع الذوائد)

ترجمہ: حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص جب کوئی شئے گم کر بیٹھے اور وہ کسی غیر مانوس جگہ پر ہو تو چاہیے کہ وہ اسطرح کہے۔

''اے اللہ کے بندو میری مدد کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہوتے ہیں جن کو ہم نہیں دیکھ پاتے۔ یہ نسخہ میرا آزمودہ ہے۔

ان احادیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ غیر اللہ سے مدد طلب کرنا جائز ہے اور خود حضور نبی کریم ﷺ نے سواری کے گم ہونے کی صورت میں غیر اللہ سے مدد طلب کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی

استمداد کے بارے میں بزرگان دین کے نظریات

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا نظریہ

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کرتے ہوئے لکھتے ہیں

یااکرم الثقلین یاکنز الوری ۔ بدلی بحورك وارفنی برضاك

اناطامع بالجود منك لم یکن ۔ لا بی حنیفه فی الانامه سواك

ترجمہ: اے موجودات سے زیادہ تعظیم والے، اے وری کے خزانے، مجھے بھی اپنی جناب سے عطا فرمائیے اللہ تعالیٰ نے جیسے آپ کو راضی کیا ہے مجھے بھی راضی کیجیے میں آپ کی جودت و سخاوت کا طلب گار ہوں مخلوق میں آپ کے سوا ابو حنیفہ کا کوئی نہیں۔ (قصیدہ نعمان)

امام شافعی اور امام غزالی کا نظریہ

قال الامام الشافعی قبر موسی الکاظم تریاق مجرب الاجابة الدعاء وقال الامام الغزالی من یستمد فی حیاتہٖ یستمد بعد وفاته۔

(صفحہ ۱۵۴ حاشیہ مشکوٰۃ زیارت القبور)

ترجمہ: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر شریف دعا کی قبولیت کے لئے آزمودہ تریاق (غم مٹانے کی جگہ) ہے اور حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس سے زندگی میں مدد مانگی جاسکتی ہو اس سے وفات کے بعد بھی مدد حاصل کی جاسکتی ہے۔

حضرت علامہ یحیٰی بن شرف نووی کا عقیدہ

قلت حکمی لی بعض شیوخنا الکبار فی العلم انه انفلتت له دابة اظنها بغلة وکان یصرف هذا الحدیث فقاله فحسبها اللّٰه علیهم فی الحاله وکنت انا مرة مع جماعة فانفلتت منها بهیمة وعجز واعنها فقلته فوفقت فی الحال بغیر سبب سوی هذا الکلام (الکتاب الاذکار)

ترجمہ: میرے بعض مشائخ نے مجھ سے فرمایا جو کبائر علماء میں سے تھے کہ ایک مرتبہ صحراء میں ان کی سواری بھاگ گئی اور وہ اس حدیث کو جانتے تھے (یعنی اے اللہ کے بندو اسے روک لو) انہوں نے یہی کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی سواری کو اسی وقت روک لیا۔

مزید فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ایک جماعت کے ساتھ تھا پس جماعت میں سے کسی کی سواری بھاگ گئی اور وہ اسکو روکنے سے عاجز رہے تو میں نے وہی الفاظ کہے (جو حدیث میں وارد ہوئے کہ اللہ کے بندو اسے روک لو) تو وہ سواری بغیر کسی سبب کے ان کلمات کی برکت سے رک گئی۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ

حدیث میں وارد ہونے والے الفاظ یا عباد اللہ کی تشریح کرتے ہوئے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

المراد بهم الملائكة اوالمسلمون من الجن اور رجال الغيب المسلمون بالا بدال (الحرز السمین)

ترجمہ: (اے اللہ کے بندو) سے مراد ملائکہ یا مسلمان جن یا رجال الغیب ابدال مراد ہیں یعنی اولیاء کرام۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا نظریہ

من استغاث بی فی کربة کشفت عنه ومن نادانی باسمه فی شدة فرجت عنه و من توسل بی الی اللّٰه فی حاجة قضيت

ترجمہ: جو شخص تکلیف کے وقت مجھ سے مدد طلب کرے تو اس کی تکلیف دور ہو جائے گی اور جو شدت کے وقت میرے نام کے ساتھ نداء دے تو وہ مصیبت دور ہو جائے گی اور حاجت کے وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرا وسیلہ پیش کرے تو اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ

ان النسان اذا ضاع شئی وار ادان يرده اللّٰه عليه فليقف على مكان عال مستقبل القبله ويقرء الفاتحته ويهدى ثوابها للنبى عليه السلام ثم يهدى ثوابها السيدى اہمد ابن علوان يقول يا سيديا احمد ابن علوان ان لم ترد على ضالتى والا نزعنك من ديوان الاولياء فان اللّٰه يرد ضالته بركته

(درمختار ج ۳ باب اللقطہ)

ترجمہ: جب کسی انسان کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی چیز واپس لوٹا دے تو کسی اونچے مقام پر قبلہ رخ کھڑے ہو کر سورہ فاتحہ پڑھے اور نبی کریم ﷺ کو اس کا ثواب ایصال کرے پھر اس کا ثواب سید احمد بن علوان کو ہدیہ کرے اور کہے اے میرے سردار احمد بن علوان اگر آپ میری چیز نہیں لوٹائیں گے تو میں آپ کو اولیاء کرام کے دفتر سے خارج کر دوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے گمی ہوئی چیز واپس لوٹا دے گا۔

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ

یا اکرم الخلق مالی من الوذبه سواك عند حلول الحادث عمم

ترجمہ: اے مخلوقات میں سے سب سے زیادہ عظمت والے میرا آپ کے بغیر کوئی نہیں جس کی میں مصیبت کے وقت پناہ لوں۔ (قصیدہ شریف)

عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ

امام غزالی گفته هر که استمداد کرده شوبولے ادحیات استمداد کرده مے شودبولے بعد ازوفات یکے از مشائخ گفته دیدم چهار کس راز مشائخ که تصرف می کنند در قبور حود مانند تسر فها ایں شاں در حیات خود یایشتر قویس مے گویند که امداد می نزاست ومن مے گویند که امداد میت قوی ترو اولیاء راتصرف در اکون خاصل است وآ ں زیست مگر ارواح ایشاں راو ارواح باقی است (اشعته اللمعات باب زیارت القبور)

ترجمہ: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس سے اس کی زندگی میں مدد لینا جائز ہے اس سے بعد وفات بھی مدد طلب کرنا جائز ہے مشائخ عظام میں سے ایک نے فرمایا ہے کہ میں نے چار مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی قبور میں اس طرح تصرف کرتے ہیں جس طرح اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے یا اس سے بھی بڑھ کر ایک قوم کہتی ہے کہ زندہ کی امداد قوی تر ہے اور میں کہتا ہوں کہ میت کی امداد قوی تر ہے شیخ نے فرمایا ہاں کیونکہ وفات یافتہ بزرگ حق تعالیٰ کی درگاہ میں اس کے سامنے ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا نظریہ

قلت یارسول الله افض علینا مما افاض اللّٰه علیك جئناك راغبین فی خیرك وانت رحمة اللعالمین فانبسط الی انبسا طاعظیما حتی تخیلت کان عطافة ردائه لغتنی وغشیتنی ثم غطنی غطة و تبدی لی و اظهرلی الاسرار و عرفنی بنفسه وامدنی امداد اعظیما اجمالیا و عرفنی کیف

استمدبه فی حوائجی و کیف یرد هوالی من یصلی علیه وکیف منبسطا الی من اطری فی مدحه والح علیه۔ (فیوض الحرمین صفحہ ۲۸)

ترجمہ: (روضہ انور پر حاضری کے دوران شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہوئے لکھتے ہیں) میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اس میں سے مجھے بھی عطا فرمائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے ہم آپ کی بارگاہ میں آپ کی عطا کی طرف رغبت کرنے والے ہیں اور آپ رحمۃ اللعالمین ہیں تو آپ نے مجھ پر نظر کرم فرمائی یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ آپ کی عطا کی چادر نے مجھے لپیٹ لیا اور مجھے ڈھانپ لیا اور چھپا لیا اور مجھ پر رموز و اسرار ظاہر فرمادیئے اور آپ نے خود مجھے عرفان بخشا اور میری عظیم امداد فرمائی اور مجھے ارشاد فرمایا کہ میں کس طرح آپ سے مدد طلب کروں اور آپ کس طرح جواب دیتے ہیں جس وقت آپ پر کوئی درود پڑھے اور آپ کتنے خوش ہوتے ہیں جب آپ کی کوئی خوب مدح کرے یا آپ سے گریہ وزاری کرے۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں

نادعلیا مظهر العجائب تجده عونالك فی التوائب كل هم و غم سینجلی بولایتك یاعلی یاعلی یاعلی (الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ صفحہ ۱۳۸)

ترجمہ: پکار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جن کی ذات مظہر عجائب ہے تو انہیں مصیبتوں اور پریشانیوں میں اپنا مددگار پائے گا آپ کی ولایت کے سبب سے ہر رنج و غم عنقریب دور ہو جائے گا یاعلی یاعلی یاعلی۔

شاہ عبدالعزیز صاحب کا نظریہ

باید فهمید كه استعانت از غیر بوجهے که اعتماد باشد اور اعوان الهی ندا ند حرام است. و اگر التفات محض، بجانب حق است داور ایکے از مظاهر عون الهی دانسته وبكار خانه اسبابی و حکمت اوتعالیٰ درآں نموده بغیر استعانت ظاہر نماید دورازعرفان نخواهد بودودر شرح نیز جائز و رواست درانبیاء و اولیاء نوع استعانت تعبیر کرده اندد در حقیقت ایں

نوع استعانت بغیر نیست بلکه اسعانت بحضرت حق است لا غیر۔

(فتح العزیز ص ۲۰)

ترجمہ: جاننا چاہیے کہ بھروسہ کے طریقے پر غیر سے مدد مانگنا کہ اس کو مدد الٰہی نہ جانے حرام ہے اور اگر توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف رہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی مدد کا مظہر جان کر اور اللہ تعالیٰ کی حکمت اور کارخانہ اسباب جان کر اس غیر سے ظاہر مدد مانگنا ہے تو عرفان سے دور نہیں ہے اور یہ شریعت میں جائز ہے اور اسے انبیاء اور اولیا کی امداد کہتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ اللہ تعالیٰ کے غیر سے مدد مانگنا نہیں لیکن اس کی مدد سے ہے

تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں

افعال عادی الهی رامثل بخشیدن فرزند و توسیع رزق و شفاء مریض دا مثال ذالك رامشرکان نسبت به ارواح خبیثه اصنام می نمایند وی کافر می شوید از تاثیر الٰہی خواص مخلوقات ادمی دا نندازا دویه ومغافیر یا دعائے صلحاء بندگان او که هم ازجناب اور درخواسته انجاج مطلب می کناند می فهمند و درایمان ایشاں خلل نمی افتد۔

(تفسیر عزیزی)

ترجمہ: افعال باری تعالیٰ مثلاً لڑکا دینا، رزق بڑھانا، بیمار کو اچھا کرنا، اور اس کی مثل کو مشرکین خبیث روحوں اور بتوں کی طرف نسبت کرتے ہیں اور کافر ہو جاتے ہیں اور مسلمان ان امور کو حکم الٰہی یا اس کی مخلوق کی خاصیت سے جانتے ہیں جیسے کہ دوائیں یا مغافیر یا اس کے نیک بندوں کی دعائیں کہ وہ بندے رب کی بارگاہ سے مانگ کر لوگوں کی حاجت روائی کرتے ہیں اور ان مومنین کے ایمان میں اس سے خلل نہیں آتا۔

اکابرین دیوبند کے نظریات

دیوبندیوں کے پیشوا اور قابل اعتماد حضرات غیر اللہ سے مدد طلب کر کے اپنے نظریات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

محمد بن علی بن شوکانی کا نظریہ

قال فی مجمع الذوائد رجاله الثقات وفی الحدیث دلیل علی جواز الاستعانة بمن لا یراهم الانسان من عباد الله من الملائکة و صاط الجن ولیس فی ذلك باس کما یجوز لانسان ان یستعین ببنی آدم اذا عبثرت دابة اوانفلتت (تحفۃ الزاکرین)

ترجمہ: کہتے ہیں کہ مجمع الذوائد میں ہے کہ حدیث (یعنی اے اللہ کے بندو اسے روکو) کے راوی ثقہ (قابل بھروسہ) ہیں اور اس حدیث میں ان انسانوں سے مدد حاصل کرنا جائز ہے جن کو انسان نہیں دیکھ سکتا جیسے ملائکہ اور نیک جن اور اس میں (یعنی مدد طلب کرنے میں) کوئی جرج نہیں جیسا کہ جب سواری بھاگ جائے تو بنی آدم سے مدد طلب کرنا جائز ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا نظریہ

آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا
تم سوا اوروں سے ہرگز نہیں ہے التجا

بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا
آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا برملا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

(امداد المشتاق صفحہ ۱۱۶)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں

یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے اے حبیب کبریا فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آجکل اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

(کلیات امدادیہ ص ۹۰ نالہ مد ہو غریب ص ۲۲)

اشرف علی تھانوی کا نظریہ

اشرف علی تھانوی سے سوال ہوا

سوال : حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا کہنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب : اگر مشکلات کونیہ مراد ہیں تب تو جائز نہیں اگر مشکلات علمیہ مراد ہیں تو جائز ہے جیسا کہ شیخ سعدی نے فرمایا۔

کسے مشکل برو پیش علی مگر مشکل راکند منجلی

(ملفوظات حکیم الامت ج ۱ص ۱۸۱)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں

جو استعانت و استمداد باعتقاد علم وقدرت مستقل (غیر محتاج) ہو وہ شرک ہے اور جو باعتقاد علم و قدرت غیر مستقل (محتاج) ہو اور وہ علم و قدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائے تو جائز ہے خواہ مستمد منہ (جس سے مدد طلب کی جائے) حی (زندہ) ہو یا میت۔

(امداد الفتاوی ج ۴ صفحہ ۹۹ کتاب العقائد)

مزید لکھتے ہیں

یا شفیع العباد خذ بیدی انت فی الاضطرار معتمدی

ترجمہ : دستگیری کیجیے میری نبی کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی

لیس لی ملجاء سواک اغث مسنی الفر سیدی سندی

ترجمہ : بجز تمہارے ہے کہاں میری پناہ فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی

غشني الدهر ابن عبد الله　　　كن مغيثا فانت لي مددي

ترجمہ : ابن عبداللہ زمانہ ہے خلاف　　　اے میرے مولا خبر لیجیے میری

(شیم الطیب ترجمہ شیم الحبیب ص ۱۴۵)

قاسم نانوتوی کا نظریہ

قاسم نانوتوی صاحب حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

کروڑوں جرموں کے آگے یہ نام کا سلام
کرے گا یا نبی اللہ مجھ پہ کیا یگار

مدد کر کے کرم احمدی کا تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمی ص ۶)

محمود الحسن کا نظریہ

(اياك نعبدو اياك نستعين) کی تفسیر کرتے ہوئے محمود الحسن صاحب لکھتے ہیں اس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔　(حاشیہ القرآن ص ۲)

رشید احمد گنگوہی کا نظریہ

رشید احمد صاحب سے کسی نے سوال کیا

سوال : اشعار اس مضمون کے پڑھنے "یارسول اللہ کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے" "مدد کر بہر خدا حضرت محمد مصطفیٰ میری تم سے ہر گھڑی فریاد ہے" کیسے ہیں؟

جواب: ایسے الفاظ پڑھنے محبت میں اور خلوت میں بایں خیال کہ حق تعالیٰ آپ کی ذات کو مطلع فرمادیوے یا محض محبت سے بلا کسی خیال کے جائز ہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۶۴ کتاب الحظر والاباحۃ)

اکابرین دیوبند کے فتویٰ جات سے ثابت ہوا کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا بالکل جائز اور مستحسن ہے۔

اعتراضات کے جوابات

سوال: قرآن پاک سورہ فاتحہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

ایاک نعبدو ایاک نستعین

ترجمہ: ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد مانگتے ہیں

اس آیہ کریمہ میں تو اللہ تعالیٰ صرف اپنے سے مدد مانگنے کا حکم دے رہا ہے اور تم خود اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ غیر اللہ کی عبادت کرنا شرک ہے تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنی عبادت کرنے اور اسی سے مدد مانگنے کا حکم دے رہا ہے لہذا ثابت ہوا کہ جس طرح غیر اللہ کی عبادت کرنا شرک ہے اسی طرح غیر اللہ سے مدد مانگنا بھی شرک ہے۔

جواب: قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے

لہ ما فی السموٰت وما فی الارض

ترجمہ کنز الایمان: اللہ ہی کی ہیں تمام آسمان و زمین کی چیزیں

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے لیئے زمین و آسمان کے تمام چیزوں کی ملکیت و حاکمیت کا دعویٰ فرمارہا ہے لیکن اس کے باوجود آپ لوگ غیر اللہ کو اپنا حاکم و بادشاہ تسلیم کرتے ہیں اور اپنی مقبوضہ اشیاء مثلاً زمین و مکان اور جائیداد کی ملکیت کا بھی دعویٰ کرتے ہیں تو آپ کے قاعدہ کے مطابق آپ بھی مشرک ہوئے۔

لہذا مذکورہ بالا آیہ کریمہ میں مدد مانگنے سے مراد حقیقی مدد ہے مطلب یہ کہ اے اللہ ہم تجھے حقیقی کارساز جان کر تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں اور غیر اللہ سے مدد مانگنے کا مطلب یہ ہے ہم ان سے بعطائے الٰہی اور واسطہ فیض باری تعالیٰ سمجھ کر مدد طلب کرتے ہیں۔

اور اسی طرح جو کچھ زمین و آسمان میں ہے اس کا حقیقی مالک و حاکم اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہی ہے مگر بندوں کی حاکمیت و ملکیت فقط بہ عطائے الٰہی یعنی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے اگر یہ تاویل نہ کی جائے تو پھر آپ کے خود ساختہ قاعدے کے مطابق کوئی شخص شرک سے محفوظ نہیں رہ سکتا کیونکہ دنیا میں ہر کوئی کسی نہ کسی صورت میں غیر سے مدد طلب کرتا ہے

دنیا کا تقریباً سارا نظام ہی ایک دوسرے کی مدد کے تحت چل رہا ہے انسان اپنی پیدائش سے لے کر بچپنے، جوانی، بڑھاپے، موت، کفن، قبر تک غیر اللہ کا محتاج ہے
کوئی طالب علم استاد کی مدد کے بغیر حصول علم نہیں کر سکتا کورٹ میں کوئی بھی مسئلہ وکیل کی مدد کے بغیر حل نہیں ہوتا۔

بیمار ڈاکٹروں اور دواؤں کی مدد کا محتاج ہے حالانکہ شفاء دینے والی ذات اللہ تعالیٰ ہے نوکری چاہیے تو کسی افسر و وزیر کی سفارش اور اس کی مدد درکار ہوتی ہے حالانکہ رازق اللہ تعالیٰ ہے اور ہر بندے کے رزق کا ضامن ہے۔

لہذا ثابت ہوا کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا مطلقا حرام ونا جائز یا شرک نہیں حقیقی کارساز تو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہی ہے ہر نبی، فرشتہ، ولی، مومن، اسی کے محتاج ہیں اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں۔

اور بندے بعطائے الٰہی مدد کر سکتے ہیں الحمد اللہ عزوجل اہلسنت والجماعت کا ہر فرد اس نظریہ سے غیر اللہ سے مدد طلب کرتا ہے کہ وہ واسطہ فیض باری تعالیٰ ہیں لہذا یہ شرک نہیں۔

سوال : مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں ہے

''لااغنی عنك من الله شيا''

ترجمہ : میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔

اس حدیث میں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی لخت جگر فاطمۃ الزاہرہ رضی اللہ عنھا کی مدد کرنے سے انکار فرمایا لہذا ثابت ہوا کہ رسول اللہ جب اپنی صاحبزادی کی مدد نہیں کر سکتے تو تمہاری مدد کیا کریں گے۔

جواب: اس حدیث پاک میں حضور تاجدار رسالت ﷺ کا منشاء یہ تھا کہ اے فاطمہ اگر تو ایمان نہ لائی تو میں تم سے اللہ تعالیٰ کا عذاب دور نہیں کر سکتا اور یہ ارشاد تبلیغ اسلام کے اوائل (شروع) میں تھا۔

یہ تو اہلسنت والجماعت کا بھی عقیدہ ہے کہ کافر ومشرک قطعی جہنمی ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے اللہ تعالیٰ کا عذاب دور نہیں کر سکتے۔

لیکن اپنے مومن گنہ گار امتیوں کی انشاء اللہ عزوجل ضرور مدد فرمائیں گے جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا۔

سوال : کفار بتوں سے مدد مانگتے تھے لہذا قرآن کریم نے انہیں مشرک کہا اور تم اولیاء سے مدد مانگتے ہو لہذا تم بھی مشرک ہوئے۔

جواب: آپ کے اس خودساختہ اور من پسند قاعدے سے نہ کوئی نبی بچے گا اور نہ کوئی مومن بلکہ خود ذات باری تعالیٰ پر بھی (معاذ اللہ) اعتراض پیدا ہو جائے گا جس نے خود مدد مانگنے کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

یایھا الذین امنو ان تنصرو اللہ ینصرکم

(پارہ ۲۶ سورہ محمد آیت ۷)

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

وتعانو اعلی البر والتقوی ولا تعاونو اعلی الاثم والعدوان۔

ترجمہ کنزالایمان: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔

ان آیات مبارکہ میں خود رب تعالیٰ ایک دوسرے سے مدد طلب کرنے کا حکم دے رہا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں سے مدد طلب کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں

قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ

ترجمہ کنزالایمان: بولا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف حواریوں نے کہا ہم دین خدا کے مددگار ہیں۔

کہا حواریوں نے ہم مدد کریں گے اللہ کے دین کی

حضرت ذوالقرنین فرماتے ہیں۔

فاعینونی بقوۃ مدد کرو میری ساتھ قوت کے

اب بتائیں اللہ تعالیٰ اور انبیاء علیھم السلام پر آپ کیا حکم لگائیں گے پھر آپ خود پولیس والوں، وکیلوں، پٹواریوں، حاکموں سے مدد مانگتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب غیر اللہ ہیں لہذا اپنے ضابطے کے مطابق تم بھی مشرک ہوئے درس عبرت کے لئے اگر دل کے اندر ذرا سی بھی ایمان کی حرارت

ہو اور عقل پر تعصب اور بغض وعناد کا لبادہ نہ ہو تو آپ کے لئے یہ آیت ہی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔

ومن یلعن اللہ فلن تجدلہ نصیرا۔ (سورہ نساء آیت ۵۲)

ترجمہ : جس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے اس کا مددگار کوئی نہیں ہوتا۔

سوال : حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا جارہا تھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مدد کرنے کی پیش کش کی لیکن آپ نے فرمایا اے جبرائیل مجھے تم سے کوئی حاجت نہیں لہذا آپ کا حضرت جبرائیل سے مدد طلب نہ کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز نہیں تو پھر تم کیوں مانگتے ہو؟

جواب : حضرت جبرائیل علیہ السلام سے مدد نہ مانگنے سے غیر اللہ سے مدد مانگنے کا عدم جواز کہاں ثابت ہو رہا ہے آپ نے تو فرمایا کہ اے جبرائیل مجھے تم سے کوئی حاجت نہیں جس سے ہے وہ خود جانتا ہے حقیقت میں یہ امتحان کا وقت تھا اور خوف تھا کہ کہیں زبان سے کوئی حرف شکایت نہ نکل جائے جو اللہ تعالیٰ کو ناگوار گزرے۔

آپ نے توکل الی اللہ کے دامن کو مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا لہذا یہ آیت تو آپ کے اللہ تعالیٰ کی طرف کامل توکل کرنے پر دلالت کرتی ہے نہ کہ غیر اللہ سے مدد مانگنے کے عدم جواز پر۔

سوال: زندوں سے مدد مانگنا تو ہم تسلیم کرتے ہیں لیکن مُردوں سے مدد مانگنا کہیں سے ثابت نہیں لہذا مُردوں سے استعانت شرک۔۔۔۔

جواب : قرآن کریم اور احادیث مبارکہ سے کہیں بھی ثابت نہیں کہ زندوں سے تو مدد طلب کرنا جائز ہو اور مُردوں سے منع مُردوں سے مدد طلب کرنے کے حرام و ناجائز ہونے پر کہیں بھی تصریح نہیں بلکہ بعد وفات انبیاء کرام و اولیائے عظام مدد کرتے ہیں جیسے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جس سے اس کی زندگی میں مدد لینا جائز ہے اس سے بعد وفات بھی مدد طلب کرنا جائز ہے مشائخ عظام میں سے عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

مشائخ عظام میں سے ایک نے فرمایا کہ میں نے چار مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی قبور میں اس طرح تصرف کرتے ہیں جس طرح اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے یا اس سے بھی بڑھ کر ایک

قوم کہتی ہے کہ زندہ کی امداد قوی تر ہے اور میں کہتا ہوں کہ میت کی امداد قوی تر ہے۔
شیخ نے فرمایا ہاں کیونکہ وفات یافتہ بزرگ حق تعالیٰ کی درگاہ میں اس کے سامنے ہیں امت مسلمہ پر ابتداء **50** نمازیں فرض ہوئیں لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدد سے **5** ہوئیں اور یہ مدد بعد وفات ہوئی۔
اشرف علی تھانوی صاحب امداد الفتاویٰ میں لکھتے ہیں۔
جو استعانت و استمداد باعتماد علم وقدرت مستقل (غیر محتاج) ہو وہ شرک ہے اور جو باعتقاد علم و قدرت غیر مستقل (محتاج) ہو اور وہ علم وقدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائے تو جائز ہے خواہ مستمد منہ (جس سے مدد طلب کی جائے) حیی (زندہ) ہو یا میت
سوال: کیا ولی بیٹا دیتے ہیں؟ جو تم ولیوں کے پاس جا کر بیٹا مانگتے ہو یہ شرک و بدعت ہے۔
جواب: قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے
قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلام زکیا۔ (پارہ ۱۲ سورہ مریم آیت ۱۹)
ترجمہ: اے مریم میں تمہارے رب عزوجل کا رسول (قاصد) ہوں اور تمہیں پاک فرزند (بیٹا) دینے کے لئے آیا ہوں۔
اس آیت کریمہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو بیٹے کی خوشخبری دے رہے ہیں اور بیٹا دینے کی نسبت اپنی طرف کی تو تمہارے قاعدے کے مطابق معاذ اللہ جبرائیل مشرک ہو گئے ثابت ہوا کہ اپنی طرف سے بیٹا عطا کرنے کی نسبت بعطائے الٰہی تھی۔
شاہ عبدالعزیز تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں۔
افعال باری تعالیٰ مثلاً لڑکا دینا رزق بڑھانا، بیمار کو اچھا کرنا، اور اس کی مثل کو مشرکین خبیث ردحوں اور بتوں کی طرف نسبت کرتے ہیں اور کافر ہو جاتے ہیں۔ اور مسلمان ان امور کو حکم الٰہی یا اسکی مخلوق کی خاصیت سے جانتے ہیں جیسے کہ دوائیں یا مغافیر یا اس کے نیک بندوں کی دعائیں کہ وہ بندے رب کی بارگاہ سے مانگ کر لوگوں کی حاجت روائی کرتے ہیں اور ان مومنین کے ایمان میں اس سے خلل نہیں آتا۔
لہذا ثابت ہوا کہ اولیاء کرام چونکہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور مقرب ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں کی دعا رد نہیں فرماتا لہذا یہ بعطائے الٰہی (اللہ تعالیٰ کی عطا سے) ہر چیز عطا کرنے پر

قادر ہوتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں سے ہے کہ آپ مردوں کو بھی زندہ کرتے ہیں تو جومُردہ زندہ کرنے پر قادر ہو کیا وہ عطائے الٰہی بیٹا دینے پر قادر نہیں؟

قرآنی آیات، احادیث مبارکہ، بزرگان دین کے نظریات اور اکابرین دیو بند کے حوالہ جات سے یہ مسئلہ اظہر من الشمس ہوا کہ غیر اللہ سے مدد طلب کرنا جائز و مستحسن ہے اور امید ہے کہ انشاء اللہ منکرین تعصب کی عینک اتار کر اور وسعت نظری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمارے موقف کی تائید کریں گے اور اپنے عقائد و نظریات درست کر کے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کی بجائے امت مسلمہ کو متحد کرنے اور اپنی صلاحیتوں کو دین اسلام کی تقویت کے لئے استعمال کریں گے۔

وآخر دعونا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دِل
یارسول اللہ ﷺ کی کثرت کیجئے

ندا یارسول اللہ ﷺ اور ہمارا عقیدہ

ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یا کے ساتھ ندا کرنا جائز و مستحسن ہے اب اسی ندا کا تعلق حیات ظاہری کے ساتھ ہو یا آپ ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد۔

لیکن بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد ندا کرنے کو منع کرتے ہیں حیاتِ ظاہری میں آپ ﷺ کو ندا کرنے میں کوئی اختلاف نہیں لہذا ہماری بحث بعد وفات ندا کے بارے میں ہوگی جس کے ثبوت پر احادیث مبارکہ، صحابہ کرام اور بزرگان دین رحمہم اللہ بلکہ منکرین ندا یارسول اللہ ﷺ کے اپنے اکابرین کے اقوال ناطق و گواہ ہیں۔

چنانچہ سب سے پہلے احادیث مبارکہ پیش خدمت ہیں اُمید ہے منکرین تعصب کی عینک اُتار کر حق دیکھنے اور اس کے آگے سر تسلیم خم کرنے میں کسی قسم کی جھجک محسوس نہیں کریں۔

واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

بعد وفات احادیث سے
نداء یارسول اللہ ﷺ کا ثبوت

یا محمد کہنے سے بگڑی بن گئی

۱) ان رجلا کان یختلف الی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فی حاجتہٖ و کان عثمان لا یلتفت الیہ ولا ینظر فی حاجتہٖ فلقی عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فشکی ذالک الیہ فقال لہ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ ائت المیضاۃ فتوضا ثم ائت المسجد فصل فیہ رکعتین ثم قل اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک نبیا محمد ﷺ نبی الرحمۃ یامحمد انی اتوجہ بک الی ربی فیقی حاجتی و تذکر حاجتک و رجع الی حتی اروح معک فانطلق الرجل صنع ما قال لہ ثم اتی باب عثمان رضی اللہ عنہ فجاء البواب حتی اخذہ بیدہ فادخلہ علی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فاجلسہ معہ علی الطنفسۃ و قال ماحاجتک فذکر حاجتک حاجتہ فقضا ھا ثم قال ماذکرت حاجتک حتی کانت ھذا الساعہ وقال ما کان لک من حاجۃ فاتناثم ان الرجل خرج من عندہ فلقی عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فقال لہ جزاک اللہ خیر ا ما کان ینظرفی حاجتی ویلتفت الی حتی کلمتہ فی فقال عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ واللہ ما کلمتہ ولکن شہدت رسول اللہ ﷺ اتاہ رجل ضریر فشاک الیہ ذھاب بصرہ فقال لہ نبی ﷺ ائت المیضاۃ فتوضائم صلی رکعتین ثم ادع بھذا الداعوات قال عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فو اللہ ماتفرقنا وطال بنا الحدیث حتی دخل علینا الرجل کا نہ لم یکن بہ فرقطً۔

(معجم امام طبرانی)

ترجمہ : ایک ضرورت مند شخص اپنی ضرورت کے لئے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نہ تو اس کی طرف متوجہ ہوتے اور نہ اس کی ضرورت پر نظر فرماتے۔

اس شخص نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں عرض کیا۔

آپ نے فرمایا وضو کرو اور مسجد میں دو رکعت نماز پڑھو پھر اس طرح دعا کرو اے اللہ عزوجل میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں اور اپنے نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوں ''یا محمد ﷺ'' میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب تعالیٰ کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت پوری فرما۔ اور پھر اپنی حاجت بیان کر پھر شام کے وقت میرے پاس آنا۔ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔ ضرورت مند شخص نے اسی طرح کہا (جس طرح حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے بتایا تھا) پھر آپکی بارگاہ میں حاضر ہوا دربان نے اس کا ہاتھ پکڑا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا آپ نے اسے اپنے پاس بٹھایا اور آنے کی وجہ پوچھی اس نے اپنی حاجت عرض کی آپ نے فوراً اسکی حاجت پوری فرمائی اور فرمایا اتنے عرصہ تم نے اپنی ضرورت کا ذکر کیوں نہ کیا ۔ اسکے بعد فرمایا جب بھی تمھیں کوئی ضرورت پیش آئے تو ہمارے پاس آجانا یہ شخص حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملا اور بولا اللہ تعالیٰ آپکو جزائے خیر عطا فرمائے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میری حاجت اور میری طرف متوجہ نہ ہوتے تھے یہاں تک کہ آپ نے ان سے میری سفارش کی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے تمہارے بارے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں کچھ نہیں کہا (یعنی میں نے تو تمہاری سفارش نہیں کی) اصل میں بات یہ ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ایک نابینا شخص حاضر ہوا اور اپنے اندھے پن کے بارے میں آپ سے عرض کی تو نبی کریم ﷺ نے اسے اسی طرح ارشاد فرمایا کہ وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا کرو خدا کی قسم ہم اٹھے بھی نہیں تھے اور ابھی باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ اچانک ہمارے پاس آیا اور ایسا لگتا تھا کہ یہ اندھا ہی نہیں۔

تشریح : اس حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابی کو ندائے ''یا محمد ﷺ'' کی تلقین فرمائی اور صحابہ کرام کا حضور نبی کریم ﷺ کی حیات ظاہری میں بھی اور بعد وفات بھی اس پر معمول رہا لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ کو نداء کرنا جائز و مستحسن اور صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ نابینا صحابی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوا اور اپنے حق میں دعا کی درخواست کی تو سرکار مدینہ ﷺ نے یہ دعا تلقین فرمائی۔

رسول اللہ ﷺ نے خود یا محمد کی تلقین فرمائی

۲) اللهم انی اسئلك و اتوجه اليك بمحمد نبی الرحمة يا محمد انی قد توجهت بك الی ربی فی حاجتی هذا لتقضی اللهم فشفعه قال ابو اسحق هذا حديث صحيح۔ (امام نسائی۔ترمذی۔حاکم۔بیہقی۔ابن خزیمہ۔ابن ماجہ۔طبرانی)

ترجمہ : اے اللہ عزوجل میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور محمد نبی کریم ﷺ کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں "یا محمد ﷺ" میں نے آپ کے واسطہ سے اپنے رب عزوجل کی طرف اپنی اس حاجت میں متوجہ ہوں تاکہ میری حاجت پوری ہو جائے اے اللہ عزوجل حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

یا محمد ﷺ کہنے سے پاؤں ٹھیک ہو گیا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

۳) عن عبد الرحمن بن سعد قال خدرت رجل ابن عمر فقال له رجل اذكر احب الناس اليك فقال يامحمد فانتشرت۔

(الادب المفرد۔الشفاء امام ابن سنی)

ترجمہ : حضرت عبدالرحمٰن بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں مبارک سن ہو گیا۔ایک شخص نے کہا آپ اس کو یاد کریں جو لوگوں میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو تو انہوں نے کہا "یا محمد ﷺ" تو پاؤں ٹھیک ہو گیا۔

تشریح : اس حدیث پاک سے واضح ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے کہ دکھ تکلیف میں سرکار مدینہ کو نداء کرنے سے تکلیف دور ہوتی ہے جیسے کہ مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہے کہ جیسے ہی آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کو یا محمد ﷺ کے ساتھ نداء کی تو آپ کا پاؤں ٹھیک ہو گیا۔

حضرت عیسیٰ اور ندائے یا محمد

امام ابن حجر عسقلانی اور امام ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند سے یہ حدیث پاک نقل فرماتے ہیں۔

۴) عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول والذی نفس ابی القاسم بیدہ لینزلن عیسی بن مریم اماما مقسطا و احکما عدلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیصلحن ذات البین ولیذھبن الشحناء ولیصرفن علیہ المال فلا یقبلہ ثم لئن قام علی قبری فقال یا محمد لاجبتہ۔ (الحاوی للفتاوی (مسند ابویعلی۔ المطالب العالیہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا انہوں نے کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرمایا آپ نے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں ابی قاسم کی جان ہے کہ ضرور ضرور اتارے گا اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امام بنا کر اور وہ عدل کا حکم دینے والے ہوں گے تو ضرور ضرور توڑیں گے وہ صلیب کو اور ضرور قتل کریں گے وہ خنزیر کو اور اصلاح کریں گے وہ ان کے نسب یا رشتہ داری کی اور ضرور دور کردیں گے وہ بغض اور کینہ کو اور پیش کیا جائے گا ان پر مال کو تو نہیں قبول کریں گے مال کو پھر کھڑے ہوں گے میری قبر پر کہیں گے ''یا محمد ﷺ'' تو میں ان کو جواب دوں گا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ

صحابہ کرام مشکل میں حضور ﷺ کو نداء کرتے

حضرت بلال بن حارث مدنی رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بعد قحط عام الرمادہ میں ایک واقعہ پیش آیا۔

قوم نے عرض کی کہ قحط کی وجہ سے لوگ مر رہے ہیں کوئی بکری ذبح کریں آپ نے فرمایا بکریوں میں کچھ بھی نہیں رہا۔ (یعنی قحط کی وجہ سے ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گئی ہیں) قوم نے اصرار کیا آخر کار ایک بکری کو ذبحہ کیا جب کھال اتاری تو اندر فقط سرخ ہڈی نکلی یہ دیکھ کر حضرت بلال نے اس طرح نداء کی۔

فنا دی یامحمد فاری فی المنام ان رسول اللہ ﷺ اتاہ فقال البشر

''یا محمد ﷺ''!اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ خواب میں تشریف لائے اور بشارت سنائی۔

(البدائیہ النھائیہ۔ص۹۱ ج۷ الکامل) (تاریخ ابن اثیرص۲۳۵ ج۲)

صحابۂ کرام کی نداء

دوران جنگ مسلمانوں کا نعرہ

امام ابن اثیر جذری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ثم برز خالد و دعا البرزو نادی بشعار هم و کان شعار هم یا محمد اه فلم یبرز الیه احد الا اقتله (الکامل فی التاریخ)

ترجمہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دشمنوں کو للکارا اور انہیں جنگ کرنے کی دعوت دی اور اس وقت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا ''یا محمداہ'' کہنے کا شعار تھا۔(یعنی دوران جنگ یا محمد کا نعرہ لگاتے تھے) پس جو شخص ان کی طرف بڑھتا اسے قتل کر دیتے تھے۔

''حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں''

ثم نادی بشعار المسلمین و کان شعار هم یومئذ یامحمداه.

(البدائیہ والنھائیہ)

ترجمہ: پھر (حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) نے مسلمانوں کے طریقہ کے مطابق نعرہ لگایا اور اس وقت مسلمان یا محمد ﷺ کا نعرہ لگاتے تھے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی نداء

الا یا رسول اللہ کنت رجاء ناوکنت بنا برولم تك جافیا

(زرقانی علی المواهب جلد ۸ص ۲۷۴)

ترجمہ: ''یارسول اللہ ﷺ'' آپ ہمارے لئے امید گاہ تھے اور آپ ہم پر نہایت شفیق تھے اور آپ سخت نہ تھے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی نداء

یامحمد اه یا محمداه صلی اللّٰه علیك وسلم ملك السماء هذا حسین بالعداه مزمل بالداماه مقطع الاعضاء یا محمداه و بناتك سبایا و زریتك مقتلة تسفی علیها الصباء یامحمداه یا محمداه۔

ترجمہ: ''یا محمد یا محمد صلی اللہ علیک وسلم'' یہ حسین ہیں جو دشمنوں کے درمیان خون سے لت پت پڑے ہیں اعضاء کٹ چکے ہیں ''یا محمد ﷺ'' آپ کی بیٹیاں قید ہیں اور آپ کی اولاد قتل کردی گئی ہے ہوا نے ان پر خاک ڈال دی ہے ''یا محمد یا محمد (ﷺ)''۔

تشریح: احادیث مبارکہ اور صحابہ کرام کے اقوال و افعال سے یہ مسئلہ اظہر من الشمس (سورج سے بھی زیادہ روشن) ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو آپکے وصال ظاہری کے بعد ندا کرنا بالکل جائز ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نداء کے بارے میں صحابہ کرام اور اہلسنت والجماعت کا ایک عقیدہ ہے۔

بزرگان دین کے نظریات

حضرت شہاب رملی انصاری کا نظریہ

سئل عما یقع من العامة من قولهم عند الشدائد یا شیخ فلان و نحو ذالك من الاستغاثة بالا نبیاء والمرسلین والصالحین وهل للمشائخ اغاثة بعد موتهم ام لا فاجاب بما نصحه ان الا ستغاثة بالا نبیاء والمرسلین والاؤلیا و العلماء والصالحین جائزة وبالا نبیاء والرسل والاؤلیاء والصالحین اغاثة بعد موتهم۔

ترجمہ: یعنی شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ عوام الناس مصیبت کے وقت یا شیخ فلاں اور انبیاء و مرسلین اولیاء و صالحین کو پکارتے ہیں اور اسی طرح کلمات (یعنی یارسول اللہ، یاعلی، یاغوث وغیرہ) پکارتے ہیں کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اولیاء کرام انتقال کے بعد بھی مدد کرتے ہیں یا نہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ بے شک انبیاء و مرسلین و اولیاء اور علمائے کرام سے مدد طلب کرنا جائز ہے اور وہ انتقال کے بعد بھی مدد فرماتے ہیں۔

حضور غوث اعظم کا نظریہ

من استغاث بی فی کربة کشفت عنه ومن نادی باسمی فی شدة فرجت عنه و توسل بی الی اللّٰه عزوجل فی حاجته قضیت له و من صلی رکعتین یقرء فی کل رکعته بعد الفاتحة سورة الاخلاص احدی عشرة مرة ثم یصلی علی رسول اللّٰه ﷺ بعد السلام و یسلم علیه ثم یخطوا الی جهة العراق احدی عشرة خطوة یذکر فیهااسمی ویذکر حاجة فانها تقضی۔

ترجمہ: جوشخص تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے تو اس کی تکلیف دور ہو جائے گی اور جوشخص شدت کے وقت میرے نام کے ساتھ نداء کرے اس کی سختی دور ہوگی اور جوکوئی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرا وسیلہ پیش کرے اس کی حاجت پوری ہو اور جوکوئی دو رکعت نماز (نفل) ادا کرے اور نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے سلام پھیرنے کے بعد سرکار دوعالم ﷺ پر درود بھیجے پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے اور ہر قدم پر میرا نام لے اور اپنی حاجت یاد کرے تو اس کی حاجت پوری ہوگی۔

علامہ جمال بن عبدالقادر بن عمر مکی کا نظریہ

سئلت عنه یقول فی حال الشدائد یا رسول اللّٰه او یاعلی او یا شیخ عبد القادر مثلا هل هو جائز شرعا ام لا؟اجبت نعم الاستغاثة باولیاء و نداؤهم والتوسل بهم امر مشروع و شی مرغوب لا ینکره الامکابر و معائد و قدحرمه برکة الاولیاء الکرام۔

ترجمہ: (شیخ جمال بن عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) مجھ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو شدائد کے وقت یا رسول اللہ، یاعلی، یا شیخ عبدالقادر، پکارے کیا یہ از روئے شرع جائز ہے یا نہیں۔

میں نے جواب دیا ہاں اولیاء کرام سے مدد طلب کرنا انہیں نداء کرنا اور ان سے توسل (وسیلہ پکڑنا) جائز و پسندیدہ اور مرغوب ہے۔

اس سے فقط وہی انکار کرے گا جو ہٹ دھرم اور عناد پرست ہوگا اور ایسا شخص اولیائے کرام کی برکات سے محروم ہوتا ہے۔

فتاویٰ عالمگیری سے نداء کا ثبوت

حاجی جب حضور نبی کریم ﷺ کے مزار اقدس پر حاضری دے تو اس طرح سلام عرض کرے۔

ثم يقول السلام عليك يانبى الله اشهدانك رسول الله و يقول السلام عليك يا خليفة رسول الله السلام عليك يا صاحب رسول الله فى الغار فيقول السلام عليك يا امير المومنين السلام عليك يا مظهر الاسلام السلام عليك يا مكسر الاصنام۔ (فتاویٰ عالمگیر کتاب الحج جلد ا)

ترجمہ : یا نبی اللہ آپ پر سلام ہوں میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ عزوجل کے رسول ﷺ ہیں (اور پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں یوں سلام پیش کرے) اور یوں عرض کرے یا خلیفہ رسول اللہ ﷺ آپ پر سلام ہوں اے رسول اللہ ﷺ کے غار کے ساتھی آپ پر سلام ہوں۔

(پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس طرح کہے) یا امیر المومنین آپ پر سلام ہوں اے اسلام کو روشن کرنے والے اور بتوں کو توڑنے والے آپ پر سلام ہوں۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی نداء

یا رحمة للعالمین ادرک الذین العابدین

محبوس ایدی الظلمین فی موکب المذدھم

(قصیدہ زین العابدین)

ترجمہ : یا رحمۃ للعالمین زین العابدین کی مدد کریں

وہ لوگوں کے ہجوم کی قید میں ہے

امام اعظم ابوحنیفہ کی نداء

یاسید السادات جئتك قاصدا

ارجو رضاك واحتمی بحماك

(قصیدہ نعمان)

ترجمہ: یاسید السادات میں آپ کی بارگاہ میں دلی ارادہ سے حاضر ہوا ہوں اور آپ ﷺ کی رضا کی امید کرتا ہوں اور خود کو آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

امام بوصیری کی نداء

یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ

سواك عند حلول الحادث العمم

(قصیدہ بردہ شریف)

ترجمہ: یا اکرم الخلق (مخلوق میں سب سے زیادہ کریم) مصیبت کے وقت آپ کے بغیر میرا کوئی نہیں جس کی میں پناہ لوں۔

مولانا جامی کی نداء

زم هجوری برآمد جان عالم ترحم یانبی اللّٰہ ترحم

نہ آخر رحمة للعالمینی زمحر وماں چرا فارغ نشینی

ترجمہ: جدائی سے عالم کی جان نکل رہی ہے رحم فرماؤ یا نبی اللہ ﷺ رحم فرماؤ۔ کیا آپ رحمۃ للعالمین نہیں پھر مجرموں سے فارغ کیوں بیٹھے ہیں۔

معین الدین چشتی اجمیری کی نداء

یارسول اللّٰہ بحال عصیاں کن یك نظر

تاشودزاں یك نظر کار فقیراں ساخ تند

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ عاصیوں کے احوال پر ایک نظر فرمائیں تاکہ آپ کی نظر کرم سے فقیروں کی بگڑی بن جائے۔

حضرت شمس تبریز کی نداء

یارسول اللّٰہ حبیب خالق یکتاتوئی

برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتاتوئی

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب برگزیدہ ہیں۔

عبدالحق محدث دہلوی کا نظریہ

محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

ذکر کشف ارواح یا احمد یامحمد در دو طریق است یك طریق آنست یا احمد ردار راستا بگوئید و یامحمد درچپا بگوید و د دل ضرب کند یا رسول اللّٰہ طریق دوم آن است کہ یا محمد رادر راست بگوید و اچبایا محمد و در دل و هم کند یا مصطفیٰ دیگر ذکریا (۱) محمد یا محمد یا علی یا حسن یا حسین یا فاطمه شش طرفے ذکر کند کشف جمیع ارواح شود و دیگر اسمائے ملائکه مقرب ہمیں تاثیر دارند ، یا جبرائیل، یامیکائیل ، یا اسرافیل ،یا عزرائیل ، چهار ضربی۔

دیگر ذکر هم شیخ یعنی بگوئیدیا شیخ یا شیخ هزار بار بگوئید که حرف نداء راز دل بکشد طرف راستا ہر دو لفظ شیخ رادردل ضرب کند۔

(اخبارالاخیار)

ترجمہ: یا احمد، یا محمد کے ارواح کشف کے ذریعہ ذکر کرنے کے دوطریقے ہیں۔

۱) یا احمد کو دائیں طرف اور بائیں طرف یا محمد کہے اور دل پر یا رسول اللہ ﷺ کی ضرب لگائے۔

۲) یا محمد دائیں طرف اور یا محمد بائیں طرف کہے اور دل میں یا مصطفیٰ ﷺ کا وہم کرے۔

اور یا محمد یا محمد یا علی یا حسن یا حسین یا فاطمہ ان کا چھ طرف ذکر کرے سارے ارواح کا کشف حاصل ہوجائے گا۔

اور دوسرے ملائکہ مقرب کے اسماء بھی تاثیر رکھتے ہیں یا جبرائیل یا میکائیل، یا اسرافیل ،

یاعزرائیل چار ضربیں لگائے۔
اپنے شیخ کا بھی ذکر کرے یا شیخ، یا شیخ ہزار مرتبہ کہے حرف نداء کو دل سے کھینچے دائیں طرف پھر لفظ شیخ کا دل پر ضرب لگائے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی نداء

وصلی علیك اللّٰه یا خیر خلقه و یا خیر مامول و یا خیر و اهب
و یا خیر من یرجی لکشف رزیه ومن جود قد فاق جود السحائب
وانت مجیری من هجوم ظلمة اذا الشبت فی القلب شر المخالب

(اطیب النعم فی مدح سید العرب والعجم)

ترجمہ: اے کائنات میں سب سے بہترین آپ پر اللہ کا وورد ہو اور اس سب سے بہترین امید کی جگہ اور بہترین عطا فرمانے والے اے وہ بہترین کہ جس سے ہر مشکل کے دور ہونے کی امید کی جاتی ہے اور اے سب سے بہتر کہ جس کی جود و سخاوت برستے بادلوں سے بھی زیادہ ہے۔

شاہ عبدالعزیز کا نظریہ

شاہ عبدالعزیز صاحب حضرت شیخ احمد زروق کا کلام نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

انا لمریدی جامع الشتاته اذا سشا جو رالزمان بنکبسته
وانکنت فی ضیق وکرب ووحشة فناد بیا ذروق ات لسرعته

ترجمہ: احمد زروق فرماتے ہیں) میں اپنے مرید کی مشکلات کے لئے جامع ہوں جس وقت زمانہ اس پر ستم ظریفی کرے اور اگر تم تنگی و کرب اور وحشت میں مبتلا ہو جاؤ تو اس طرح نداء کرو یا زروق'' تو میں فوراً آ جاؤں گا۔ (بستان المحدثین)

تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں

یا صاحب الجمال ویاسید البشر من و جهك المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقه بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

ترجمہ: یا صاحب الجمال اور یا سیّد البشر ﷺ چاند آپ کے چہرۂ انور کی وجہ سے روشن ہے جس طرح آپ کی ثناء کرنے کا حق ہے اس طرح ثناء کرنا ممکن نہیں اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا

ہے کہ خدا کے بعد تو ہی بزرگ و بہتر ہے۔

(تفسیر عزیزی پارہ عم سورہ والضحیٰ)

تشریح : بزرگان دین کے نظریات سے بھی ثابت ہوا کہ بعد وفات حضور نبی کریم ﷺ کو ندا کرنا جائز ہے اور بزرگوں کا یہ طریقہ رہا ہے کہ ہر مشکل میں انہوں نے نداء کی ہے۔

اکابرین دیوبند کے نظریات

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا نظریہ

حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کا طریقہ بیان کرتے ہوئے دیوبندیوں کے پیشوا اور اشرف علی تھانوی کے پیر و مرشد لکھتے ہیں ''آنحضرت ﷺ کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرے کے ساتھ تصور کرے اور

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللّٰہ کی داہنے اور

الصلوۃ والسلام علیک یا نبی اللّٰہ کی بائیں اور

الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللّٰہ کی ضرب دل پر لگائے

(ضیاء القلوب صفحہ ۲۱)

ایک قصیدے میں لکھتے ہیں

اگرچہ ناقابل واں کہ پر امید ہے تم سے
کہ پھر مجھ کو مدینے میں بلالو یا رسول اللہ ﷺ

پڑا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر
میری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ ﷺ

پھنسا کر اپنے دامن عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ ﷺ

مولانا محمد ذکریا کا نظریہ

بندہ کے خیال میں اگر ہر جگہ درود وسلام دونوں کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے یعنی بجائے الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ یا نبی اللہ وغیرہ کے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ، الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ اس طرح اخیر تک السلام کے ساتھ الصلوٰۃ کا لفظ بھی بڑھا دے تو زیادہ اچھا ہے۔

(تبلیغی نصاب موجودہ نام فضائل اعمال صفحہ ۷۰۲)

اشرف علی تھانوی کا نظریہ

الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللّٰہ بصیغہ خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں یہ اتصال معنوی ہیں۔

له الخلق ولا من عالم امر مقید بجھت و طرف وقرب و بعد وغیرہ نہیں ہے پس اس کے جواز میں شک نہیں۔

(امداد المشتاق صفحہ ۵۹ شمائم امدادیہ صفحہ ۵۲)

رشید احمد گنگوہی کا نظریہ

یارسول اللّٰہ انظر حالنا یا نبی اللّٰہ اسمع قالنا کے بارے میں گنگوہی صاحب سے سوال ہوا تو انہوں نے جواب دیا۔

یہ خود معلوم آپ کو ہے کہ نداء غیر اللہ کو دور سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ ان کو عالم سامع مستقل عقیدہ کرے ورنہ شرک نہیں مثلاً یہ جانے کہ حق تعالیٰ ان کو مطلع فرما دیوے گا یا باذنہ تعالیٰ انکشاف ان کو ہو جاوے گا یا باذنہ تعالیٰ ملائکہ پہنچا دیویں گے جیسا کہ درود کی نسبت وارد ہوا ہے یا محض شوقیہ کہتا ہو محبت میں یا عرض حال محل تحسر وحرمان میں ایسے مواقع ہیں اگرچہ کلمات خطابیہ بولتے ہیں لیکن ہرگز نہ مقصود اسماع ہوتا ہے نہ عقیدہ پس ان ہی اقسام سے کلمات مناجات واشعار بزرگان دین کے ہوتے ہیں کہ فی حد ذاتہ شرک ہیں نہ معصیت مگر ہاں بوجہ موہم ہونے کے ان کلمات کا مجامع میں کہنا مکروہ ہے کہ عوام کو ضرر ہے اور فی حد ذاتہ ابہام بھی لہذا نہ ایسے اشعار کا پڑھنا منع ہے اور نہ اس کے مؤلف پر طعن ہو سکتا ہے۔

حسین احمد مدنی کا نظریہ

وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ وہ الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل حرمین پر سخت نفریں اس نداء اور خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزء اءاڑاتے ہیں۔
حالانکہ ہمارے مقدس بزرگان دین اس صورت اور جملہ درود شریف کا اگرچہ بصیغۂ خطاب وندا کیوں نہ ہوں مستحب و مستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا امر (حکم) کرتے ہیں۔

(الشہاب الثاقب صفحہ ۲۴۴)

مطیع الحق دیوبندی کا نظریہ

علمائے دیوبند نداء رسول کو منع نہیں کرتے یارسول اللہ ﷺ کا اگر بلحاظ معنی باساختہ اس طرح نکلا جیسے عام طور پر مصیبت کے وقت لوگ ماں باپ کو پکارتے ہیں تو بلاشک جائز ہے اگر درود شریف میں معنی کا لحاظ رکھتے ہوئے یارسول اللہ ﷺ کہا جائے تو جائز ہے غلبہ عشق و محبت اور وجد و جوش میں پکارا جائے تب بھی جائز ہے اگر اس عقیدے سے پکارا جائے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس نداء کو حضور اکرم تک اپنے فضل و کرم سے پہنچادے گا تو اس طرح بھی جائز ہے۔

(عقائد علمائے دیوبند)

سرفراز گکھڑوی کا نظریہ

اگر کوئی شخص محض عشق و محبت کے نشہ میں سرشار ہو کر یارسول اللہ ﷺ و یا نبی اللہ ﷺ کہے تو بالکل جائز ہے اور صحیح ہے ہم اور ہمارے اکابر اس کے قائل ہیں۔

(تبریز النواظر)

تشریح : اکابرین دیوبند کے نزدیک بھی نداء یارسول اللہ ﷺ بالکل جائز ہے لیکن نہایت دکھ سے کہنا پڑ رہا ہے کہ آج کل کے دیوبندی حضرات اسے شرک و بدعت کہتے ہیں اور انہیں اتنی بھی عقل نہیں کہ اپنے اکابرین علماء بھی ان کے فتوؤں کی زد میں آچکے ہیں۔

مفسرین کے نزدیک ایک آیت کی تشریح

لا تجعلو و ادعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضاً

(آیت ۶۳ سورہ نور پارہ نمبر ۱۸)

ترجمہ: رسول ﷺ کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے

اس آیت کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے مفسرین کرام لکھتے ہیں۔

صاحب تفسیر صاوی کی تشریح

لا تناد وه باسمه فتقولوا يا محمد و بكنيته فتقولوا يا ابا القاسم بل نادو وه وا خاطبوه بالتعظيم والتكريم و التوقير بان يقولو ا يا رسول اللّٰه يا نبی الله يا امام المسلمين

(تفسیر صاوی ص ۱۴۹، ج ۳)

ترجمہ: یعنی آپ کو آپ کے نام یعنی یا محمد ﷺ یا آپ کی کنیت ابا القاسم کے ساتھ نہ پکارو بلکہ آپکو تعظیم وتکریم اور توقیر کے ساتھ نداء کرو۔ یعنی یا رسول اللہ ﷺ یا نبی اللہ ﷺ یا امام المسلمین کہو۔

تفسیر جلالین

بل قولو یانبی اللّٰه یارسول اللّٰه

ترجمہ: بلکہ کہو یا نبی اللہ ﷺ یارسول اللہ ﷺ۔

تفسیر جامع البیان

لا ترفعوا باسمه كما يده بعضكم بعضا قولوا يا رسول اللّٰه يا نبی اللّٰه

ترجمہ: یعنی حضور نبی کریم ﷺ کو آپ کے نام کے ساتھ مت پکارو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو بلکہ اس طرح پکارو یارسول اللہ ﷺ یا نبی اللہ ﷺ۔

(تفسیر جامع البیان)

تفسیر بیضاوی

والکن بلقبه المعظم مثل یارسول اللّٰه یا نبی اللّٰه۔

ترجمہ : اور آپ کو لقب عظیم کے ساتھ پکارو مثلاً یارسول اللہ ﷺ یا نبی اللہ ﷺ

تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی

تم رسول اللہ کو اس طرح نہ پکارو جس طرح ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہو بلکہ چاہیے کہ تعظیم کے ساتھ پکارو یارسول اللہ ﷺ یا نبی اللہ ﷺ اس واسطے کے حق تعالیٰ نے سب انبیاء علیہم السلام کو قرآن مجید میں نام لے کر پکارا اور اپنے حبیب محمد ﷺ سے اچھے اوصاف کے ساتھ خطاب کیا۔ (تفسیر حسینی)

اشرف علی تھانوی کی تفسیر

حیات و ممات یعنی آپ ﷺ کے وصال شریف کے بعد بھی دوامی حکم ہے کہ آپ کو تعظیم و تکریم سے پکارا یعنی یارسول اللہ ﷺ یا نبی اللہ ﷺ کہو۔

اس آیت کی تشریح میں مفسرین کرام کی تشریحات سے واضح ہوا کہ حضور نبی کریم کو آپ کی حیات ظاہری میں بھی اور وصال ظاہری میں بھی جب کبھی نداء کرو تو القابات سے نداء کرو یعنی یانبی اللہ ﷺ یارسول اللہ ﷺ یا حبیب اللہ ﷺ وغیرہ۔

(تفسیر کمالین شرح جلالین)

اعتراضات کے جوابات

سوال : کیا حضور نبی کریم ﷺ تمہاری ندا کو دور سے سن سکتے ہیں؟

جواب : حضرت سلیمان علیہ السلام اگر کئی میل دور سے چیونٹیوں کی آواز سن سکتے ہیں۔

تو ہمارے آقا و مولا سید الانبیاء بھی دور و نزدیک کی آواز سننے پر قادر ہیں۔

جیسا کہ آیت میں ہے۔

قالت نملة یا ایھا النمل ادخلوا مسکنکم لا یحطمنکم سلیمن و جنود وھم لا یشعرون فتبسم ضاحکا من قولھا. (سورہ نمل پارہ۱۹)

ترجمہ : ایک چیونٹی بولی اے چونٹیو اپنے گھروں کو چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں تو اس کی بات سے (حضرت سلیمان) مسکرا کر ہنسے۔

سوال : قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لا تدع من دون اللّٰہ مالا ینفعک ولا یضرّک

ترجمہ : اللہ کے سوا ان کو نہ پکارو جو تم کو نفع و نقصان نہ پہنچا سکیں۔

اس آیت سے تو یہ واضح ہو رہا ہے کہ غیر اللہ کو پکارنا منع ہے لہذا تم یا رسول اللہ ﷺ پکارنے کی وجہ سے مشرک ہوئے۔

جواب : پہلی بات تو یہ کہ یہ آیت بتوں کے لئے نازل ہوئی کہ یہ کسی نفع و نقصان کے مالک نہیں اور دوسری یہ کہ اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ غیر اللہ کو مستقل طاقت کا مالک سمجھ کر اور معبود حقیقی جان کر پکارنا منع ہے غیر اللہ کو مطلقاً پکارنا منع نہیں ورنہ کوئی شخص بھی شرک سے نہیں بچے گا نہ کوئی نبی، نہ صحابی، نہ ولی اور نہ کوئی مومن کیونکہ ہر شخص کسی نہ کسی صورت میں دوسرے کو پکارتا ہے۔

سوال : کسی بھی نبی یا ولی کو دور سے پکارنا شرک ہے کیونکہ دور کی آواز سننا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ غیر اللہ کی نہیں۔

جواب : بہت ہی بے وقوفانہ اور جاہلانہ اعتراض ہے اللہ تعالیٰ تو کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

"ونحن اقرب الیه من حبل الورید"

ترجمہ: ہم اپنے بندے کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

تشریح: اللہ تعالیٰ جب اپنے بندے سے قریب تر ہے تو بندے کی آواز بھی اس کے قریب ہے اور جب ہر آواز اللہ تعالیٰ کے قریب ہے تو واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کی آواز کو قریب سے سنتا ہے۔

اور اگر تمہارے خود ساختہ قاعدہ کو تسلیم بھی کر لیا جائے کہ دور کی آواز سننا صرف اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہے تو نزدیک کی آواز سننا بھی تو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے پھر لازم آئے گا کہ قریب والے کو بھی نہ پکارا جائے کیونکہ یہ بھی شرک ہو جائے گا لہذا نہ دور والے کو پکارو اور نہ قریب والے کو اور شرک سے بچنے کے لئے اپنی زبانوں کو تالے لگا دو اور منہ سی لو۔

سوال: صحابہ کرام نے جب بھی رسول اللہ ﷺ کو پکارا تو کوئی نہ کوئی مطلب بھی بیان کیا لیکن تم لوگ تو کوئی مطلب بیان نہیں کرتے بلکہ خالی پکارتے ہو یہ بدعت ہے۔

جواب: حضور نبی کریم ﷺ جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو اہل مدینہ نے یارسول اللہ ﷺ کے نعرے لگائے اور یہ پکارنا کسی مطلب کو بیان کرنے کے لئے نہیں بلکہ خوشی کے لیئے تھا اس سے ثابت ہوا کہ خوشی و محبت سے پکارنا صحابہ کرام کی سنت ہے اس کو بدعت کہنا ظلم ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعض بعضا۔

ترجمہ: رسول کو اس طرح نہ پکارو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو بلند آواز کے ساتھ نداء کرنا جائز نہیں تو تم کیوں جلسے جلوسوں میں بلند آواز سے یارسول اللہ کا نعرہ لگاتے ہو۔

جواب: اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت رسول ﷺ کلام ارشاد فرما رہے ہوں تو تم اس دوران اپنی آواز حضور ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو اور آپ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضری کے وقت اپنی آوازوں کو رسول اللہ ﷺ کی آواز سے اونچی نہ کرو اس آیت سے یہ کہاں ثابت ہو رہا ہے کہ آپ کی بارگاہ میں عدم حاضری کے وقت بھی بلند آواز سے پکارنا منع

ہے۔

سوال : کبھی تم بولتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ خود درود سنتے ہیں اور پھر یہ بھی کہتے ہو کہ فرشتے حضور ﷺ کی بارگاہ میں مومنین کے اعمال پیش کرتے ہیں۔
اگر رسول اللہ ﷺ خود سن سکتے ہیں اور تمہارے اعمال سے خبردار ہوتے ہیں فرشتوں کے اعمال پیش کرنے کا کیا مطلب؟

جواب : حضور نبی کریم ﷺ بے خبر نہیں بلکہ ملائکہ کے پیش کرنے سے مقصود آپ کی عظمت و بزرگی دکھانا ہے۔

نوٹ : غیر اللہ کو پکارنے اور ان سے مدد طلب کرنے کی مکمل وضاحت ہمارے رسالہ ''کیا غیر اللہ سے مدد طلب کرنا شرک ہے'' میں دیکھئے۔

الحمدللہ ہماری اس بحث سے ثابت ہوا کہ بعد وصال حضور نبی کریم ﷺ کو ندا کرنا احادیث مبارکہ صحابہ کرام اور بزرگان دین کے اقوال و افعال سے جائز ہے۔
بلکہ معترضین کے پیشواؤں کے نزدیک بھی یہ مسلم ہے لہذا ہم منکرین ندا یا رسول اللہ ﷺ کو تنبیہ کرتے ہیں کہ اپنے نظریات و عقائد پر نظر ثانی کریں اور اپنے عقائد کو درست کر کے امت مسلمہ کو منتشر ہونے سے بچائیں۔

واخر و دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

وصل مولا چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو
بے وسیلہ نجدیو! ہرگز خدا ملتا نہیں

عقیدہ اہلسُنّت والجماعت

ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء کرام علیہم السلام و بزرگانِ دین رحمھم اللہ کا وسیلہ پیش کرنا جائز و مستحسن ہے۔

اب اس توسل کا تعلق چاہے انبیاء کرام علیہم السلام و بزرگانِ دین رحمھم اللہ کی حیاتِ ظاہری کے ساتھ ہو یا انکی وفات کے بعد دونوں صورتوں میں وسیلہ پیش کرنا جائز ہے۔

اسکے بارے میں قرآن کریم احادیث مبارکہ اور بزرگانِ دین رحمھم اللہ کے نظریات گواہ ہیں توسل کے ثبوت سے پہلے اسکی حقیقت کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے

وسیلہ کی حقیقت

توسّل دعا کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے اور توجہ الی اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے) کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ مقصود اصلی حقیقی وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ذاتِ اقدس ہوتی ہے اور جسکو وسیلہ بنایا جاتا ہے وہ تو ایک واسطہ ہی ہوتا ہے اور تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہوتا ہے۔

متوسل (وسیلہ پکڑنے والا) جس واسطہ کو بھی وسیلہ بناتا ہے وہ صرف اس وجہ سے بناتا ہے کہ اس بندہ کو اس سے محبت ہے اور یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ سبحانہ بھی اس واسطہ کو محبوب رکھتا ہے۔

وسیلہ اختیار کرنے والے اگر یہ اعتقاد کر کے وسیلہ کریں کہ جس کو وسیلہ بنایا ہے وہ بذات خود وسیلہ بھی نفع و نقصان کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ کی مثل تو وہ متوسل (وسیلہ بنانے والا) مشرک ہو جائے گا۔

(اصلاح مفاہیم)

قرآن پاک سے وسیلہ کا ثبوت

اپنے رب عزوجل کی طرف وسیلہ تلاش کرو

یاایہا الذین اٰمنو اتّقواللّٰہ و ابتغو االیہ الوسیلۃ

(پارہ ۶ سورہ مائدہ آیت ۳۵)

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والواللہ سے ڈرواور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

تشریح: اس آیہ کریمہ میں خودربّ تعالیٰ اپنے بندوں کووسیلہ ڈھونڈنے کا حکم ارشادفرمارہا ہے۔

ہمارے محبوب ﷺ کو ہماری بارگاہ کے لیے وسیلہ بناؤ

ولو انّہم اذظلمواانفسہم جاؤٗ ن فاستغفر واللّٰہ و استغفر لہم الرسول لوجدواللّٰہ توّ ابارحیما.

(پارہ ۵ سورہ نساء آیت ۶۴)

ترجمہ کنزالایمان: اوراگر جب وہ اپنی جانوں پرظلم کریں تواے محبوب ﷺ تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھراللہ سے معافی چاہیں اوررسول ﷺ انکی شفاعت فرمائے تو ضروراللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والامہربان پائیں۔

تشریح: اس آیت کریمہ کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

''اس سے معلوم ہوا کہ بارگاہ الٰہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ اورآپ ﷺ کی شفاعت کا ہرربرآری کا ذریعہ ہے سیّد عالم ﷺ کی وفات شریف کے بعد ایک اعرابی روضہ اقدس پر حاضر ہوااور روضہ شریف کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ ﷺ جوآپ ﷺ نے فرمایا ہم نے سنا اور جوآپ ﷺ پر نازل ہوااس میں یہ آیت بھی ہے ''ولوانّھم اذظلموا'' میں نے بیشک اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ ﷺ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہنے حاضر ہوں تو میرے ربّ سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے اس پر قبر شریف سے نداءآئی کہ تیری بخشش کی گئی۔

اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض حاجت کیلئے اس کے مقبولان کووسیلہ بنانا ذریعہء

کامیابی ہے

کافروں نے بھی آپ ﷺ کو وسیلہ بنایا

وکانو امن قبل یستفتحون علی الذین کفروا۔

(پارہ ۱ سورہ بقرہ آیت ۸۹)

ترجمہ کنزالایمان : اور اس سے پہلے وہ اسی نبی ﷺ کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔

تشریح: اس آیت کریمہ کا شان نزول بیان فرماتے ہوئے مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''سیّد الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اور قرآن کریم کے نزول سے قبل یہود اپنی حاجات کیلئے حضور ﷺ کے نام پاک کے وسیلہ سے دعا کرتے اور کامیاب ہوتے تھے اور اسطرح دعا کیا کرتے تھے ''اللّٰھم افتح علینا وانصرنا بالنّبی الامّی'' یارب عزوجل ہمیں نبی اُمّی ﷺ کے صدقہ میں فتح ونصرت عطا فرما۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقبولان حق کے وسیلہ سے دعا قبول ہوتی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ سے قبل جہان میں حضور ﷺ کی تشریف آوری کا شہرہ تھا اس وقت بھی حضور ﷺ کے وسیلہ سے خلق کی حاجت روائی ہوتی تھی۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کرنا صالحین کا طریقہ ہے

اولٓئك الذّین یدعون یتبعون الی ربھم الوسیلة ایھم اقرب

(پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت ۵۷)

ترجمہ کنزالایمان : وہ مقبول بندے جنھیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے۔

تشریح : اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے جن کی کفار پوجا کرتے تھے مثلاً حضرت عیسیٰ حضرت عزیز علیہما السلام یہ خود ایک دوسرے کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجائیں کرتے تھے۔ ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں نیک لوگوں کا وسیلہ پیش کرنا مقربین کا طریقہ ہے۔

احادیث مبارکہ سے وسیلہ کا ثبوت

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے بارش نازل ہوگئی

ان عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه كان اذا قحطوا استسقى بالعباس بن عبدالمطلب رضه اللّٰه تعالیٰ عنه فقال اللّٰهم انّا كنّا نتوسّل اليك نبيّنا صلى اللّٰه تعالیٰ عليه وآله وسلم فتسقينا و انّا نتوسّل اليك بعمّ نبيّنا فا سقنا قال فيسقون۔ (بخاری شریف ج۱ص۱۳۷)

ترجمہ : بے شک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قحط کے زمانہ میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگتے اور عرض کرتے ہم تیری طرف اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بناتے تھے تو تو سیراب فرمادیتا تھا۔ اب ہم تیری بارگاہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا (حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو وسیلہ بناتے ہیں تو ہمیں سیراب فرمادے۔

تو راوی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سیراب (یعنی بارش نازل) فرمادیتا تھا۔

حضور ﷺ کے وسیلہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی

قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم لمّا اقترف آدم اظطيئة قال يارب اسئالك بحق محمّد لما غفرت لى فقال اللّٰه يا آدم وكيف عبرفت محمّد اولم اخلقه‘قال يارب لانّك لمّا خلقيتنى بيدك و نفخت فيّ من روحك رفعت راء سى فراء يت على قوائم العرش مكتوبالااله اللّٰه محمّد رّسول اللّٰه فعلمت انّك لم تفف الىٰ اسمك الاّ احبّ الخلق اليك فقال اللّٰه صدقت يا آدم انّه‘ لاحبّ الخلق الىّ ادعنى بحقّه فقد غفرت لك ولولا محمّد ماخلقتك۔ (المستدرک، خصائص کبریٰ، مواہب الدنیا، شفاء السقام، الوفا، البدایہ)

ترجمہ : رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی اے میرے ربّ عزوجل میں محمد صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے تجھ سے معافی کا طلب گار ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے آدم تو نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کیسے جانا حالانکہ میں نے انہیں پیدا بھی نہیں کیا تو آپ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے ربّ عزوجل جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور میرے اندر روح ڈالی تو میں نے اپنا سر اٹھایا اور عرش کے پائیوں پر ''لا الہٰ الّا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' لکھا ہوا دیکھا تو میں نے جان لیا کہ جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ جوڑا ہے یقیناً مخلوقات میں سے تمھیں زیادہ عزیز ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم علیہ اسلام تو نے سچ کہا بیشک وہ (یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مجھے مخلوقات میں سے سب سے زیادہ پیارے ہیں تم نے اسی محبوب ﷺ کے وسیلہ سے مجھے پکارا پس میں نے تمھیں معاف فرمادیا اور اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔

قبر انور کے وسیلہ سے بارش نازل ہوئی

اوس ابن عبدالله قال قحط اہل المدینة قحطا شدیدا فشکواالی عائشة فقالت انظر واقبر النّبی صلی الله علیه وسلم فاجعلوامنه کوّا ابی السماء حتّٰی لایکون بینه' وبین السّماء سقف قال ففعلوا فمطرنا مطرا حتّٰی نبت العشب و سمنت الابل

(باب الکرامات، مشکوۃ شریف)(سنن دارمی ج ۱ ص ۴۳)

ترجمہ : حضرت اویس بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب اھل مدینہ شدید قحط میں مبتلا ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے اسکی شکایت کی تو آپ رضی اللہ عنھا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی طرف نظر کرو۔ اور آپکی قبر انور میں سے ایک کھڑکی اس طرح کھولو کہ آپ سے لیکر آسمان تک کوئی چیز درمیان میں حائل نہ ہو۔ لوگوں نے جب اس طرح کیا تو خوب بارش برسی یہاں تک کہ خوب سبزہ اگا اور اونٹ خوب موٹے تازے ہوگئے۔

حضور ﷺ کے وسیلہ سے شیر بھی خادم بن گیا

یا ابا اطاث انا مولیٰ رسول الله صلی الله علیه وسلم کان من امری کیت و کیت فاقبل الاسد له، بصبصة حتیٰ اقام الیٰ جنبه کلّما سمع

صوتا اھوٰی الیه ثمّه اقبل یمشی الی جنبهٖ حتّٰی بلغ الحبیش ثمة

(مشکوۃ شریف باب الکرامات)

ترجمہ: (حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ ایک جنگ میں قید سے بھاگ نکلے کہ اچانک آپکے راستے میں ایک شیر آگیا تو آپ نے شیر سے فرمایا)

اے شیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم ہوں۔ اور میرے ساتھ ایسا ایسا ہوا ہے۔ (یعنی آپ نے اپنی قید اور اس سے فرار کا واقعہ بیان کیا) تو شیر آپکے قریب آیا اور آپکے ساتھ ساتھ چل پڑا۔ اور جب کہیں سے کوئی آواز سنتا تو فوراً اسطرف چل پڑتا اور پھر حضرت سفینہ کے پاس آجاتا۔ اور پھر آپکے ساتھ چل پڑتا۔ حتیٰ کہ آپ اپنے لشکر میں پہنچ گئے

یہودیوں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کیا

اللّٰھم انّا نسئلك بحقّ النبیّ الامیّ الزّی وعدتّنا ان تخرجبه لنا فی آخر الزّمان ان تنصرنا علیھم

(تفسیر قرطبی ج۔۲۔ص۔۲۔۲۸)

ترجمہ: (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب یہودیوں کی قبیلہ غطفان سے لڑائی ہوئی تو انھوں نے اس طرح دعا کی)۔

اے اللہ ہم تجھ سے اس نبی امی جو آخری زمانہ میں مبعوث ہوں گے جیسا کہ تو نے وعدہ کیا ہے۔ کے وسیلہ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں ان پر (یعنی قبیلہ غطفان پر) ہماری مدد فرما۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کو وسیلہ بنایا

الله الزی یحی و یمیت و ھو حییّ لا یموت اغفر لا میّ فاطمته بنت اسد و لقّنھا حجّتھا و وسّع علیھا مد خلھا بحقّ نبیّك و الا نبیاء الّذین من قبلی فانّك ارحم الراحمین

(مجمع الزوائد ج۹ص۔۲۵۷)

ترجمہ: (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد کے انتقال کے وقت دورانِ دفن حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اسطرح دعا کی)

اے اللہ عزوجل جو زندگی اور موت دیتا ہے۔ اور وہ اللہ زندہ ہے اسکو موت نہیں میری ماں یعنی فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما انھیں دوران سوالات، جوابات تلقین فرما اور ان کی قبر کو وسیع فرما۔

اپنے نبی اور دیگر انبیاء جو مجھ سے پہلے گزرے کے وسیلہ سے بیشک تو ارحم الرحمین ہے۔

حضور ﷺ کے وسیلہ سے آنکھیں مل گئیں

انّ رجلا فریرا البصر اتی النّبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وآله وسلم فقال ادع اللّٰہ ان یعافینی فقال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فھو خیر لّك قال فادعهٗ قال فامرہ ان یتو ضّیاء فیحسن وضوءہٗ و یصّلی رکعتین ویدعو بھا الدعاء اللّٰھمّ انّی اسأء لك و اتوجهٗ الیك بنبیّك محمد صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیه والہٖ وسلم نبّی الرحمة یا محمد انّی اتوجهٗ بك الٰی ربّی فی حاجتی ھٰذہٖ فیقضیھا اللّٰھم شفّعهٗ فّی فضعل الرجل فقام و قدابصر۔

(خصائص کبریٰ ج2 ص201)(ترمذی شریف ج2 ص197)

ترجمہ: ایک نابینا شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا پس اس نے عرض کی کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ مجھے آنکھیں مل جائیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا اے شخص اگر تو چاہے تو میں تیرے حق میں دعا کروں اور اگر چاہے تو تو اس پر صبر کر کیونکہ یہ تیرے لیے بہتر ہے۔

اس نے عرض کی کہ آپ ﷺ دعا فرمادیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا کہ وضو کرو اور دو رکعت نماز (نفل) ادا کرو۔ اور پھر یہ دعا کرو

"اے اللہ عزوجل میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں آپ ﷺ کے وسیلہ سے اپنے ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی اس حاجت (یعنی بینائی کے حصول) کے لیے متوجہ ہوتا ہوں پس میری اس حاجت کو پورا فرما۔ اے اللہ عزوجل میرے حق میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کو قبول فرما"

اس شخص نے جب اسطرح کیا اور دعا کیلئے کھڑا ہوا تو آنکھ والا ہو گیا (یعنی اسے بینائی حاصل ہو گئی)

رسول اللہ ﷺ نے خود وسیلہ کی تلقین فرمائی

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من خرج من بیتہٖ انی الصّلاۃ فقال اللّٰھم انی اسئلک بحق اسائلین علیک واسئلک بحق ممشای ھذا فانی لم اخرج اشراولا بطرا و لا ریاء ولا سمعۃ و خرجت اتقاء سخطک و ابتغاء مرضا تک فاسئلک ان تصینرنی من الناروان تغفرلی ذنوبی انّہ لا یغفر الذنوب الاانت اقبل اللّٰہ علیہ بوجھہٖ و استغفرلہ سبعون الف ملک

(سنن ابن ماجہ ص 56)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز ادا کرنے کیلئے اپنے گھر سے نکلا اور اسطرح دعا کی کہ اے اللہ تجھ پر سائلین کا جو حق ہے میں اس حق کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں اور میرے نماز کیلئے جانے کا جو حق ہے اس کے وسیلہ سے تیری بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کیونکہ میں بغیر اکڑنے، اترانے، دکھانے اور منانے کے فقط تیری ناراضگی کے خوف اور تیری رضا حاصل کرنے کیلئے نکلا ہوں اور میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے جہنم سے پناہ عطا فرما اور میری خطا کو معاف فرمادے اور بے شک تیرے بغیر گناہ کی بخشش کسی کے پاس نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کی طرف نظر کرم فرمائے گا اور ستر ہزار ملائکہ اس بندے کیلئے مغفرت کی دعا کریں گے۔

بزرگانِ دین رحمہم اللہ کے عقائد

حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

اذا سئا لتمه الله حاجة فا سئلوهٔ بی۔ (بہجۃ الاسرار ص 23)

ترجمہ: (حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) کہ جب تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی سوال کرو (یعنی حاجت طلب کرو) تو میرے وسیلے سے طلب کرو۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

انت الذّی لما توسّل بک آدم۔

من زلّة فاز و هو ابو کا۔ (قصیدہ نعمان)

ترجمہ: (امام اعظم رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔) آپ صلی اللہ علہ وسلم ہی وہ ذات ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کو وسیلہ بنایا تو انھیں کامیابی حاصل ہوئی۔ حالانکہ وہ آپکے باپ تھے۔

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

یا ابا عبد الله استقبل القبلة وادعوام استقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لم تعرف و جهك عنه، و هو و سيلتك و وسيلة ابيك ا دم عليه السلام الى الله بل استقبله، واستشفع به فيشفعه، الله

(شفاء شریف ج ۲ ص ۳۳)

ترجمہ: (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے دوران خلیفہ ابو جعفر منصور نے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا) اے ابو عبد اللہ میں قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کروں تو آپ (یعنی امام مالک رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ تم کیسے حضور علیہ السلام سے اپنا چہرہ پھیر سکتے ہو حالانکہ آپ علیہ السلام تو آپکے اور آپکے باپ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے بھی اللہ کی بارگاہ کے وسیلہ ہیں۔ چنانچہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کر کے دعا مانگو۔ اور آپ سے شفاعت طلب کرو اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

شفاعت قبول فرمائے گا۔

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

انّ الا مـام الشـا فعیّ رضی الله تعالیٰ عنه فی ایاّم هو بغداد کان یتوسّل بـالا مان ابی حنیفة رضی الله تعالیٰ عنه یحئی الی فریحهٖ بزور فیسلّمه علیه ثمة یتو سّل الی الله فی قضا ء حاجتهٖ

(تاریخ خطیب بغدادی ج۔ا۔ص۱۲۳)

تـرجـمـه : (خطیب بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں) کہ بے شک امام شافعی رضی اللہ عنہ جب بغداد میں تشریف لاتے تو امام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کا وسیلہ حاصل کرتے آپ کی قبر انور پر حاضری دیتے اور قبر کی زیارت کرتے اور آپکو سلام کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی حاجات کے لیے امام اعظم کا وسیلہ پیش کرتے۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

تـوسّـل الا مـام احـمـد بـن حنبل بالا مام الشافعّی رضی اللّٰه تعالیٰ عنه حتـیّٰ تـعّـجـب ابـنه، عبداللّٰه بن امام آحمد بن حنبل من ذٰلك فقال الامام آحمد انّ الشافعیّ کا نشمس للناس و کا لعافیة للبدن

(شواهد الحق ص۱۶۶)

تـرجـمـه : امام آحمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کو اپنا وسیلہ بنایا تو امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حیرانگی کا اظھار کیا۔ تو امام آحمد بن حنبل نے صاحبزادے کو فرمایا کہ امام شافعی کی ہستی لوگوں کیلئے تندرستی کی مثل ہے۔

حضرت عبیداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

العبد المتوسّل الی الله تعالیٰ با قوٰی الزر یعة

(شرح دقایہ)

تـرجـمـه : یہ بندہ (یعنی خود عبیداللہ بن مسعود) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قویٰ ذریعہ (یعنی حضور نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کا وسیلہ پیش کرتا ہے۔

ملا علی قاری کا عقیدہ

بناء علی ما وعدتهم من الاجابة وكانه سئل الله تعالىٰ متوسّد بحقوق الله على مخلوقاته وبحقوق السائلين عليه تعالىٰ والظاهر ان حق الله هو هو اطاعته وثناء ه والعمل باوامره والنهى عن زواجره وحق العباد على الله ثوابهم الزى ودعهم به فانه واجب الانجاز ثابت الوقوع لوعده الحق واخباره الصدق۔ (الحرز الثمین ص۱۷۶)(ماخوذ شرح مسلم)

ترجمہ: سوال کرنے والے کا اللہ پر اس لئے حق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے انکی دعا قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے گویا کہ بندے نے اللہ تعالیٰ سے بندوں پر اس کے حق کے وسیلہ سے اور سائلین کا اللہ پر جو حق ہے اس کے وسیلہ سے سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ بندے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ اس کی حمد وثناء کریں، اسکے احکام پر عمل کریں اور اسکی منع کی ہوئی چیزوں سے رکیں اور بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ اپنے وعدہ کے مطابق انکو ثواب عطا کرے کیونکہ اسکے وعدہ کا پورا ہونا واجب ہے۔ کہ اسکا وعدہ حق ہے اور اس کی خبر صادق ہے۔

امام جزری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

اسئلك بنو روجهك الزى اشرفت له، السمٰوٰت والارض وبكل حق هو لك وبحق السائلين عليك۔ (حصن حصین مع تحفۃ الزاکرین ص ۶۸)

ترجمہ: (اے میرے رب عزوجل) میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری ذاتِ بے نیاز کے اس نور کے وسیلہ سے جس نور کی وجہ سے آسمان اور زمین منور ومشرف ہیں۔ اور سوال کرتا ہوں تیرے ہر حق کے وسیلہ سے اور سائل کے اس حق کے وسیلہ سے جو تجھ پر ہے۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

ويتوسل الى الله بانبيائه والصالحين۔ (حصن حصین ص ۳۴)

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رجوع کرنے والا) اللہ تعالیٰ سے انبیاء کرام اور نیک لوگوں کا وسیلہ پیش کرے۔

امام ابن ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

ویسئل اللّٰہ حاجتہ، متوسّلا الی اللّٰہ بحفرۃ نبیّہ ثمہ یسئال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم الشفاعۃ فیقول یا رسول الہ اسئلك الشفاعۃ یا رسول اللّٰہ اسئلك الشفاعۃ واتوسّل بك الی اللّٰہ۔

(فتح القدیر۔ج۔۳ص۹۵)

ترجمہ : امام ابن ہمام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرنے کا طریقہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے سوال کرے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت طلب کرتے ہوئے یوں کہے۔یا رسول اللہ میں آپکی شفاعت کا طلب گار ہوں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپکو وسیلہ بناتا ہوں۔

علامہ آلوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

انالا اری باسافی التوسّل الی اللّٰہ تعالیٰ بجاہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم حیا و میتا۔ (روح المعانی ج۶۔ص۱۲۸)

ترجمہ : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور وصال میں آپکو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بنانا میرے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں۔

عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

ولیت شعری چہ مے خواند الشان بأ ستمد ادو امدا د جی این فرقہ منکر اند آند آنرا آنچہ مافے فمیم از آں اینست کہ داعی محتاج فقیر الی اللّٰہ دعامے اند و طلب مے کند حاجت خودارا ازجناب عشت و عتارے و توسل ہے کندو طلب مے کند حاجت خودرا از جناب عزت و عتادے و توسل ہے کند بروحنیت ایں بندہ مقرب و مکرم در درگاہ عزت وے ومے گوید خداوندا ببرکت ایں بندہ توکہ رحمت کردئہ بروے و اکرام کردئم اور

اوبلطف و کرمے که بوے داری برآورده گردان حاجت مراکه تو معطی کریمی یا ندامے کند ایں بنده مکرم و مقرب راکه اے بنده خدا اے ولی وے شفاعت کن مرا و نجوا ه از خداکه بر ہر مسئول و مطلوب مراو قضا کند حاجت مرا پس معطی و مسئول و مامول پروردگار است تعالیٰ و تقدس و نیست ایں بنده درمیان مگر وسیله و نیست و قادر و فاعل و متعرف در و جود مگر حق سبحانه، و اولیء خدافانی و بالك اند درفعل الٰہی و قدفت و سطوت وے و نیست ایشاں رافعل و قدرت و تعرف ونه اکنوں که در قبور اند و ند ور آں ہنگام که زنده بود در دنیا۔

(اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۴۰۱۔۴۰۲)

ترجمہ : کاش میری عقل ان لوگوں کے پاس ہوتی جولوگ اولیاءاللہ سے استمد اداور انکی امداد کا انکار کرتے ہیں یہ اسکا کیا مطلب سمجھتے ہیں؟ جو کچھ ہم سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ دعا کرنے والا اللہ تعالیٰ کامحتاج ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اور اسی سے اپنی حاجت طلب کرتا ہے اور اسی اللہ کے ولی کا وسیلہ پیش کرتا ہے اور یہ عرض کرتا ہے کہ اے اللہ تو نے اپنے اس بندۂ مکرم پر جو رحمت فرمائی ہے اور اس پر جولطف وکرم کیا ہے اس کے وسیلہ سے میری اس حاجت کو پورا فرما کہ تو دینے والا کریم ہے دوسری صورت یہ ہے کہ وہ اس اللہ کے ولی کو نداء کرتا ہے اور اس کو مخاطب کر کے یہ کہتا ہے کہ اے بندۂ خدا اور اے اللہ کے ولی میری شفاعت کریں اور اللہ سے یہ دعا کریں کہ وہ میرا سوال اور مطلوب مجھے عطا کرے اور میری حاجت برلائے سو مطلوب کو دینے ولا اور حاجت کو پورا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور یہ بندہ صرف درمیان میں وسیلہ ہے اور قادر، فاعل اور اشیاء میں تصرف کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اولیاء اللہ، اللہ تعالیٰ کے فضل، سطوت قدرت اور غلید میں فانی اور ہالک ہیں اور ان کو اب قبر میں افعال پر قدرت اور تصرف حاصل ہے اور نہ اس وقت قدرت اور تصرف حاصل تھا جب وہ زندہ تھے۔

(ترجمہ شرح صحیح مسلم)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

نیست صورت استمداد مگر ہمیں کہ محتاج طلب کند حاجت خود از جناب عزت الٰہی بتوسل روحانیت بندہ کہ مقرب و مکرم درگاہ والااست و گوید خداوندابہ برکت این بندہ کہ تو رحمت و اکرام کردئہ اور ابر آور دہ گردان ہاجت مرا۔ یاندا کند آں بندہ مقرب و مکرم راکہ اے بندئہ خداوولی وے شفاعت کن مرا و نجواہ از خدائے تعالیٰ مطلوب مرا تا قضا کند حاجت مرا پس نیست بندہ درمیان مگر وسیلہ و قادر و مصطی و مسئول پر وردگار بست تعالیٰ شانہٗ و دوے ہیچ شائبہ مشرک نیست چنانچہ منکر وہم کردہ وآں چنا نست کہ توسل و طلب دعا از صالحال و دوستان خدادد حالت حیات کند وآں جائز ست باتفاق پس آں چرا جائز نبا شد و فرقے نیست درارواج کاملاں در حسین حیات و بعد از ممات مگر بہ ترقی کمال۔

(فتاویٰ عزیزیہ ج2 ص108)

ترجمہ : مدد طلب کرنے کی صورت صرف یہی ہے کہ ضرورت مند اپنی حاجت کو اللہ تعالیٰ سے اس نیک بندے کی روحانیت کے وسیلے سے طلب کرے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں مقرب و مکرم ہے اور کہے خداوندا اس بندے کی برکت سے کہ جس پر تو رحمت و اکرام فرمایا ہے میری حاجت کو پورا فرمایا اس مقرب بندہ کو پکارے کہ اے بندۂ خدا اور اللہ کے ولی میرے لیے شفاعت کر اور اللہ تعالیٰ سے دعا کر کہ میرے مقصد کو پورا فرمائے لہٰذا بندہ درمیان میں صرف وسیلہ ہے قدرت دینے والا اور جس سے سوال کیا گیا ہے خدائے تعالیٰ ہی ہے اس میں شرک کا شائبہ تک نہیں جیسا کہ وسیلہ کے منکر نے وہم کیا ہے یہ اسی طرح ہے کہ نیک لوگوں اور اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو ظاہری زندگی میں وسیلہ بنایا جاتا ہے ان سے دعا طلب کی جاتی ہے اور یہ بالاتفاق جائز ہے تو وفات کے بعد وہی بات کیوں جائز نہ ہوگی؟ کاملین کی ارواح میں ظاہری زندگی اور وفات کے بعد صرف اتنا فرق ہے کہ انہیں اور زیادہ کمال حاصل ہو جاتا ہے۔

عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

وتوسل بوے صلی اللہ علیہ وسلم موجت قضائے حاجت و سبب نجاح مرام است (جذب القلوب ص220)

ترجمہ : حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وسیلہ چاہنا حاجت پوری ہونے کا سبب اور مقصد میں کامیابی کا باعث ہے۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں

دیگر سلوات اللہ علیہم بعداز وفات جائز است سیّد انبیا بطریق اولیٰ جائز باشد۔ (جذب القلوب ص221)

ترجمہ : جب دیگر انبیاء علیہم السلام سے بعد وفات توسل جائز ہوا (جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے) تو سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد وفات توسل بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔

اکابرین دیوبند کے عقائد

ابن تیمیہ کا عقیدہ

فنقول قول السائل للّٰہ تعالیٰ اسئلك بحق فلان و فلان من الملائكة والانبیاء والصاطین وغیر ہم اوبجاہ فلانن اوبحرمة فلان یقتفی ان ہئولاء لھم عند اللّٰہ جاہ و ھذا صحیح

(فتاوٰی ابن تیمیہ ج1 ص211)

ترجمہ : ہم کہتے ہیں کے سائل جب اللہ تعالیٰ سے کہتا ہے کہ میں تجھ سے فلاں کے وسیلہ اور فلاں فرشتے کے وسیلہ اور انبیاء وصالحین کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں یا فلاں شخص کی حرمت و وجاہت کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں تو اس شخص کی اس دعا کا تقاضہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان مقربین جنکا وسیلہ پیش کیا گیا ہے وجاہت و عظمت ہو اور ایسی دعا کرنا صحیح ہے۔

غیر مقلد قاضی شوکانی کا نظریہ

اقول و من التوسل بالانبیاء ما اخرجۂ الترمذی وقال حسن صحیح غریب و النسائی و ابن ماجة و ابن خزیمة فی صحیحہ و اطاکم وقال صحیح علی شرط البخاری۔ (تحفۃ الزاکرین ص37)

ترجمہ :میں (علامہ شوکانی) کہتا ہوں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا وسیلہ پیش کرنے کے جواز پر امام ترمذی کی حدیث بہت بڑی دلیل ہے جو انھوں نے پیش کی اور کہا کہ یہ حدیث حسن، صحیح، غریب ہے اور امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اسے لکھا ہے اور امام حاکم نے فرمایا کہ بخاری کی شرط پر یہ حدیث صحیح ہے۔

غیر مقلد وحید الزمان کا عقیدہ

اذا ثبت التوسل بغیر اللّٰہ فای دلیل بخصہ بالاحیاء ولیس فی الثر غمر ما یول علی منع التوسل بالنبی و ھوا نما توسل بالعباس لا شراکہ فی الدعاء مع الناس والانبیاء احیاء فی قبور ھم و کذا الشھداء والصّالحون

(ہدیۃ المھدی ص47-49)

ترجمہ :جب غیر اللہ کا وسیلہ ثابت ہے تو پھر اس وسیلہ کو زندوں کے ساتھ مخصوص کرنے پر کون سی دلیل ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے جو دعا کی تھی وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے وسیلہ کے عدم جواز پر دلیل نہیں بن سکتی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے اس لیے دعا کی تھی تا کہ حضرت عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عوام الناس کے ساتھ دعا میں شریک کر سکیں اور انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اسی طرح شہدا و صالحین بھی زندہ ہیں۔

اشرف علی تھانوی کا نظریہ

توسل باطنی و بالمیت (زندہ اور میت کو وسیلہ بنانا) دونوں جائز ہیں اور یہاں جس نوع کا توسل تھا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی اور اس دعا کو وسیلہ بنایا یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس لیے نہ ہوسکتا تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دعا کرنا علم واختیار سے خارج تھا۔ پس اس سے مطلق توسل بالمیت کا عدم جواز لازم نہیں آیا باقی صحابہ علیہم الرضوان سے خود ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ توسل کرنے کی تعلیم فرمائی۔

(امداد الفتاویٰ ج5 ص89)

رشید آحمد گنگوہی کا عقیدہ

توسل خواہ احیاء سے ہو یا اموات سے ذوات سے ہو یا اعمال سے اپنے اعمال سے ہو یا غیر کے اعمال سے بحر حال اسکی حقیقت اور ان سب صورتوں کا مرجع توسل برحمۃ اللہ تعالیٰ ہے بایں طور کہ فلاں مقبول بندہ پر جو رحمت ہے اس کے توسل سے دعا کرتا ہوں۔

(احسن الفتاوی ج1 ص322)

خلیل آحمد سہارن پوری کا عقیدہ

ہمارے نزدیک اور مشائخ کے نزدیک دعاؤں مین انبیاء وصلحاء واولیاء وشہداء وصدیقین کا توسل جائز ہے۔ انکی حیات میں یا بعد وفات بایں طور کہے
''یا اللہ میں فلاں بزرگ کے توسل سے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت براری چاہتا ہوں۔

(المہند ص31)

اشرف علی تھانوی کا نظریہ

نقشہ نعل مقدس حضور سرور دوعالم مخر بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہایت قوی البرکت سریع الاثر پایا گیا ہے اسی لیے اسلامی خیر خواہی کے باعث اس کی ہوئی کہ تمثال خیر النعال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کی نذر کی جائے کہ اپنے پاس رکھ کر برکات حاصل کریں اور اسکے کے توسل سے اپنے حاجات ومعروضات جنابِ باری تعالیٰ میں قبول کرائیں۔

پھر لکھتے ہیں

بہتر یہ ہے کہ آخر شب میں اٹھ کر وضو کر کے تہجد جس قدر ہو سکے پڑھے اسکے بعد گیارہ بار کلمہ طیبہ، گیارہ بار استغفار پڑھ کر اس نقشے کو باادب اپنے سر پر رکھے اور بتضرع تمام جناب باری تعالیٰ میں عرض کرے کہ الٰہی جس مقدس پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نقشہ نعل شریف کو سر پر لیے ہوں ان کا ادنیٰ درجے کا غلام ہوں، الٰہی اس نسبت غلامی پر نظر فرما کر بہ برکت اس نعل شریف کے میری فلاں حاجت پوری فرما۔ (زاد اسعید ص 20 نیل الشفا ص 2)

محمد سرفراز خان صفدر کا عقیدہ

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء واولیاء وصدیقین کا توسل جائز ہے انکی حیات میں یا بعد وفات کے بایں طور کہ کہے کہ یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت برائی چاہتا ہوں اسی جیسے اور کلمات کہے چنانچہ اسکی تصریح فرمائی ہے ہمارے شیخ مولانا شیخ محمد اسحاق دہلوی ثم المکی نے پھر مولانا رشید آحمد گنگوہی نے بھی اپنا فتاوٰی میں اسکو بیان فرمایا ہے جو چھپا ہوا آجکل لوگون کے ہاتھ میں موجود ہے اور یہ مسئلہ اسکی پہلی جلد کے صفحہ نمبر 43 پر مذکور ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ (تسکین الصدور ص 413)

محمد قاسم نانوتوی کا نظریہ

بحق الاکہ اوجان جہان است فدائے روضئہ اش ہفت آسمان است بہ آن کو رحمۃ اللعالمین است بہ درگا بہت شفیع المذنبین است بہ حق سرور عالم محمد بہ حق برتر عالم محمد۔

بہ ذات پاک خود کاں اسل ہستی است از و قائم بلند یہاوپستی است بہ حق شیر یزداں شاہ مرداں در علم لدنی فیض رحماں بہ حق خواجہ مودود چشتی کہ سگ رافیض او ساز و بہشتی بہ حق ااں کہ شاہ اولیاء شد دراوبوسہ گاہ اولیاء شد معین الدین حسن سنجر کہ برخاک نہ دیدہ چرخ چوں اومرد چالاک۔ (قصائد قاسمی ص 6)

ترجمہ : (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کرتے ہوئے کہتے ہیں) اس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کے طفیل جو جہاں کی جان ہیں جن کے روضۂ انور پر آسمان و زمین قربان ہیں (میری آرزو پوری کر) وہ نبی ﷺ جو سارے جہانوں کیلئے رحمت ہیں اور تیری درگاہ میں گناہگاروں کے شفیع ہیں ان کے طفیل جو عالم کے سردار ﷺ ہیں اور جہان بھر سے اعلیٰ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں وہی جن کی ذات اقدس تمام کائنات کی جڑ ہے اور جن سے تمام بلندیاں اور پستیاں قائم ہیں۔

اور اس شیر یزداں شاہ مرداں (یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے طفیل جو علم لدنی اور فیض رحمانی کے دروازے ہیں۔

اور حضرت خواجہ مودود چشتی کے طفیل جن کا فیض کتے کو بہشتی بنا دیتا ہے اور ان کے طفیل جو اولیاء اللہ کے بادشاہ ہیں اور جنکی درگاہ اولیاء اللہ کی بوسہ گاہ ہے۔

یعنی حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری کہ اس زمین و آسمان پر انکا ثانی نہیں دیکھا۔

اسماعیل دہلوی کا نظریہ

قطبیت و غوثیت و ابدالیت و غیر ہا ہمه
از عهد کرامت مهد حضرت مرتضی تا (رضی اللّٰه تعالیٰ عنه)
دنیا ہمه بواسطئه الیشان است و در سلطنت
دخلے اس که برسیا حسین عالم ملکوت محفی نیست

(صراط مستقیم ص 58)

ترجمہ : قطبیت غوثیت اور ابدالیت وغیر ہا تمام مناصب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ مبارکہ سے لیکر دنیا کے اختتام تک سب انہیں کے وسیلہ و واسطہ سے ہیں اور سلاطین کی سلطنت اور امیروں کی امیری میں انہیں ایسا دخل ہے جو سیاحین عالم ملکوت پر ظاہر ہے۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

طالب کو چاہیے کہ پہلے باوضو دوزانو بطور نماز بیٹھ کر اس طریقہ کے بزرگوں حضرت معین الدین سنجری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہم اللہ وغیرہ حضرت کے نام کا فاتحہ پڑھ کر بارگاہ خداوندی میں ان بزرگوں کے توسط اور وسیلہ سے التجا کرے اور نیاز بے انداز اوزاری بے شمار

کے ساتھ اپنے کام کے فتح باب کے لیے دعا کر کے ذکر دو ضربی شروع کرے۔

(صراط مستقیم اردو ص 221)

حسین احمد مدنی کا نظریہ

یہ مقدس اکبر ہمیشہ اولیاء کرام رحمہم اللہ وانبیاء عظا علیہم السلام سے توسل کرتے رہتے ہیں اور اپنے مخلصین کو اس کی ہدایت کرتے رہتے ہیں۔ (شہاب ثاقب ص 56)

اعتراضات کے جوابات

غیر اللہ سے توسّل کے بارے میں معترضین طرح طرح کے اعتراض کر کے وسیلہ کا انکار کرتے ہیں لہٰذا قارئین کی خدمت میں انکے اعتراضات کے جوابات پیش کئے جاتے ہیں۔

تمام اعتراضات اور انکے جوابات حکیم الامت مفتی آحمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ ''وسیلہ اولیاء اللہ'' سے ماخوذ ہیں۔

اعتراض: رب تعالیٰ کفار کا کفریہ عقیدہ بیان کرتا ہے

''ما نعبد هم الّا لیقر بو نا الی اللّٰه زلفیٰ''

یعنی ہم نہیں پوجتے ان کو مگر اس لیے کہ ہمیں ربّ تعالیٰ سے قریب کر دیں معلوم ہوا کہ کفار بتوں کو خدا نہیں مانتے مگر خدارسی کا وسیلہ سمجھتے تھے جسے شرک کہا گیا ہے لہٰذا کسی کو وسیلہ سمجھنا شرک ہے۔

جواب: اسکے دو جواب ہیں ایک یہ کہ وسیلہ ماننے کو ربّ عز وجل نے کفر نہیں فرمایا بلکہ ان کے پوجنے کو شرک کہا فرمایا ''نعبدہم'' ہم اس لیے انہیں پوجتے ہیں کہ کسی کو پوجنا واقعی شرک ہے اگر کوئی عیسیٰ علیہ السلام یا کسی ولی کی عبادت کرے وہ مشرک ہے الحمد للہ مسلمان کسی وسیلہ کی پوجا نہیں کرتے۔

دوسرے یہ کہ مشرکین نے بتوں کو وسیلہ بنایا جو خدا کے دشمن ہیں مسلمان اللہ کے پیاروں کو وسیلہ سمجھتا ہے وہ کفر اور یہ ایمان۔ دیکھو مشرک گنگا کا پانی لاتا ہے تو مشرک اور مسلمان آب زمزم لاتے ہیں وہ مومن ہیں

کیونکہ مسلمان آبِ زمزم کی اسلیئے تعظیم کرتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ پانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کا معجزہ ہے اور پیغمبر کی تعظیم ایمان ہے اسی طرح مشرک ایک پتھر کے آگے سر جھکاتا ہے وہ

مشرک ہے آپ بھی کعبہ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں بلکہ مقام ابراہیم کو سامنے لے کر حج میں نماز پڑھتے ہیں آپ مومن ہیں کیوں؟ اسلیے کہ کافر کے پتھر کو بت سے نسبت ہے اسی لیے وہ اس تعظیم سے کافر ہے اوران چیزون کو نبیوں علیہم السلام سے نسبت ہے انکی تعظیم عین ایمان ہے۔

وسیلہ دو قسم کا ہے وسیلہ ہدٰی، اور وسیلہ ہوٰی۔

یعنی ہدایت کا وسیلہ اور گمراہی کا وسیلہ۔ نبی، ولی، الہام، وحی، ہدایت کا وسیلہ ہے اور بت شیطان وسوسے گمراہی کے وسیلے ہیں ایت پیش مذکورہ میں وسیلہ ہوٰی کو اختیار کرنا کفر ہے وہی اس آیت (جو اعتراض میں پیش کی گئی) میں مراد ہے۔

اعتراض: ربّ تعالٰی فرماتا ہے۔

"سواء علیهم استغفرت لهم ام لم تستغفر لهم لن یغفرالله لهم"

برابر ہے کہ اپ ان کیلئے دعا مغفرت کریں یا نہ کریں اللہ تعالٰی نہیں بخشے گا معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی دعا مغفرت کا وسیلہ نہیں جب آپ ﷺ کی دعا کا وسیلہ نہیں تو دیگر اولیاء رحمہم اللہ کا ذکر ہی کیا ہے۔

جواب: یہ آیت ان منافقین کے حق میں اتری ہے جو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے منکر تھے اور دیوبندیوں کیطرح براہ راست ربّ تک پہنچنا چاہتے تھے اسی آیت سے پہلے یہ ہے۔

"و اذا قیل لهم تعلوا یستغفرلکم رسول الله لوّ و روسهم ورایتهم یصدّون وهم مستکبرون"

جب ان منافقوں سے کہا جاتا ہے کہ آ ؤ رسول اللہ ﷺ تمہارے لیے دعائے مغفرت کریں تو اپ سے یہ لوگ یعنی منافق منہ موڑ لیتے ہیں اور غرور کرتے ہوئے حاضری بارگاہ سے رک جاتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ اے محبوب ﷺ جو آپ ﷺ سے بے نیاز ہوں اور آپ ﷺ اپنی رحمت سے ان کیلئے دعائے مغفرت کر بھی دیں ہم تو انہیں نہیں بخشیں گے کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ کوئی تمھارے وسیلہ کے بغیر جنت میں جائے۔

اس آیت سے تو وسیلہ کا ثبوت ہے نہ کہ نفی۔

اعتراض: ربّ تعالٰی قیامت کے بارے میں فرماتا ہے۔

یوم لا بیع فیہ ولا خلّة ولا شفاعة اور کہیں فرماتا ہے فما تنفعھم شفاعة الشافعین۔
یعنی اس دین نہ تجارت ہوگی نہ دوستی کام آئیگی نہ کسی کی سفارش معلوم ہوا کہ قیامت میں سارے وسیلے ختم ہو جائیں گے۔
جواب : یہ سب آیتیں کافروں کیلئے ہیں مسلمانوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں اسلیے آگے ربّ عزوجل فرماتا ہے۔
''والکافرون ہم الظٰلمون ''اور کافر ظالم ہیں
مسلمانوں کیلئے ربّ فرماتا ہے۔
''الا خلاءُ یومئذ بعضھم بعض عدوّ الّا المتّقون''
اس دن سارے دوست دشمن بن جائیں گے۔ سوا پرہیزگاروں کے۔
کفار کی آیت مومن پر پڑھنا بے دینی ہے نیز فرماتا ہے۔
''یوم لا ینفع مال ولا بنون الّا من اتی اللّٰہ بقلب سلیم ''
اس دن مال و اولاد کام نہ آئے گی سوا اس کے جو ربّ کے پاس سلامت دل لے کر آوے معلوم ہوا کہ مومن کا مال و اولاد قیامت میں کام آدیں گے۔
اعتراض : قرآن کریم فرماتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کنعان کی شفاعت فرمائی تو آپ علیہ السلام سے فرمایا گیا
''یا نوح انّہ لیس من اھلك انّہ عمل غیر صالح''
اے نوح علیہ السلام یہ آپ علیہ السلام کے گھر والوں سے نہیں اسکے اعمال خراب ہیں
معلوم ہوا کہ عمل خراب ہونے پر نبی ولی وسیلہ نہیں
جواب : جی ہاں، اس کنعان کا عمل خراب یہ تھا کہ وہ نبی علیہ السلام کے وسیلے کا منکر تھا اور طوفان آنے پر وہ آپ علیہ السلام کے دامن میں نہ آیا۔
حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا
یابنیّ ارکب معنا ولا تکن مع الکٰفرین
یعنی اے بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہو جا کافروں کے ساتھ نہ رہو تو اس نے جواب دیا

''قال ساوی انی جبل یعصمن من السماء''

میں پہاڑ کی پناہ لےلوں گا وہ مجھ کو پانی سے بچالے گا۔

اس لیے غرق ہو گیا اب جو نبیوں علیہم السلام کے وسیلے کا منکر ہے وہ اس سے عبرت پکڑے اس آیت میں تو وسیلہ کا ثبوت ہے نہ کہ انکار اگر حضرت نوح علیہ السلام کا وسیلہ قبول کر لیتا تو ہرگز غرق نہ ہوتا۔

اعتراض : حضرت ابراہیم علیہ اسلام نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے لیے دعا کرنا چاہی تو فرمادیا گیا

''اے ابراہیم انکے لیے دعا نہ کرو۔ان پر عذاب آ کر ہی رہیگا''

دیکھو پیغمبر علیہ السلام کی دعا غیر قبول ہوئی

جواب : قوم لوط کافر تھی اور کفار کیلئے کوئی وسیلہ مفید نہیں کیونکہ وہ نبی کے وسیلہ کے منکر ہوتے ہیں قرآن فرماتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ناراض ہوکر سامری سے فرمایا۔

''اذھب فانّ لك فی الحیٰوۃ ان تقول لا مساس''

خبیث تجھے اپنی زندگی میں یہ نوبت پہنچ جائیگی کہ تو لوگوں سے کہتا پھرے گا کہ مجھ کو کوئی نہ چھونا۔

کلیم صلوات اللہ علیہ وسلامہٗ کے منہ سے یہ نکلی ہوئی بات ایسی درست ہوئی کہ اس کے جسم میں یہ تاثیر ہوگئی کہ جو اس سے چھوتا اُسے بھی بخار ہو جاتا اور خود سامری کو بھی ۔ ان خدا تعالیٰ کے پیاروں کی زبان کا یہ عالم ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے رہیں ان کی وہ دعائیں جو ان کے خلاف ربّ کا فیصلہ ہو چکا ہو اور قلم چل چکا ہو اگر پیغمبر ایسی دعا کریں تو انھیں سمجھا کر روک دیا جاتا ہے اس روکنے میں انکی انتہائی عظمت کا اظہار ہوتا ہے یعنی اے پیارے یہ کام نہیں ہوسکتا کیونکہ ناممکن ہو چکا ہے اور ہمیں یہ منظور نہیں کہ تمھاری زبان خالی جاوے لہٰذا تم اس بارے میں دعا ہی نہ کرو۔

اعتراض : حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قحط کے موقع پر حضرت عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے بارش مانگتے تھے اور فرماتے تھے ۔''الٰہی ہم اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے بارش مانگتے تھے بارش بھیجتا تھا اور اب ان کے چچا کے وسیلے سے بارش مانگ رہے ہیں بارش بھیج پس بارش آتی تھی ۔ معلوم ہوا کہ وفات یافتہ بررگوں کا وسیلہ پکڑنا منع ہے۔ زندوں کا

وسیلہ پکڑنا جائز دیکھو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پردہ فرمانے کے بعد حضرت عباس رجی اللہ تعالیٰ عنہ کا وسیلہ پکڑا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ چھوڑ دیا۔

جواب : اس کے دو جواب ہیں ایک الزامی دوسرا تحقیقی۔ الزامی جواب تو یہ ہے کہ اگر دفات یافتہ بزرگوں کا وسیلہ پکڑنا منع ہے تو چاہیے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد کلمہ شریف میں سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسم شریف علیحدہ کر دیا جاتا صرف لا الٰہ الا اللہ رکھا جاتا اور التحیات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام بند کر دیا جاتا درود شریف ختم کر دیا جاتا۔ کیونکہ یہ سب حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے وسیلہ ہی تو ہیں حالانکہ یہ سارے کام باقی رہ گئے معلوم ہوا کہ وسیلہء مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بعد وفات بھی ویسے ہی ہے۔

قرآن پاک فرمارہا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے والی اُمتیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اسم شریف کے وسیلہ سے دعائیں مانگتی تھیں۔

''وکانو امن قبل یستفتحون علی الّذین کفروا''

ترجمہ : اور اس سے پہلے وہ اسی نبی ﷺ کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات کے بعد مسلمانوں کی امداد فرمائی کہ پچاس نمازوں کی پانچ کرادیں بتاؤ یہ وفات یافتہ بزرگوں کا وسیلہ ہے کہ نہیں نیز جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے پہلے ان کے اسم مبارک کے وسیلہ سے دعائیں قبول ہوتی تھیں تو کیا اب ان کے اسم شریف کی تاثیر بدل گئی ہرگز نہیں دوسرا تحقیقی جواب یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان یہ بتارہا ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ سے انکے اولیاء کا بھی وسیلہ جائز ہے یعنی وسیلہ نبی سے خاص نہیں حضرت عباس نبی نہ تھے ولی تھے۔

نیز یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ جس کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت ہو جائے اسکا بھی وسیلہ جائز ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں۔

''وانّا نتوسّل الیك بعمّ نبیّنا''

یعنی ہم اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا کے وسیلہ سے بارش مانگتے ہیں ہاں اگر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ فرماتے کہ مولا عزوجل اب تک ہم تیرے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے اب انکی وفات کے بعد ان کا وسیلہ چھوڑ دیا اب حضرت عباس رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل دعا کرتے ہیں تب تمہاری دلیل درست ہوتی مگر نفی کا ذکر نہیں لہذا دلیل غلط ہے انبیاء علیہم السلام واولیاء رحمہم اللہ کا وسیلہ صحیح ہے۔

اعتراض : جب خدا تعالیٰ سب کا ربّ ہے اور اسکا نام رب العالمین ہے تو پھر کسی وسیلہ کی کیا ضرورت ہے ہر شخص اسکے دروازے پر بلا واسطہ جاوے اور فیض لے وسیلہ کا مسئلہ اسکے رب العلمین ہونے کے خلاف ہے۔

جواب: اس اعتراض کے دو جواب ہیں ایک الزامی دوسرا تحقیقی۔

الزامی جواب تو یہ ہے کہ ربّ تعالیٰ رازق العباد ہے اور شافی الامراض ہے پھر تم رزق تلاش کرنے کیلئے امیروں کے پاس اور شفا لینے کیلئے حکیموں کے پاس کیوں جاتے ہو۔ تمھارا ان لوگوں کے پاس جانا بھی خدا تعالیٰ کے رازق اور شافی ہونے کے خلاف ہے وہ احکم الحاکمین ہے پھر مقدمہ کچہری کے حکام کے پاس کیوں لے جاتے ہو؟

جناب وسیلے رب تعالیٰ کے دروازے ہیں یا اسکے چکران کے ہاتھوں سے جو کچھ ہوتا ہے وہ ربّ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوتا ہے اسی طرح اولیاء اللہ رحمہم اللہ وانبیاء کرام علیہم السلام ربّ تعالیٰ کے مختار خدام ہیں۔

تحقیقی جواب یہ ہے کہ ان وسیلوں کی ضرورت ربّ تعالیٰ کو نہیں بلکہ ہم کو ہے جیسے روٹی کو توے کے ذریعے سے گرم کیا جاتا ہے تو آگ گرم کرنے میں توے کی محتاج نہیں بلکہ روٹی کو احتیاج ہے۔

اعتراض : وسیلہ کے مسئلہ سے لوگ بدعمل ہو جائیں گے جب انھیں خبر ہو گی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بخشوا لیں گے تو پھر عمل کرنے کی زحمت کیوں گوارہ کریں؟

جواب : یہ اعتراض ایسا ہے جیسے آریہ کہتے ہیں کہ توبہ کے مسئلے سے بدعملی اور زکوٰۃ کے مسئلے سے بیکاری بڑھ جاتی ہے کیونکہ جب مسلمانوں کو خبر ہے کہ توبہ سے گناہ بخشے جاتے ہیں تو پھر خوب گناہ کر کے توبہ کر لیا کریں گے۔ اور جب غریبوں کو خبر ہو کہ مالدارون کی زکوٰۃ ہزاروں روپیہ سالانہ نکلتی ہے پھر کمائی کیوں کریں جب ملے یوں تو محنت کرے کیوں؟

جناب جیسے توبہ کی قبولیت کا یقین نہیں مالداروں کی زکوٰۃ ملنے کا یقین ملے یا نہ ملے۔ ایسے ہی اگر بدعملی کی گئی تو یقین نہیں وسیلہ نصیب ہو یا نہ ہو میں تو کہتا ہوں کہ وسیلہ کے انکار سے بدعملی بڑھے گی کیونکہ جب گنہگار شفاعت سے مایوس ہوگا تو خوب گناہ کرے گا کہ دوزخ میں تو جانا ہی ہے لاؤ

دس گناہ اور کرلو۔

جب تک بلّی کو جان بچنے کی اُمید رہتی ہے تب تک چیتے سے بھاگتی ہے مگر جب پھنس کر جان سے مایوس ہو تو چیتے پر حملہ کر دیتی ہے کیونکہ مایوسی دلیری پیدا کرتی ہے

اعتراض : ربّ تعالیٰ فرماتا ہے

''اللہ جسے چاہے گا بخشے گا اور جسے چاہے عذاب دیگا''

جن نبیوں علیہم السلام اور ولیوں رحمہم اللہ کو تم مغفرت کا وسیلہ سمجھتے ہو خود انکی مغفرت یقینی نہیں۔ نہ معلوم انکی بخشش ہو یا نہ ہو۔ اگر وہ تمھارے وسیلے ہیں تو بتاؤ اگر خدا تعالیٰ انہیں پکڑے تو ان کا وسیلہ کون بنے گا۔

جواب : اسکے دو جواب ہیں ایک عالمانہ دوسرا صوفیانہ

عالمانہ جواب یہ ہے کہ بندے تین طرح کے ہیں ایک وہ جنکے جہنمی ہونے کی خبر دی گئی جیسے ابولہب اور اسکی بیوی جمیلہ

دوسرے وہ جنکے جنتی ہونے کی خبر دی گئی

جیسے انبیاء علیہم السلام وصحابہ ءکرام علیہم الرضوان وغیرہ

تیسرے وہ جن کے متعلق کوئی خبر نہ دی گئی جیسے ہم لوگ

پہلی جماعت کا دوزخی ہونا اور دوسری جماعت کا جنتی ہونا ایسا ہی یقینی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا سچا ہونا ایسی ہی اسکی صفت ہے جیسے اسکا ایک ہونا۔

تمھاری پیش کردہ آیات میں تیسری جماعت مراد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

صوفیانہ جواب یہ ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ربّ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اسے نیک اعمال کی توفیق دے کر جنتی بناتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے گمراہ کر کے جہنمی بناتا ہے۔

یعنی لوگوں کے جنتی ہونے اور جہنمی ہونے کا ارادہ ہو چکا۔ قیامت میں اسکا ظہور ہوگا ہر ایک کے متعلق قلم چل چکا ہے یہ مطلب نہیں کہ جس نیک وکار کو چاہے جہنمی کر دے اور جس کافر کو چاہے جنتی بنا دے بلکہ جس کو جہنمی ہونا چاہ چکا وہ جہنمی ہو چکا اور جسکو وہ جنتی ہونا چاہ چکا وہ جنتی ہو چکا اب اسکا برعکس ہونا اس آیت کے خلاف ہوگا۔

خلاصۂ کلام

الحمداللہ عزوجل ہماری اس بحث سے یہ مسئلہ روزِ روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام، اولیائے عظّام رحمہم اللہ اور مخلصین کو اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں بطور وسیلہ پیش کرنا جائز و مستحسن ہے۔اس وضاحت کے بعد اگر اسکا کوئی انکار کرتا ہے تو ہم اسے ہٹ دھرمی پر ہی محمول کریں گے اور اسکے لیے فقط ہدایت کی دعا ہی کی جاسکتی ہے ورنہ اور کوئی علاج نہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد اللہ ربّ العالمین

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

علم غیب

غیب کی تعریف

وہ پوشیدہ چیز جسے انسان حواس خمسہ یعنی کان، ناک، ہاتھ، زبان اور آنکھ سے معلوم نہ کر سکے اور نہ بداھۃً عقل اس کا ادراک کر سکے۔

پاکستانی کے لئے مدینہ غائب نہیں یا تو خود اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی سعادت حاصل کر چکا ہے یا کسی حاجی وغیرہ سے سن کر کہہ رہا ہے۔

غیب کی اقسام: غیب کی دو اقسام ہیں۔

۱) جو دلائل سے معلوم ہو سکے جیسے جنت دوزخ، جن و ملائکہ۔ کیونکہ قرآن پاک سے انہیں جانا گیا ہے۔

۲) جو دلائل سے معلوم نہ ہو سکے، مثلاً علم قیامت، انسان کی موت، انسان کے نیک بخت یا بد بخت ہونے کا علم۔

مدینہ: ۱) وہ پوشیدہ شے جو بذریعہ آلات جانی جائے وہ علم غیب نہیں کیونکہ یہ حواس سے معلوم ہوئی اور قاعدہ ہم نے بیان کر دیا کہ جو حواس سے معلوم ہو وہ غیب نہیں لہذا کوئی آلہ چھپی چیز ظاہر کر دے تو وہ غیب نہیں۔

۲) علم غیب کے متعلق تین باتوں کا ذہن نشین رکھنا ضروری ہے اور ان تین چیزوں کا تعلق ضروریات دین سے ہے اور شرعی ضابطہ ہے کہ ضروریات دین کا انکار کفر ہے۔

۱) اللہ تعالیٰ عالم الغیب بالذات ہے اس کا علم ذاتی ہے کسی کا عطا کردہ نہیں اور اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر کوئی نبی یا ولی یا مومن ایک حرف تک نہیں جان سکتا۔

۲) اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی کریم ﷺ انبیاء کرام علیھم السلام اور دیگر مقربین کو علم غیب عطا فرمایا۔

۳) اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کو تمام مخلوقات سے زیادہ علم غیب عطا فرمایا۔

اہلسنت والجماعت کا عقیدہ

حضور سید عالم ﷺ کے علم اقدس کے بارے میں ہمارا مسلک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو روز اوّل سے روز آخر تک کا علم دیا اور تمام علوم مندرجہ لوح محفوظ نیز اپنی ذات وصفات کی معرفت سے متعلق بہت اور بے شمار علوم عطا فرمائے

جمیع جزئیات خمسہ کا علم دیا جس میں خاص وقت قیامت کا علم بھی شامل ہے احوال جمیع مخلوقات تمام ماکان و مایکون (جو کچھ ہو چکا اور جو ہوگا) کا علم عطا فرمایا لیکن بایں ہمہ حضور ﷺ کا علم عطائی ہونے کی وجہ سے حادث ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی وقدیم۔ سرکار مدینہ ﷺ کا علم ہرگز اللہ تعالیٰ کے علم کے مساوی (برابر) نہیں علم رسول اللہ ﷺ متناہی ہے۔

(مقالات کاظمی ص ۱۱۱، ج ۲)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تدریجاً علم غیب عطا کیا گیا جس وقت قرآن کی آخری آیت نازل ہوئی آپکا علم مکمل ہوگیا۔

اعلیٰ حضرت مجدد دین ملت ارشاد فرماتے ہیں کہ

ہمارا دعویٰ یہ نہیں کہ نبی ﷺ نے جمیع معلومات الٰہیہ کا احاطہ کرلیا ہے یہ مخلوق کے لئے محال ہے

علم الٰہی اور علم رسول اللہ ﷺ میں فرق

مسئلہ علم کلی میں عام طور پر مبتدعین دیوبند کہا کرتے ہیں کہ جب کل اشیاء کا علم حضور ﷺ کے لئے مان لیا تو پھر آپ کا علم اللہ کے علم کے مساوی ہوگیا اس لئے اس مقام پر علم کلی کی وضاحت نہایت ضروری ہے پس جاننا چاہیے کہ علم کلی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو خدا عز وجل کا علم ہے وہ حضور ﷺ کو سب حاصل ہے بلکہ مخلوقات اور لوح محفوظ کے کل علوم حضور ﷺ کو حاصل ہیں اور اللہ تعالیٰ کا علم لوح محفوظ میں منحصر نہیں ہے بلکہ کروڑوں الواح بھی اللہ تعالیٰ کے علوم غیر متناہیہ کی متحمل نہیں ہوسکتی ہمارا اعتقاد ہے کہ حضور ﷺ کا علم نہ اللہ تعالیٰ کے علم کے مثل ہے نہ بعض کی بلکہ ایک ذرہ کے علم میں بھی حضور ﷺ اور خدا کے علم میں بھی کوئی مماثلت نہیں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے اعتقاد کے مطابق تمام مخلوقات کے علم اور حضور ﷺ کے علم میں وہ نسبت ہے جو قطرے کو سمندر سے ہے یعنی تمام مخلوقات کا علم بمنزلہ قطرہ ہے اور ان کے مقابلہ میں

حضور علیہ السلام کے علم بمنزلہ سمندر ہے اور حضور علیہ السلام کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ ایسی بھی نہیں جیسے قطرے کو سمندر سے ہوتی ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ کے علم کو سمندر قرار دیا جائے اور حضور علیہ السلام کے علم کو اس کے مقابلہ میں قطرہ قرار دیا جائے تو یہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ قطرہ بھی متناہی ہے اور سمندر بھی۔ اور یہ متناہی کی نسبت متناہی کی طرف ہے اور حضور علیہ السلام کے علم اور اللہ تعالیٰ کی نسبت متناہی کی نسبت غیر متناہی کی طرف ہے اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ السلام کے علم میں جس طرح مقدار میں کوئی مماثلت نہیں ہے اسی طرح کیفیت اور صفت کے لحاظ سے بھی کسی مماثلت کا تصور نہیں ہے اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے لئے علم کلی ماننے سے آپ کے علم کلی کی خدا کے علم سے مساوات لازم آجاتی ہے ان کے جواب میں ہم اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ "اور ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی ایسی قدر نہیں کی جیسی کرنی چاہیے تھی۔

(بحوالہ توضیح البیان)

قرآن پاک سے علم غیب کا ثبوت

حضرت آدم علیہ السلام کا علم غیب

وعلم ادم الاسماء کلھا ثم عرضھم علی الملائکۃ۔

(پارہ ا سورۃ بقرہ آیت ۳۱)

ترجمہ کنز الایمان : اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام (اشیاء کے نام) سکھائے۔

تشریح : اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام سکھائے تو ہمارے آقا مدنی مصطفیٰ علیہ السلام کا مقام تمام انبیاء کرام سے ارفع و اعلیٰ ہے لہذا ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کا علم بھی حضرت آدم بلکہ جمیع انبیاء سے زیادہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ علیہ السلام کو سب کچھ سکھا دیا

ایک اور آیت میں ارشاد ہوتا ہے

و علمك مالم تكن تعلم و كان فضل الله عليك عظيما۔

(پارہ ۵، سورۃ نساء، آیت ۱۱۳)

ترجمہ کنز الایمان : اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہیں جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے مقربین کو علم غیب عطا فرماتا ہے

وما كان الله ليطلعكم على الغيب و لكن الله يجتبى من رسله من يشاء

(پارہ ۴، سورۃ عمران، آیت ۱۷۹)

ترجمہ کنز الایمان : اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

ایک اور آیت میں ہے

تشریح : اس آیت کریمہ سے بھی یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ انبیاء کو علم غیب عطا فرماتا ہے۔

اس آیت کی تشریح میں حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں (اللہ تعالیٰ) برگزیدہ رسولوں کو غیب کا علم دیتا ہے اور سید انبیاء حبیب ﷺ رسولوں میں سب سے افضل اور اعلیٰ ہیں اس آیت سے اور اس کے سوا بکثرت آیات واحادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیوب کے علم عطا فرمائے اور غیوب کے علم آپ کا معجزہ ہیں۔

مزید ارشاد ہوتا ہے۔

فلا يظهر على غيبه احدا الامن ارتضى من رسول -

(پارہ ۲۹، سورہ جن، آیت ۲۷)

ترجمہ کنز الایمان : غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

تشریح : مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

سید الرسل خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ مرتضی رسولوں میں سب سے اعلیٰ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اشیاء کے علوم عطا فرمائے جیسا کہ صحاح کی معتبر احادیث سے ثابت ہے اور یہ آیت حضور کے اور تمام مرتضی رسولوں کے لئے غیب کا علم ثابت کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو علم لدنی عطا کیا

ایک اور آیت میں ارشاد ربانی ہے۔

وعلمنه من لدنا علما۔ (پارہ سورہ کہف، آیت ۵۶)

ترجمہ کنز الایمان : اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔

نبی ﷺ غیب بتانے میں بخیل نہیں

ایک اور آیت میں ارشاد ربانی ہے

وماهو علی الغیب بضنین. (پارہ ۳۰، سورہ تکویر)

ترجمہ کنز الایمان : اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

تشریح : اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب دانائے غیوب کے علم غیب کے بارے میں خود اعلان فرما رہا ہے کہ ہم نے اپنے محبوب کو علم غیب عطا فرمایا اور تم جو بھی سوال کرو گے ہمارا رسول غیب کی خبر بتانے میں بخل نہیں کرے گا۔

حضرت عیسیٰ کا علم غیب

ایک اور جگہ ارشاد ہے

وانبئکم بما تاکلون و ماتدخرون فی بیوتکم۔

(پارہ ۳، آیت ۴۹، سورہ عمران)

ترجمہ کنز الایمان : اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔

تشریح : اس آیت کریمہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا علم غیب ثابت ہو رہا ہے کہ آپ ہر شخص کے کھانے اور جو کچھ لوگ گھروں میں جمع کرتے ان پر بھی آگاہ ہوتے اور ہمارے حضور دانائے غیوب ﷺ کا مقام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں بلند و بالا ہے لہذا آپ کا علم غیب بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علم غیب سے ارفع و اعلیٰ ہے۔

ایک اور آیت میں ہے

ذالك من انباء الغيب نوحيه اليك۔ (سورہ عمران پارہ ۳، آیت ۴۴)

ترجمہ کنزالایمان : یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا علم غیب

وکذالك نری ابراهیم ملکوت السموت والارض۔

(پارہ ۷، آیت ۷۵، سورہ انعام)

ترجمہ کنزالایمان : اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں سے زمین کی۔

تشریح : سیّد نعیم الدین مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کو دین میں بینائی عطا فرمائی ایسے ہی انہیں آسمانوں اور زمین کے ملک دکھائے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما نے فرمایا اس سے آسمانوں اور زمین کی خلق مراد ہے مجاہد اور سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ ان آیات سے سمٰوٰت والارض مراد ہیں یہ اس طرح کہ حضرت ابراہیم کو صخرہ (پتھر) پر کھڑا کیا گیا اور آپ کے لیے سماوات مکشوف کیے گئے یہاں تک کہ آپ نے عرش و کرسی اور آسمانوں کے تمام عجائبات اور جنت میں اپنے مقام کو معائنہ فرمایا آپ کے لیے زمین کشف (کھول) دی گئی۔ یہاں تک کہ آپ نے سب سے نیچے کی زمین تک نظر کی اور زمینوں کے تمام عجائبات دیکھے۔

مزید فرماتے ہیں:

کہ ہر ظاہر و مخفی چیز ان کے سامنے کر دی گئی اور خلق کے اعمال میں سے کوئی بھی ان سے چھپا نہ رہا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے غیب پر مطلع ہونے اور زمین و آسمان کے تمام عجائبات کو جان لینے کے بعد یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ہمارے حضور ﷺ کا علم غیب تمام انبیاء کے علم غیب کو محیط ہے اور آپ کو ماکان و مایکون (جو کچھ تھا اور جو کچھ ہوگا) کا علم دیا گیا۔

احادیث سے علم غیب کا ثبوت

حضور ﷺ کے علم غیب پر بے شمار احادیث مبارکہ دلالت کرتی ہیں جن میں سے چند معروف احادیث پیش خدمت ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کو پیدائش سے لیکر دخول جنت کا علم ہے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں۔

قام فینا رسول اللہ ﷺ مقاما فاخبر ناعن بدالخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم حفظ ذلك من حقطه و نسیه من نسیه۔

(بخاری شریف ج ا،ص ۴۵۳)

ترجمہ :ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ایک مقام پر کھڑے ہوئے اور آپ نے ہمیں تمام مخلوق کی پیدائش کے بارے میں بتایا حتیٰ کہ جنتی اپنے ٹھکانے پر جنت میں داخل ہو گئے اور جہنمی اپنے ٹھکانے پر جہنم میں پہنچ گئے۔ جس شخص نے اس کو (یعنی رسول اللہ ﷺ کی باتوں کو) یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا سو وہ بھول گیا۔

اس حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے انسان یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت تک یہاں تک کہ دخول جنت اور دوزخ کے احوال کے بارے میں بیان فرما دیا۔ پتہ چلا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت تک کا علم عطا کیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے مشرق سے مغرب تک کو ملاحظہ فرمایا

ایک اور حدیث حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

ان اللّٰہ زوی لی الارض فرأیت مشارقھا و مغاربھا و ان امتی سیلغ ملکما مازوی لی منھا

(مسلم شریف،ص ۳۹۰)

ترجمہ : (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) اللہ تعالیٰ نے تمام زمین کو میرے لیے سمیٹ دیا ہے چنانچہ میں نے زمین کا تمام حصہ مشرق سے مغرب تک ملاحظہ فرمایا اور بے شک میری امت کی

حکومت عنقریب وہاں تک پہنچے گی جہاں تک زمین کو میرے لیے سمیٹا گیا۔

تشریح : پتہ چلا کہ حضور ﷺ کو اپنے وصال ظاہری سے پہلے ہی یہ علم تھا کہ میرے صحابہ ،تابعین اور تبع تابعین اور بعد میں آنے والے مسلمان پوری دنیا پر حکمران ہوں گے اور دین اسلام کا بول بالا ہوگا۔اور بعد میں یہ ثابت ہوگیا کہ مسلمان دنیا کے چپے چپے تک پہنچے اور صحراؤں ،جنگلوں، پہاڑوں اور سمندروں کو عبور کر کے دین اسلام کے پیغام کو عام کیا۔

آپ ﷺ نے حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر دی

ایک اور حدیث میں ہے جسے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔

ان النبی ﷺ صعد احدا و ابو بکر و عمر و عثمان فرجف بھم فغربه برجله فقال اثبت احد فانما علیك نبی و صدیق و شھیدان۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۵۱۹)

ترجمہ : بے شک نبی کریم ﷺ احد پہاڑ پر چڑھے اس دوران آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنھم بھی تھے تو پہاڑ ان کی وجہ سے ہلنے لگا تو حضور ﷺ نے اس پر اپنا پاؤں مبارک مارا اور فرمایا اے احد ٹھہر جا کیونکہ تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

تشریح: اس حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی شہادت کی خبر زندگی میں ہی دے دی جیسا کہ بعد میں یہ دونوں شہید ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی جائے وفات کی خبر دی

ایک اور حدیث میں ہے۔

کہ فتح مکہ کے دوران رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کے انصار سے ارشاد فرمایا۔

المحیا محیاکم و الممات مماتکم (مسلم شریف، مشکوۃ شریف ص ۵۷۷)

ترجمہ : میری زندگی اور تمہاری زندگیوں کی جگہ ایک ہے اور میرے وفات اور تمہاری وفات کی جگہ ایک ہے۔

تشریح : اس حدیث پاک سے واضح ہوا کہ حضور پرنور دانائے غیوب ﷺ کو علم تھا۔ کہ مدینہ

منورہ میں ہی بقیہ زندگی گزاریں گے اور مدینہ منورہ ہی میں آپ کا وصال ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے کفار کی مقتل گاہ کی خبر دی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ھذا مصرع فلان و یضع یدہ علی الارض ھھنا و ھھنا قال فماماط احدھم عن موضع ید رسول اللہ ﷺ

(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۳۱)

ترجمہ : یہ جگہ فلاں کے ڈھیر ہونے کی ہے اور اپنے دست انور کو زمین پر رکھ کر بتایا کہ یہاں یہاں (راوی نے فرمایا) کہ رسول اللہ ﷺ نے جہاں جہاں ہاتھ رکھا کوئی شخص حضور پاک ﷺ کی بتائی ہوئی جگہ سے ادھر اُدھر نہیں گرا۔

یہ حدیث پاک بھی حضور ﷺ کے علم غیب پر بہت بڑی دلیل ہے کہ جنگ سے پہلے ہی آپ نے کافروں کے مقتل گاہ سے آگاہ فرما دیا۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

ان رسول اللّٰہ ﷺ کانا یرینا مصارع اھل بدر بالا مس و یقول ھذا مصرع فلان غدا انشاء اللّٰہ و ھذا مصرع فلان غدا انشاء اللّٰہ و ھذا مصرع فلان غدا انشاء اللّٰہ قال عمر والذی بعثہ بالحق ما اخطاؤھم حدود التی حدھا رسول اللّٰہ ﷺ

(مسلم شریف، ج ۲، ص ۱۰۲)

ترجمہ : (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک دن پہلے ہی جنگ بدر میں مشرکین کی مقتل گاہیں (قتل ہونے کی جگہ) دکھا دیں آپ نے فرمایا کل انشاء اللہ فلاں مشرک یہاں قتل ہوگا۔ اور فلاں مشرک یہاں مرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ جن مقامات کی حضور ﷺ نے نشاندہی فرمائی اس جگہ سے کوئی مشرک آگے پیچھے نہیں ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار کی شہادت کی خبر دی

ایک اور حدیث میں نبی غیب دان ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

ان رسول اللّٰہ ﷺ قال لعمار حین لجفر الخندق فجعل یسمح راسه و یقول بوس ابن سمیة تقتلك الفئة الباغية۔

(مسلم شریف)

ترجمہ: (حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا جس وقت وہ خندق کھودرہے تھے۔آپ ﷺ نے ان کے سر کے اوپر اپنا دست شفقت پھیرتے ہوئے فرمایا کہ ابن سمیہ کی سختی کہ تمہیں ایک باغی گروہ شہید کرے گا۔

آپ نے حضرت طلحہ کی شہادت کی خبر دی

من احب ان ینظر الی شهید بمشی علی وجه الارض فلینظر الی طلحة بن عبد اللّٰه۔

ایک اور حدیث میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ترجمہ: (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) جو شخص کسی شہید کو زمین پر چلتے ہوئے دیکھنا پسند کرتا ہو تو طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔

قبر کے اندر عذاب کو ملاحظہ فرمایا

من النبی ﷺ بحائط من حیطان المدینة او مکة فسمع صوت انسانین یعذبان فی قبور هما فقال النبی ﷺ ما یعذبان فی کبیر ثم قال بلی کان احدهما لا بستتر من بوله و کان الاخر یمشی بالنمیمة۔

(بخاری شریف ج ا ص ۳۵)

ایک اور حدیث میں قبر کے حالات کی خبر دینا کہ فلاں شخص کو قبر میں عذاب ہورہا ہے آپ کے علم کی بہت بڑی دلیل ہے جیسا کہ روایت ہے۔

ترجمہ : حضور ﷺ مدینہ شریف یا مکہ معظمہ کے باغات میں سے کسی باغ میں تشریف لے گئے تو آپ نے دو انسانوں کی آوازیں سنیں جنہیں قبر میں عذاب ہو رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا ان دونوں کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے لیکن یہ عذاب کسی بڑی بات پر نہیں ان میں سے ایک شخص اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کرتا تھا۔

آج رات آندھی آئے گی

جیسا کہ حدیث میں ہے۔

فقال رسول اللّٰه ﷺ ستهب عليكم الليلة ريح شديدة فلا يقم فليها احد منكم فمن كان له بعير فليشد عقاله فهمت ريح شديده فقام رجل فحملته الريح حتىٰ القته بجبلى طى۔

(صحیح مسلم شریف کتاب الفضائل)

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ آج رات سخت آندھی آئے گی تم میں سے کوئی شخص کھڑا نہ ہو۔ جس شخص کے پاس اونٹ ہوں وہ اس کو رسی کیساتھ مضبوطی سے باندھ دے۔ پھر سخت آندھی آئی ایک شخص کھڑا ہوا تو ہوا اس کو اڑا لے گئی اور طئی کے پہاڑوں کے درمیان اس کو گرا دیا

بادشاہ قیصر و کسریٰ اور علم غیب رسول ﷺ

ایک حدیث میں ہے۔

اذا هلك كسر ى فلا كسرى بعده و اذا هلك قيصر فلا قيصر بعده و الذى نفس محمد بيده لتنقن كنوز همافى سبيل اللّٰه

(بخاری شریف ج، ص ۱۱ا)

ترجمہ : (حضور نبی کریم ﷺ غیب کی خبر بتاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں) جب کسری ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسری نہ آئے گا اور جب قیصر ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے ضرور ضرور ان کے خزانے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیے جائیں گے۔

کسریٰ کے خزانے اور علم غیب رسول ﷺ

ایک اور حدیث میں غیب کی خبر ارشاد فرمائی جیسے روایت میں ہے۔

سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول لتقحن عصابۃ من المسلمین کنزال کسر ی الذی فی الا بیض.

(مسلم شریف)

ترجمہ : (جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ ضرور ضرور مسلمانوں کی ایک جماعت کسریٰ کے خزانوں کو کھولے گی جو ابیض مقام میں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کو پیدائش مخلوق سے قیامت تک کا علم ہے

حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

صلی بنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم الفجر و صعد المنبر مخطبنا حتی حضرت الظھر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعدا لمنبر فخطبناحتی غربت الشمس فاخبر نا بما کانا وبما ھوا کائن فاعلمناا حفظنا.

(مسلم شریف جلد ۲، ص ۹۳۰)

ترجمہ : (حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف لے گئے اور ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا حتی کہ ظہر کا وقت آگیا آپ منبر سے اترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ دیا حتی کہ عصر کا وقت ہوگیا پھر نیچے تشریف لائے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے تقریر فرمائی یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا پس آپ نے ہمیں ہر اس بات کی خبر دی جو ہو چکی اور جو ہونے والی ہے تو ہم میں سے سب سے زیادہ جاننے والا وہ شخص ہے جسے آپ کی بتائی ہوئی باتیں زیادہ یاد ہیں۔

تشریح : اس حدیث پاک سے یہ مسئلہ اظہر من الشمس (سورج سے بھی زیادہ روشن) ہوجاتا ہے کہ آپ کو پیدائش مخلوق سے لے کر قیامت تک کے تمام احوال کا علم عطا فرمایا گیا ہے اسی طرح کی ایک اور حدیث کو امام ترمذی اپنی سند سے لکھتے ہیں۔

صلی نا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوما صلاۃ العصر بنھار ثم قام خطیبا فلم یدع شیا یکون الی قیام الساعۃ الااخبر نابہ حفظا من حفظہ و نسیہ من نسیہ۔ (ترمذی شریف ج۲ ص۴۲)

ترجمہ : (حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں عصر کی نماز اول وقت میں پڑھائی پھر آپ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے قیامت تک کی کوئی شئے نہ چھوڑی جس کی ہمیں خبر نہ دی ہو جس نے ان باتوں کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا سو وہ بھول گیا۔

آپ کو قیامت تک کے تمام فتنوں کا علم ہے

ایک حدیث پاک میں ہے۔

واللّٰہ لا ادری انسی اصحابی ام تنا سو واللّٰہ ما ترک رسول اللّٰہ علیہ وسلم من قائد فتنہ الی ان تنقضی الدنیا یبلغ من معہ ثلث مائۃ فصاعدا الا قد سماہ لنا باسمہ و اسم ابیہ و اسم قبیلتہ۔

ترجمہ : (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے) کہ اللہ کی قسم میں نہیں کہہ سکتا کہ میرے ساتھی بھول گئے ہیں یا بھولنے کو ظاہر کرتے ہیں خدا کی قسم دنیا کے ختم ہونے تک جتنے بھی فتنے پیدا ہوں گے جن کے ساتھیوں کی تعداد تین سو سے زائد ہے ان کے نام ان کے باپ کے نام اور ان کے خاندان کے نام سب کچھ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتائے۔

تشریح : سبحان اللہ، معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ تمام فتنہ پردازوں کے نام مع والدین کے نام حتیٰ کہ خاندان کے نام تک کو جانتے ہیں۔

امام مہدی اور علم مصطفیٰ ﷺ

حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی خبر دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

نسیہالمھدی منی اجلی الجبھۃ اقنی الا نف یملا الارض قسطا وعدلا کما ملت ظلما و جورا یملك سبع نین۔

(ابوداؤد شریف، مشکوۃ شریف ص۴۷)

ترجمہ : حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ مجھ سے کشادہ پیشانی اور بلند ناک والے ہوں گے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی اور سات سال حکومت کریں گے۔

قبر کے اندرونی احوال اور علم مصطفیٰ ﷺ

قبر کے حالات بیان فرماتے ہوئے غیب دان رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم و مقدو جبت الشمس فسمع صوتا قال یھود تعذب فی قبورھا۔

ترجمہ : (حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) کہ حضور نبی کریم ﷺ غروب آفتاب کے وقت کہیں باہر تشریف لے گئے تو آپ نے ایک آواز سنی اور فرمایا کہ یہودیوں کو ان کی قبور میں عذاب ہو رہا ہے۔

فتح خیبر اور علم مصطفیٰ ﷺ

لا عطین ھذہ الرایۃ غدار جلا یفتح اللہ علی یدہ۔

جنگ خیبر میں جب خیبر کا قلعہ فتح نہیں ہو رہا تھا تو سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا

ترجمہ : کل کے دن میں یہ جھنڈا ایسے شخص کو عطا کروں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح فرمائے گا۔

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے وہ جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور خیبر کا قلع فتح ہو گیا جس سے ثابت ہوا کہ آپ کو علم تھا کہ کل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے فتح ہو گی جس کی حضور ﷺ نے پہلے ہی خبر دے دی۔

تیرے پیٹ سے خلفاء کا باپ پیدا ہوگا

ایک اور حدیث میں ہے

مرءت بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انک حامل بغلام فاذا ولاتہ فاتینی بہ قالت یا رسول اللہ انی لی ذلک و قد تحالفت قریش ان لا یاتو

النساء قال هواما خبر تك قالت فلما ولدته اتيته فاذن فی اذنه اليمنی و اقام فی اليسری و الهاه من ريقه وسماه عبدالله و قال اذبی بابی الخلفاء فاخبرت المعباس فاته فزكره فقال هو مااخبرتها هذا ابو الخلفاء حتی يكون منهم السفاح حتی يكون منهم المهدی

(دلائل النبوۃ، الدولۃ الملیۃ ص ۱۵۳)

ترجمہ : (حضرت ام الفضل، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ارشاد فرماتی ہیں) میں نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزری تو آپ نے فرمایا بے شک تو حاملہ ہے اور وہ لڑکا ہے جب یہ بچہ پیدا ہو تو تم اسے میرے پاس لے کر آنا۔ آپ (حضرت ام الفضل) نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے حمل کیسے ہوگا کیونکہ قریش کے مردوں نے تو قسمیں کھا رکھی ہیں کہ وہ عورتوں کے قریب ہی نہیں آئیں گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا حقیقت وہی ہے جو میں نے تمہیں فرمائی ہے (ام الفضل فرماتی ہیں) جب بچہ پیدا ہوا تو میں اس کو آپ کی بارگاہ میں لے آئی تو آپ نے بچے کے سیدھے کان میں اذان پڑھی اور الٹے کان میں اقامت ارشاد فرمائی اور اپنا لعاب مبارک بچے کے منہ میں ڈالا اور اس کا نام عبداللہ رکھا اور مجھے فرمایا جاؤ خلفاء کے باپ کو لے جاؤ میں (ام الفضل) نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ واقع بیان کیا تو حضرت عباس، حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ حقیقت ہے کہ یہ بچہ خلفاء کا باپ ہے حتیٰ کہ ان سے سفاح ہوگا اور انہی سے مہدی ہوگا۔

تشریح : اس ترقی یافتہ دور میں آلات کے ذریعے عورت کے پیٹ میں موجود حمل کے بارے میں معلوم ہو جاتا ہے کہ بچہ ہے یا بچی لیکن اتنی ترقی ہونے کے باوجود یہ کوئی بھی نہیں بتا سکتا کہ یہ بچہ خوش بخت ہوگا یا بد بخت، غلام ہوگا یا بادشاہ، لیکن قربان جائیں حضور نبی کریم ﷺ کے علم غیب پر کہ بغیر آلے کے پیٹ کے اندر موجود بچے کے بارے میں بھی آگاہ فرمایا اور ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ یہ خلفاء یعنی بادشاہوں کا باپ ہے اور خوش بخت ہے۔

آپ نے حضرت زید، حضرت جعفر، حضرت ابن رواحہ کی شہادت کی خبر دی

نعی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم زیداو جعفر ا و ابن رواحۃللناس قبل ان یا یتھم خبر ھم فقال اخذ الرایۃ زید فاصیب ثم اخذ جعفر فاصیب اخذابن رواحۃ فاصیب و عیناہ نزدفان حتی اخذ الریۃ سیف من سیوف اللّٰہ یعنی خالد بن الولید حتی فتح اللّٰہ علیھم۔

ترجمہ : حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے ہی ان کے شہید ہونے کی خبر دے دی۔

آپ نے فرمایا حضرت زید نے جھنڈا پکڑا اور وہ شہید ہو گئے پھر حضرت جعفر نے جھنڈا اٹھایا وہ بھی شہید ہو گئے پھر حضرت ابن رواحہ نے جھنڈا سنبھالا وہ بھی شہید کر دیئے گئے اس واقعہ کے دوران آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بھی جاری تھے۔ پھر آپ نے فرمایا اب جھنڈا اس کے پاس ہے جو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے یعنی حضرت خالد بن ولید، حتی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عطا فرمائی۔

تشریح : سینکڑوں میل دور بیٹھ کر جنگ موتہ کے حالات کی خبر دینا یہاں تک کہ ایک ایک سالار کے جھنڈا اٹھانے اور اس کے شہید ہونے کی اطلاع دینا غیب نہیں تو اور کیا ہے۔

غائب الغیوب اللہ تعالیٰ کا دیدار پاک

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک غائب الغیوب ہے لیکن ہمارے حضور دانائے غیوب ﷺ نے اپنے رب کا بھی دیدار کیا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

رایت ربی عزوجل فی احسن صورق قال فیما یختصم الملا الا علی قلت انت اعلم قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فصلمت ما فی السموات و الارض۔

(مشکوٰۃ شریف ص، ۵۴۸، داری)

ترجمہ : (حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں) میں نے اپنے رب تعالیٰ کو احسن صورت میں دیکھا (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) میرے رب نے فرمایا ملا اعلیٰ کے فرشتے

کسی معاملے میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی اے میرے رب تو بہتر جانتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے کندھوں کے درمیان میں رکھا تو مجھے اس کی ٹھنڈک سینے میں محسوس ہوئی جس کی وجہ سے میں نے زمین اور آسمان کی چیزوں کو جان لیا۔

اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے رب کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھ لیا تو اس کے بعد اور کونسا غیب رہ جاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

آپ کو ہر شخص کے جنتی یا جہنمی ہونے کا علم ہے

ایک اور حدیث میں ہے۔

قام علی المنبرفذکرالساعة وذکران بین یدیها اموراعظا ماثم قال ما من رجل احب ان یسال عن ثنی فلیسئل عنه فوالله لا تسئول فی عن الا اخبر تکم مادمت فی مقامی هذا فقارجل فقال این مدخلی قال النار فقام عبدالله من حذافة فقال من ابی قال ابو ک حذافة ثم کثران یقول سلونی سلونی۔ (بخاری شریف، کتاب الاعتصام)

ترجمہ : حضور نبی کریم ﷺ منبر اقدس پر کھڑے ہوئے اور قیامت کا ذکر فرمایا کہ اس قیامت سے قبل عظیم واقعات رونما ہوں گے پھر آپ نے فرمایا جو شخص مجھ سے جو بات پوچھنا چاہے پوچھ سکتا ہے اللہ کی قسم جب تک میں اس منبر پر جلوہ گر ہوں تم ہم سے کچھ نہ پوچھو مگر ہم تمہیں اس کی خبر دے دیں گے۔ (یعنی جو کچھ پوچھو گے ہم اس کی خبر دیں گے) ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی کہ میرا ٹھکانہ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا آگ میں (یعنی جہنم میں)۔ پھر عبداللہ بن حزافہ کھڑے ہوئے اور عرض کی میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ حزافہ ہے پھر آپ ﷺ بار بار ارشاد فرماتے رہے کہ مجھ سے پوچھو مجھ سے پوچھو۔

علم غیب میں طعن کرنا منافقوں کا طریقہ ہے

قال رسول اللّٰہ علیہ السلام عرفت علی امتی فی صورھا فی الطین کما عرفت علی ادم و اعلمت من یومن بی و کن یکفربی فبلغ ذلك المنا فقین قالوا استھزاء زع محمد انه یعلم من یو من به یکفرممن بعد ونحن معه و ما یعر فنا فبلغ ذلك رسول اللّٰہ علیه السلام فقام علی المنبر محمد اللّٰہ و اثنی علیه ثم قال ما بال اقوام طعنوا فی علمی لا تسئلونی عن شئی فیما بینکم وبین الساعة الا انباتکم به۔

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم پر ہماری امت پیش کی گئی اپنی اپنی صورتوں میں مٹی میں جس طرح حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی اور ہمیں بتا دیا گیا ہے کہ کون ہم پر ایمان لائے گا اور کون ہمارا انکار کرے گا یہ بات جب منافقوں تک پہنچی تو وہ بطور استھزاء کہنے لگے کہ محمد ﷺ سمجھتے ہیں کہ انہیں ایمان داروں اور کافروں کی خبر ہے ہم تو ان کے ساتھ ہیں لیکن ہمیں نہیں جانتے جب یہ بات حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچی اور آپ منبر پر تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا کہ ان قوموں کا کیا حال ہوگا جو ہمارے علم میں طعن کرتے ہیں اس وقت سے لے کر قیامت تک کی جس چیز کے بارے میں سوال کرو ہم تمہیں ان کی خبر دیں گے۔

بزرگان دین کے نظریات

علامہ اسماعیل حقی کا نظریہ

و معنی شهادة الرسول عليهم اطلاعه رتبةكل متدين بدينه فهو يعرف ذنوبهم و حقيقة ايمانهم و اعمالهم و حسناتهم و سيناتهم و اخلاصهم و نفاقهم و غير ذالك بنور الحق. (تفسیر روح البیان)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کی مسلمانوں پر گواہی دینے کا مطلب یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ہر دیندار شخص کے دینی مرتبہ کو جانتے ہیں پس آپ ﷺ مسلمانوں کے گناہوں ان کے ایمان کی حقیقتوں اور ان کے اچھے اور برے اعمال کو اور ان کے اخلاص و نفاق اور اس کے علاوہ باتوں کو نور حق کے ذریعے جانتے ہیں۔

يعلم محمد صلى الله عليه وسلم مابين ايدهم من الامور الاوليات قبل الخلائق و ماخلفهم من احوال القيامة وفزع الخلق و غضب الرب

ترجمہ: محمد عربی ﷺ مخلوق کے پہلے کے معاملات اور اس کے بعد کے احوال کو جانتے ہیں اور قیامت کے احوال مخلوق کی گھبراہٹ اور اللہ تعالیٰ کا غضب سب جانتے ہیں۔

صاحب تفسیر نیشاپوری کے نظریات

يعلم محمد صلى الله عليه وسلم ما بين ايد هم من او ليات الامر قبل الخلائق وما خلفهم من احوال القيامة (تفسیر نیشاپوری)

ترجمہ: محمد مصطفی ﷺ مخلوق کے پہلے معاملات اور مخلوق کے بعد احوال قیامت کو بھی جانتے ہیں۔

علامہ خازن کا نظریہ

يعنى ان يطلعهم عليه من علم غيبه دليلا على نبو تهم فلا يظهر على غيب. (تفسیر خازن)

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ انہیں علم پر مطلع فرما دیتا ہے اور وہ انبیاء کرام و رسل علیھم السلام ہیں

تاکہ ان انبیاء ورسل کے علم غیب پر مطلع ہونا نبوت کی دلیل بن جائے۔

صاحب تفسیر بیضاوی کا نظریہ

ولکن اللہ یجتبی لرسالتہ من یشاء فیو حیی اللہ و یخبرہ ببعض کاالعضیبات اونیصب لہ ما ید علیہ۔ (تفسیر بیضاوی)

ترجمہ: اور اللہ تعالی اپنی رسالت کے لئے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے پس اللہ تعالی وحی فرماتا ہے اور بعض غیوب کی خبر دیتا ہے یا ان کے لئے ایسے دلائل پیدا فرمادیتا ہے جو غیب پر ان کی رہبری کرتے ہیں۔

صاحب تفسیر جمل کا نظریہ

والمعنی ولکن اللّٰہ یجتبی ای یصطفی من رسلہ من یشاء فیطلعہ علی الغیب۔ (تفسیر جمل)

ترجمہ: اور معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی اپنے برگزیدہ بندوں میں سے ان کو منتخب فرماتا ہے جو اس کے رسول ہیں پھر ان کو غیب پر مطلع فرماتا ہے۔

صاحب تفسیر کبیر کا نظریہ

فامامعرفۃ ذالک علی سبیل الاعلام من الغیب فھو من خواص الانبیاء۔

ترجمہ: بحرحال غیب پر مطلع ہونا انبیاء کرام کی خصوصیت ہے۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

المعنی لکن اللہ یجتبی ان یصطفے من رسلہ من یشاء فیطلعہ علی الغیب۔

ترجمہ: مطلب یہ کہ اللہ تعالی اپنے رسل میں سے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے پس انہیں غیب پر مطلع فرمادیتا ہے۔

امام قسطلانی کا نظریہ

ولا شك ان الله فه اطلعه از يد من ذلك والقى عليه علم الاولين و الا خرين۔

ترجمہ: کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو اس سے بھی زیادہ پر مطلع فرمایا ہے۔ (جو حدیث میں مذکور ہوا) اور آپ کو تمام اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا ہے۔

امام غزالی کا نظریہ

ان له صفته بها يدرك ماسيكون فى الغيب اما فى البقطة اوفى المنام اذبها يطالع اللوح المحفوظ فيرى ما فيه من الغيب۔

ترجمہ: بے شک حضور نبی کریم ﷺ کے لئے ایک ایسی صفت ہے کہ جس کے سبب آپ آئندہ غیب کی باتیں جان لیتے ہیں چاہے بیداری کی حالت میں یا خواب کی حالت میں کیونکہ اسی صفت کے سبب وہ لوح محفوظ پر مطلع ہیں اور اسی میں غیب کی تمام باتیں ملاحظہ فرما لیتے ہیں۔

قاضی عیاض کا نظریہ

انه عليه السلا م الخلائق لدن ادم انى قيام الساعةفعر فهم كلهم كما علم ادم الا سماء كلها۔

ترجمہ: بے شک حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ السلام پر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کی تمام مخلوق پیش کی گئی پس آپ علیہ السلام نے سب کو پہچان لیا جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو تمام نام سکھائے گئے۔

مزید لکھتے ہیں۔

خص الله تعالى به عليه السلام بالا طلاع على جميع مصالح الدنيا و الذين و مصالح امته وكان فى الامم وما سيكون فى امته من القبر و القطمير وعلى جميع فنون المعارف كا حوال القلب و ا لفرائض والعبادة والحساب۔ (شفاء شریف)

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو مخصوص فرمایا کہ تمام دینی اور دنیاوی مصلحتوں پر مطلع کیا اور اپنی امت کی مصلحتوں اور سابقہ امتوں کے حالات اور اپنی امت کے ادنی واقعہ پر خبردار کیا اور معرفت کے تمام فنون پر مطلع فرمایا مثلاً قلبی احوال، فرائض، عبادت کا علم وغیرہ۔

امام ابن حجر مکی کا نظریہ

لان اللہ تعالی اطلعه علی العالم معلم الاولین والاخرین و ماکان یکون

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام عالم پر مطلع فرمایا پس آپ ﷺ نے اولین وآخرین اور جو کچھ اس میں ہو چکا اور جو ہوگا اسے جان لیا ہے۔

امام بوصیری کا نظریہ

وسع العالمین علما و حلما

فھو بحر لم تعیھا الا عیاء

(قصیدہ بردہ شریف)

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے علم وحلم کے سب عالمین کو گھیر لیا۔ پس آپ ایسے سمندر ہیں کہ جسے گھیرنے والے احاطہ نہ کر سکے۔

عبدالعلی لکھنوی کا نظریہ

علمه علوما ما احتوی علیه العلم الاعلی وما استطاع علی احاطتها اللوح الا وفی یلد الدھر مثلہ من الذل ولم یو لیدالی الا بد فلیس له من فی السموت والارض کفوا احدا۔

(خطبہ حواشی میرزاہد)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم کو ایسے علوم سکھائے جن پر علوم اعلیٰ بھی مشتمل نہیں اور لوح محفوظ اس کا احاطہ بھی نہیں کر سکتا۔ نہ تو حضور ﷺ کی طرح زمانے نے ازل سے کسی کو پیدا کیا اور نہ ہی ابد تک کوئی پیدا ہوگا اور ارض وسموت میں کوئی بھی آپ کا ہمسر نہیں۔

علامہ عسقلانی کا نظریہ

لہ صفۃ بہا یدرک ما سیکون فی الغیب و یطلع بہا مافی اللوح المحفوظ۔ (فتح الباری ج۱۶،ص۲۱)

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ آئندہ کی غیبی باتیں جان لیتے ہیں اور لوح محفوظ کی تمام باتوں پر مطلع ہو جاتے ہیں۔

علامہ زرقانی کا نظریہ

قد تواترت الاخبار و اتفقت معانیہا علی اطلاعہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الغیب۔ (زرقانی علی المواہب ج۔ص۔۱۹۸)

ترجمہ: تحقیق احادیث متواترہ اور ان احادیث کے معانی اس پر متفق ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غیب پر مطلع ہیں۔

حضرت ملا علی قاری کا نظریہ

قال ابن حجر ای جمیع الکائنات التی فی السموت بل وما فوقہا والارض ھی بمعنی الجنس ای جمیع مافی الارضین السبع بل وما تحتہا۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ ج۱،ص۲۶۳)

ترجمہ: علامہ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کائنات کی تمام چیزیں جو آسمان میں ہیں بلکہ اس کے بھی اوپر کی چیزوں کو جان لیا ہے اور زمین جو جنس زمین کے معنی میں ہے یعنی ساتوں زمینوں کی تمام چیزیں بلکہ اس سے بھی نیچے سب جان لی ہیں۔

مزید لکھتے ہیں۔

علمہ علیہ السلام محیط بالکلیات والجزئیات من الکائنات وغیرھا۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد۵،ص۱۶۲)

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ کا علم کائنات اور اس کے علاوہ کی تمام کلیات اور جزئیات کو گھیرے ہوئے ہیں۔

عبدالحق محدث دہلوی کا نظریہ

ایں عبادت است از حصول تمام علوم جزوی وکلی و احاطه آں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۳۳۳)

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ کے قول کا معنی یہ ہے کہ آپ کو تمام جزی اور کلی علوم حاصل ہوئے ہیں اور آپ نے ان تمام کا احاطہ فرمالیا ہے۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

ازمان آدم تا نضخه اولی بروئے علیه السلام منکشف سا ختند تا همه احوال اور اا ز اول و آخر معلوم گرد دو یاران خودرا نیز از بعضے احوال خبر داد۔

(مدارج النبوۃ، ج ۱ ص ۱۴۴)

ترجمہ: زمانہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر صور پھونکنے تک سب حضور علیہ السلام پر ظاہر فرما دیا گیا۔ تاکہ اول سے آخر تک کے تمام احوال آپ کو معلوم ہو جائیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے بعض احوال کی خبر اپنے صحابہ کرام کو بھی دی ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا نظر

رسول علیه السلام مطلع ست به نور نبوت بر دین هر متدین بدین خود که د ر کدام درجه ازیں دین من رسیده ؟و حقیقت ایمان و چیست؟ و حجا بے که بداں از ترقی محبوب مائده است کدام ست؟

(تفسیر عزیزی ج ۱ ص ۶۳۶)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ اپنے نور نبوت سے ہر دیندار کے دین کو جانتے ہیں کہ وہ دین کے کون سے درجے میں ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور کون سا حجاب اس کے ترقی دین میں رکاوٹ ہے۔

صاحب تفسیر حسینی کا نظریہ

آں علم ما کان وما یکون هست که حق سبحانه درشب اسرا بداں حضرت عطا فرمود جا نچه د ر حدیث معراج هست که من در زیر عرش بودم قطره در حلق من ریختنده فعلمت ما کان وما یکون۔

ترجمہ: ماکان اورمایکون کا علم اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات حضور نبی کریم ﷺ کو عطا فرمایا چنانچہ حدیث معراج میں ہے کہ ہم (حضور نبی کریم ﷺ) عرش کے نیچے تھے تو ایک قطرہ ہمارے حلق میں ڈالا گیا پس ہم نے تمام سابقہ اور بعد کے حالات وواقعات جان لئے۔

عبدالحق محدث دہلوی کا نظریہ

فارحتی الایه بتمام علوم ومعارف وحقائق وبشارات واشارات اخبار و آثار و کرامات و کمالات دراحبطه ایں ابهام داخل است وهمه راشامل وکثرت و عظمت اوست که مبهم آورد و بیان نه کرد اشارات با نکه جز علم علام الغیوب ورسول محبو به آں محیط نتواند شد۔

(مدارج النبوت)

ترجمہ: معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو جو تمام علوم اور معارف وحقائق وبشارتیں اور اشارے اور اخبار وآثار اور کرامات وکمالات وحی فرمائے وہ اس ابہام (جو آیت میں ہے) میں داخل ہیں اور تمام کو شامل ہیں ان کی کثرت اور عظمت کیوجہ سے انہیں ابہام کے طور پر ذکر فرمایا اس کی وضاحت نہیں کی۔

حقیقت میں یہ اس طرف اشارہ ہے کہ ان تمام علوم کا علم علام الغیوب اور رسول اللہ ﷺ کے بغیر کوئی احاطہ نہیں کرسکتا۔

اکابرین دیوبند کے نظریات

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا نظریہ

لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء واولیاء کونہیں ہوتا میں کہتا ہوں اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت وادراک غیبیات کا (غیب اشیاء کا جاننا) ان کو ہوتا ہے۔

(شمائم امدادیہ ص۱۱۰، اولمشتاق ص۷۶)

شبیر احمد عثمانی کا نظریہ

پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے یا اللہ تعالی کے اسماء و صفات سے یا احکام شرعیہ سے یا مذہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنت و دوزخ کے احوال سے یا واقعات بعد الموت سے اور چیزوں کے بتلانے میں ذرا بخل نہیں کرتا۔

(حاشیہ قرآن ص۵۹)

قاسم نانوتوی کا نظریہ

علوم اولین اور ہیں اور علوم آخرین اور لیکن وہ سب علوم رسول اللہ میں مجتمع ہیں

(تحذیر الناس ص۶)

فیوض قاسمیہ میں لکھتے ہیں۔

خداوند کریم نے اپنے سب کمالوں سے حصہ کامل آپ کو عنایت فرمایا تھا۔ من جملہ کمالات علم جو اول درجہ کا کمال ہے اپنے ہی علم میں سے آپ کو مرحمت کیا۔

(فیوض قاسمیہ ص۴۲)

اشرف علی تھانوی کا نظریہ

علم غیب جو بلا واسطہ ہو وہ تو خاص ہے حق تعالی کے ساتھ اور جو بواسطہ ہو وہ مخلوق کے لئے ہوسکتا ہے۔

(بسط البنان ص۲)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں

شریعت میں وارد ہوتا ہے کہ رسل و اولیاء غیب اور آئندہ کی خبر دیا کرتے ہیں۔

(تکمیل الیقین ص ۱۳۵)

قاری محمد طیب کا نظریہ

خلاصہ یہ کہ جیسے علم غیب اللہ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے جس میں کوئی غیر اللہ شریک نہیں ایسے ہی اللہ کی جانب سے غیب پر مطلع ہونا رسولوں کے ساتھ مخصوص ہے جس میں کوئی غیر رسول شریک نہیں اللہ تعالی نے فرمایا ہم نے رسول کو غیب پر مطلع کر دیا ہے۔

(علم غیب ص ۴۴۔ ۳۵۶)

مرتضی حسن در بھنگی کا نظریہ

حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کو غیب بعطائے الٰہی حاصل ہے۔

(توضیح البیان ص ۱۴)

تشریح: دیوبندیوں کے پیشوا اور معتبر علماء کے حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو علم غیب ہے اور بعطائے الٰہی آپ کو جنت و دوزخ، قیامت، قبر و حشر اور دیناوی حالات کا علم عطا کیا گیا ہے اور الحمد اللہ اہل سنت کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالی کی عطا سے ہی علم غیب پر مطلع کیا گیا ہے اور آپ کا یہ علم نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔

اعتراضات کے جوابات

علم غیب کے بارے میں بعض معترضین اس کا انکار کرتے ہیں اور مختلف قسم کے دلائل سے نفی علم غیب ثابت کرتے ہیں چنانچہ ان کے اعتراضات اور ہماری طرف سے ان کے جوابات دیئے جاتے ہیں۔

اعتراض: ولو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر وما مسنی السوء۔

(پارہ ۹، سورہ اعتراف، آیت ۱۸۸)

ترجمہ: اور اگر میں غیب کی بات جان سکتا تو پھر بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھے کبھی تکلیف

نہ پہنچی۔

اس آیت میں بھی علم غیب کی نفی ہے اور ساتھ آپ نے یہ بھی وضاحت فرمادی کہ اگر مجھے علم غیب ہوتا تو آنے والے نقصان کو جان لینے کے بعد میں اس سے محفوظ رہ سکتا لہذا ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو علم غیب نہیں۔

اعتراض : قرآن میں اللہ کا فرمان ہے۔

قل لا اقول لکم عندی خزائن اللّٰہ ولا اعلم الغیب۔

(پارہ۱۲،سورہ ھود،آیت ۳۱)

ترجمہ : اور میں تمہیں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب دان ہوں۔

اس آیت کریمہ میں بھی رسول اللہ ﷺ علم غیب کی نفی فرما رہے ہیں کہ میں علم غیب کا دعوی نہیں کرتا پھر تم کیوں رسول اللہ ﷺ کے لئے علم غیب ثابت کرتے ہو۔

جواب : ان آیات کے مفسرین کرام نے کئی جوابات دیئے ہیں۔

۱) اس آیت کریمہ میں علم غیب ذاتی کی نفی ہے کیونکہ علم غیب ذاتی فقط اللہ تعالی کی صفت ہے اور علم غیب عطائی حضور نبی کریم ﷺ کو حاصل ہے جیسا کہ سابقہ آیات مبارکہ اور احادیث کثیرہ سے ثابت ہے۔

۲) دوسرا جواب یہ کہ یہاں تواضع وانکساری اور عاجزی کا مظاہرہ فرماتے ہوئے اپنے علم غیب کی نفی فرمائی ورنہ پچھلی آیات اور احادیث میں حضور علیہ السلام نے خود علم غیب کا دعوی فرمایا ہے پھر اس کا جواب کیا ہوگا؟ لہذا ماننا پڑے گا کہ یہ کلام تواضع وانکساری پر مبنی ہے۔

۳) تیسرا جواب یہ ہے کہ کل علم غیب کی نفی مراد ہے یعنی اللہ تعالی کے برابر یا اس سے بڑھ کر علم غیب کی نفی کی ہے۔ لہذا یہ آیت مطلقا علم غیب کی نفی نہیں کرتی۔

سوال : وعند مفا تح الغیب لا یعلمها الا هو۔

(پارہ۷،سورہ انعام،آیت ۵۹)

ترجمہ : اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ غیب کا علم فقط اللہ تعالی کے پاس ہے غیر اللہ کے لئے علم غیب ثابت

کرنا شرک ہے۔

جواب: اس آیت کریمہ کا مطلب ہے کہ تمام معلومات الٰہیہ کا علم کسی کے پاس نہیں اور یہ ہمارا بھی عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا علم غیب اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے قطرہ برابر بھی نہیں حضور ﷺ کا علم غیب دیگر مخلوقات سے زیادہ ہے لیکن تمام معلومات الٰہیہ کا علم آپ کو نہیں اور اللہ تعالیٰ کے عطا کئے بغیر کوئی شخص چاہے نبی ہو یا ولی ایک نقطہ تک نہیں جان سکتا۔ لہذا اس آیت سے بھی رسول اللہ ﷺ کے مطلقاً علم غیب کی نفی مراد لینا درست نہیں۔

سوال: قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ۔

قل لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون ایان یبعثون۔ (پارہ ۲۰، سورہ نمل، آیت ۶۵)

ترجمہ: کہہ دے اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا اور انہیں اس کی بھی خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

سوال: قرآن پاک میں انبیائے کرام خود اپنے علم غیب کی نفی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یوم یجمع اللہ الرسول فیقول ماذا جبتم قالوا لا علم لنا انک انت علامہ الغیوب۔ (پارہ ۷ سورہ آیت ۱۰۹)

ترجمہ: جس دن اللہ سب پیغمبروں کو جمع کرے گا پھر کہے گا تمہیں کیا جواب دیا گیا تھا وہ کہیں گے ہمیں کچھ خبر نہیں تو ہی چھپی باتوں کو جاننے والا ہے۔

اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ انبیائے کرام کو علم غیب نہ تھا۔

جواب: یہاں علم غیب کی نفی سے مقصود اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں عاجزی اور ادب کا مظاہرہ کرنا ہے یعنی اے مالک و مولا تیرے علم کے مقابلے میں ہمارا علم کچھ بھی نہیں جیسے کوئی بزرگ کسی ماتحت سے سوال کرے تو ماتحت بطور عاجزی کہتا ہے کہ حضور آپ کے سامنے میری کیا حیثیت ہے یعنی میرا علم آپکے علم کے سامنے کیا حیثیت رکھتا ہے۔

سوال: وما ادری ما یفعل لی ولا یکم۔

ترجمہ: اور نہیں جانتا میں کہ کیا کیا جائے گا میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ

اس آیت میں رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھ اور دوسرے لوگوں کے ساتھ پیش آنے والے حالات

کی نفی کرر ہے ہیں جس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کو علم غیب نہیں۔

جواب: اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنے قیاس واندازہ سے کچھ نہیں جانتا کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا یعنی میں جو بھی خبر دیتا ہوں وحی کے ذریعے دیتا ہوں اور یہ تو ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو جو علم حاصل ہوا وہ اللہ تعالی کے بتانے یعنی وحی کے ذریعے حاصل ہوا۔

ورنہ سابقہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ مجھ سے پوچھو میں تمہیں سب کچھ بتادوں گا یہاں تک کہ جنتیوں اور جہنمیوں کی خبریں بھی دیں اور اپنی حیات ظاہری میں کئی صحابہ کرام کو جنت کی بشارتیں ارشاد فرمائیں اور جہنمیوں کے نام بھی بتائے۔

سوال: لاتعلم نحن تعلمهم۔

(پارہ ۱۱، سورہ توبہ، آیت ۱۰۱)

تم انہیں نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالی خود رسول اللہ ﷺ کے علم کی نفی فرمارہے ہیں۔

جواب: صاحب تفسیر جمل اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں جسے مفتی احمد یار خان نعیمی نے نقل فرمایا۔

فان قلت کیف نفسی عنه علم بحال المنافقین واثبته فی قوله تعالی و لتعر فنهم فی نحن القول فا لجواب ان آیة النفی نزلت قبل آیة الاثبات۔

ترجمہ: اگر تم کہو کہ حضور علیہ السلام کے منافقین کا حال جاننے کی نفی کیوں کی گئی حالانکہ آیت و تعرفنهم فی لحه القول میں اس کے جاننے کا ثبوت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ (علم غیب کی) نفی کی آیت (علم غیب کے) ثبوت کی آیت سے پہلے اتری ہے۔

اسی جمل میں زیر آیت

و لتعر فنهم لحن القول هے فکان بعد ذالك لا یتکلم منافق عند النبی علیه السلا م الا عرفه و یستول علی فساد با طنه و نفاقه۔

ترجمہ: اس آیت و لتعر فنهم فی لحن القول ۔ کے بعد کوئی بھی منافق حضور علیہ السلام کی حرفت میں کلام نہ کرتا تھا۔ مگر حضور علیہ السلام ان کو پہچان لیتے تھے اور اس کے فساد باطن

اور نفاق پر دلیل پکڑے تھے۔ مطلب یہ ہوا کہ سوال میں مذکورہ بالا آیت میں منافقین کے حالات کے بارے میں علم رکھنے کی نفی کی گئی ہے لیکن بعد میں یہ آیت اتری و لتعرفنھم فی لحن القول اور اس میں منافقین کے احوال کو جاننے یعنی علم غیب کا ثبوت ہے نفی والی آیت پہلے اتری اور ثبات والی آیت بعد میں لہذا پہلی نفی والی آیت منسوخ ہوگئی۔

سوال: رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھائی اور قمیض بھی عطا کی حالانکہ وہ منافق تھا اگر آپ کو اس کے منافقانہ پن کا علم ہوتا تو اس کی نماز جنازہ کیوں پڑھتے۔

جواب: ایک جنگ میں حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی قمیض پھٹ گئی تھی عبداللہ بن ابی کی قمیض کے علاوہ کسی کی قمیض ان کی ناپ کی نہ تھی تو عبداللہ بن ابی کی قمیض حضرت عباس کو پہنائی گئی جس کا بدلہ اتارنے کے لئے حضور علیہ السلام نے اسے اپنی قمیض عطا فرمائی۔

اور نماز جنازہ پڑھنے کی وجہ یہ تھی کہ عبداللہ بن ابی کا بیٹا جو کہ نیک مسلمان تھا حضور علیہ السلام اس کی دلجوئی اور اس کی قوم کی تالیف قلوب (یعنی کسی کا دل اپنی طرف مائل کرنے کے لئے کوئی ایسا فعل کرنا کہ سامنے والا اس کی راہ چلے) چاہتے تھے تا کہ عبداللہ بن ابی کی قوم حضور علیہ السلام کے اس فعل سے متاثر ہو کر مسلمان ہو جائے جس کا اظہار خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اور آپ کے اسی فعل سے عبداللہ بن ابی کی قوم کے ایک ہزار لوگ ایمان بھی لے آئے۔

لہذا ثابت ہوا کہ حضور نبی کریم عبداللہ بن ابی کے منافقانہ پن کے بارے میں جانتے تھے فقط مصلحت کی بناء پر نماز جنازہ پڑھائی۔

سوال: یسئلونك عن مالساعة ایان مرسھا فیم انت من ذکر ھاالی ربك منتھا۔ (پارہ ۳۰، سورہ النزعت، آیت ۴۴،۴۳،۴۲)

ترجمہ: آپ سے قیامت کی بات پوچھتے ہیں کہ اس کا قیام کب ہوگا؟ آپ کو اس کے ذکر سے کیا واسطہ اس کے علم کی انتہاء آپ کے رب ہی کی طرف ہے۔

ایک اور جگہ ہے۔

یسئلونك کانك حفی عنھا قل انما علمھا عنداللہ ولکن اکثر الناس الا یعلمون۔ (پارہ ۹، سورہ اعراف، آیت ۱۸۷)

ترجمہ : تجھ سے پوچھتے ہیں گویا کہ تو اس کی تلاش میں نکلا ہوا ہے کہ وہ اس کی خبر خاص اللہ ہی کے ہاں ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

ایک اور آیت میں ہے۔

یسئلك الناس عن الساعة قل انما علمها عند اللّٰه وما یدرك اصل الساعة یك (پارہ۲۲،سورہ احزاب،آیت ۶۳)

ترجمہ : آپ سے لوگ قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہہ دو کہ اس کا علم نہیں ہے کہ کب ہوگی؟ تم رسول اللہ ﷺ کے لئے قیامت کا علم کیوں مانتے ہوں؟

جواب : پہلا جواب یہ ہے کہ یہ آیت حضور علیہ السلام کو قیامت کا علم عطا فرمانے سے پہلے کی ہے کیونکہ کثیر احادیث صحیحہ سے علم قیامت ثابت ہے اور آپ نے قیامت کی نشانیاں اور اس کا دن بھی بتا دیا جیسا کہ پیچھے احادیث میں مذکور ہوا اور ہم نے شروع کتاب میں اپنا عقیدہ بیان کیا تھا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو تدریجا (یعنی آہستہ آہستہ) علم غیب عطا ہوتا رہا اور آخری آیت نازل ہونے کے دوران آپ کا علم مکمل ہو گیا۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ پہلی آیت میں قیامت کے بارے میں سوال کرنے والوں کو جواب دینے سے روکا گیا ہے کیونکہ یہ ایک مخفی معاملہ ہے اور لوگوں پر اس کا ظاہر کرنا مشیت ایزدی کے خلاف ہے۔

تنبیھہ: یاد رہے کہ جن احادیث مبارکہ میں حضور نبی کریم ﷺ نے علم غیب کی نفی فرمائی اس کی وجہ علم غیب ذاتی کی نفی ہے یا یہ بتانا مقصود تھا کہ میرا علم اللہ تعالی کے علم کے برابر یا زیادہ نہیں مطلقا علم غیب کی نفی نہیں کی۔

اور جن احادیث میں سوال کے دوران آپ نے خاموشی اختیار فرمائی تو اس کی وجہ بھی یہ تھی کہ اس بات کا ظاہر کرنا درست نہیں تھا یا کسی اور مصلحت کی بناء پر آپ خاموش رہے۔

اور تیسری بات یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ کو تدریجاً یعنی یعنی آہستہ آہستہ علم غیب عطا ہوا۔ جس وقت قرآن کی آخری آیت نازل ہوئی آپ کا علم مکمل ہو گیا یعنی آپ کو ماکان ومایکون (جو کچھ ہوا اور جو کچھ قیامت تک ہوگا) کا علم عطا کیا گیا۔

لہذا تمام اعتراضات خود بخود رفع ہو جاتے ہیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

عقیدۂ اہلسنت والجماعت

نور کے بارے میں عقیدۂ اہلسنت بیان کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حقیقۃً ازلی ابدی ذاتی نور ہے کہ خود ظاہر ہے جسے اس نے ظاہر فرمادیا وہ ظاہر ہوگیا باقی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا قرآن شریف یا اسلام یا فرشتے عطائی طور پر رب کے بنانے سے نور ہیں کہ اسی نے انہیں نور بنایا یہ نور بن گئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ربّ کا نور ہونے کے نہ تو یہ معنی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خدا کے نور کا ٹکڑا ہیں نہ یہ کہ ربّ کا نور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور کا مادہ ہے نہ یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خدا کی طرح ازلی ابدی ذاتی نور ہیں نہ یہ کہ ربّ تعالیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں سرایت کر گیا ہے تا کہ شرک وکفر لازم آئے۔

بلکہ صرف یہ معنی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بلا واسطہ ربّ عزوجل سے فیض حاصل کرنے والے ہیں اور تمام مخلوق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے ربّ عزوجل سے فیض لینے والی ہے۔ جیسے ایک چراغ سے دوسرا چراغ جلا کر پھر دوسرے چراغ سے ہزاروں چراغ لگالو باریک شیشہ سورج کے سامنے رکھو کہ وہ چمک جاوے پھر اسے ان شیشوں کی طرف کر دو جو تاریک کوٹھری میں ہیں تو اس کے عکس سے تمام شیشے جگمگا جاویں گے ظاہر ہے کہ پہلے شیشے میں نہ تو سورج اتر کر آ گیا نہ اسکا ٹکڑا کٹ کر شیشہ میں سما گیا بلکہ صرف یہ ہوا کہ پہلے شیشے نے بلا واسطہ سورج سے روشنی حاصل کی اور باقی تمام نے اس شیشہ سے کہ اگر یہ پہلا شیشہ درمیان میں نہ ہوتو ساری کوٹھری والے شیشے تاریک اور اندھیرے رہ جائیں۔

نور کی تعریف

نور کی اقسام

نور کی دو قسمیں ہیں ۱۔ مادی یعنی حسّی ۲۔ معنوی

۱۔ **مادی یا حسّی:** جیسے چاند، سورج اور تارے کہ ان میں جو روشن کیفیت ہوتی ہے اسے نور کہتے ہیں اور یہ نور محسوس کیا جاتا ہے۔

بعض مواقع پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حسّی نور کا بھی ظہور ہوا ہے جیسے احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کوئی قول ارشاد فرماتے تو آپ ﷺ کے دندان مبارک سے نور نکلتا دکھائی دیتا۔

جیسا کہ حضرت ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے

قال ابن عبّاس کان اذا تکلم رائی کا لنور یخرج منا ثنایا

(ترمذی شریف)

ترجمہ: حضرت ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کے دو دانتوں میں خلاء تھا جب آپ کوئی کلام ارشاد فرماتے تو ان دونوں دانتوں کے درمیان نور کی طرح نکلتا دکھائی دیتا اسی طرح بخاری شریف کی حدیث میں ہے۔

اللّٰھم اجعل فی قلبی نورا و فی بصری نورا وفی سمعی نور اوعن یمینی نور اوعن یساری نورا و فوقی نورا وتحتی نورا وامامی نورا و خلفی نورا و اجعل لی نورا

(بخاری ومسلم)

ترجمہ: اے اللہ میرے قلب میں نور کردے میری آنکھوں میں نور کردے میری سماعت میں نور کردے میرے دائیں نور کردے میرے بائیں نور کردے میرے اوپر نور کردے میرے نیچے نور کردے میرے آگے نور کردے میرے پیچھے نور کردے اور مجھے سراپا نور کردے۔

تشریح: شارحین فرماتے ہیں کہ یہاں نور سے مراد نورِ حسّی ہے جسکی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی۔

۲۔معنوی: یعنی وہ صفت کہ جسکے ذریعے جہالت وگمراہی کی تاریکیوں کو دور کیا جائے یہی وجہ ہے کہ علم کو بھی نور کہتے ہیں اور یہ نور محسوس نہیں کیا جا سکتا۔اسی طرح قرآن، دین اسلام بھی نور ہے اور یہ نور معنوی ہے۔

قرآن سے نور کا ثبوت

تمہارے پاس اللہ کا نور آیا

قد جاء کم من اللّٰہ نور و کتاب مبین۔ (پارہ ۶ سورۂ مائدہ آیت ۱۵)

ترجمہ کنزالایمان: بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

تشریح: اس آیت کریمہ میں نور سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ ہے جیسا کہ مفسرین کرام نے بیان فرمایا اور کتاب مبین سے قرآن مجید مراد ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور طاق میں رکھے ہوئے چراغ کی مثل ہے

مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھما مصباح المصباح کا لزجاجۃ و الزجاجۃ کا نّھا کو کب درّیّ۔ (پارہ ۱۸ سورۂ نور آیت ۳۵)

ترجمہ کنزالایمان: اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے۔

تشریح: اس آیت میں بھی نور سے مراد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں کیونکہ آیت میں نور کی مثال دی جا رہی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی مثل کوئی چیز نہیں لہٰذا ماننا پڑے گا کہ یہاں نور سے مراد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔

ہم نے آپکو چمکنے والا سورج بنا کر بھیجا

یا ایّھاالنّبی انّا ارسلنٰك شاھداوّ مبشّرا و نذیرا و داعیاالی اللّٰہ باذنہٖ و سراجا منیرا (پارہ ۲۲ سورہ احزاب آیت ۴۶)

ترجمہ کنزالایمان: اے غیب کی خبر بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر د ناظر اور خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اسکے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

تشریح: اس آیت کریمہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سراجاً منیرا یعنی چمکنے والا سورج کہا یعنی جسطرح سورج اپنے نور سے پورے عالم کو روشن کیے ہوئے ہے اسی طرح حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام بھی اپنے نور سے تمام جہانوں کو منور کیے ہوئے ہیں اور جسطرح چاند،

تارے سورج سے روشنی حاصل کر رہے ہیں اسی طرح تمام عالم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے اپنے آپ کو روشن کیے ہوئے ہے۔

رسول اللہ ﷺ اللہ کا نور ہیں

یریدون لیطفئوا نوراللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متمّ نورہٖ ولو کرہ الکافرون۔

(پارہ ۲۸ سورہ صف آیت ۸)

ترجمہ کنز الایمان : چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھادیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑے برا مانیں کافر۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یریدون ان یطفئوا نوراللّٰہ بافواھم ویابی اللّٰہ الّا ان یتمّ نورہ

(پارہ ۱۰ سورہ توبہ آیت ۳۲)

ترجمہ کنز الایمان : چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھادیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا پڑے برا مانیں کافر۔

تشریح : ان دو آیاتِ مبارکہ میں بھی نور سے مراد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں کیونکہ کفار نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ختم کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا طرح طرح کے منصوبے بنائے ہجرت کی رات آپ ﷺ کو ختم کرنے کا فیصلہ کن حملہ کرنے کیلئے آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر ہر قدم پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حفاظت فرمائی اور آپ ﷺ کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

احادیث سے نورانیّت مصطفی ﷺ کا ثبوت

اللہ عزوجل نے سب سے پہلے آپ ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا

قال قلت یا رسول اللّٰہ بابی انت وامی اخبرنی عن اول شئی خلقه اللّٰہ قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللّٰہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نوره فجعل ذالك النور یدور بالقدرة حیث شاء اللّٰہ تعالیٰ ولم یکن فی ذالك الوقت لوح ولا قلم ولا جنة ولا نار ولا ملك ولا سماء ولا شمس ولا قمر ولا جنی و لا انس فلما اراداللّٰہ تعالیٰ ان یخلق الخلق قسم ذالك النور اربعة اجزاء فخلف من الجزء الاوّل القلم و من الثانی اللوح و من الثالث العرش ثم قسم الجزالربع اربعة الجزاء (المصنف)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں مجھے خبر دیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے کس شے کو پیدا فرمایا؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی ﷺ کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا پھر یہ نور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے جہاں چاہتا گھومتا تھا اور اسوقت نہ لوح تھی اور نہ قلم نہ جنت تھی اور نہ دوزخ نہ فرشتے تھے اور نہ آسمان نہ سورج تھا اور نہ چاند نہ جن تھے اور نہ انسان پس جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ مخلوق کو پیدا فرمائے تو اس نے اس نور کے چار حصّے کیے پس پہلے حصہ سے قلم دوسرے سے لوح تیسرے سے عرش اور چوتھے کو پھر چار حصّوں میں تقسیم کیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے سوئی مل گئی

ورد فی حدیث عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها کانت مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وآلہٖ وسلم علی فراشه فی لیلة مظلمة فسقط من یدها ابرة الی الارض فکشفت عن وجه رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم

فوجد تها بنور جبينه فرفعتها۔ (جواہر البحار ج ۴ ص ۲۴۶)

ترجمہ : وارد ہوا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں کہ بیشک ایک دفعہ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ آپ ﷺ کے بستر پر تھیں رات اندھیری تھی تو اچانک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ سے سوئی زمین پر گر پڑی پس وہ سوئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ انور سے ظاہر ہوگئی پس حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشانی کے نور سے اس سوئی کو پالیا۔

آپ ﷺ کا نور سورج کی روشنی پر غالب آجاتا

عن ابن عبّاس قال لم يكن لرسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ظل ولم يقم مع شمس قطّ الّا غلب فئوه منورالشمس ولم يقم مع سراج قطّ الّا غلب سوء ه منثو السراج. (جمع الوسائل ج ۱ ص ۱۷۶)(الوفا باحوال المصطفیٰ ص ۴۰۷)

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا سایہ نہیں تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جب سورج کی روشنی میں کھڑے ہوتے آپ ﷺ کا نور سورج کی روشنی پر غالب آجاتا اور جب چاند کی روشنی میں کھڑے ہوتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور چاند کی روشنی پر غالب آجاتا۔

رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور چاند کیطرح چمکتا تھا

قال حججت حجّة الوداع فدخلت دارا بمكّة فراء يت فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم و جهه كدائرة القمر

(بیہقی شریف)

ترجمہ : حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حجۃ الوداع میں شریک تھا پس میں مکّہ کے ایک گھر میں داخل ہوا تو میں نے اس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا اس حال میں کہ آپ ﷺ کا چہرۂ انور چاند کے دائرہ کی طرح چمک رہا تھا۔

كان احسن الناس و جهاوانورهم لو نا لم يعغه واصف قط الاشبه و جهه بالقمر ليلة البدر و يقول هوا حسن فى الحيننا من القمر ازهر اللون

نیرا لوجہ یتلا لاء تلالئو القمر۔ (خصائص کبریٰ ج۱ص ۶۷) (دلائل النبوۃ ج۱۔ص ۳۰۰)

ترجمہ: (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں) کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرہ انور تمام لوگوں میں سے زیادہ خوبصورت اور آپ ﷺ کا رنگ سب سے زیادہ چمکدار تھا جو شخص بھی آپ ﷺ کے حسن و جمال کو بیان کرتا تو چودھویں کے چاند سے مشابہت دیتا اور وہ شخص کہتا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم چاند سے بھی زیادہ حسین وخوبصورت ہیں آپ ﷺ کی رنگت چمکدار اور چہرہ انور نورانی ہے اور آپ ﷺ کا چہرہ چاند کی طرح چمکتا ہے

حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی طرح روشن چہرہ کسی کا نہیں

قال ابن عمر مارایت احدا اجود ولا اشجع ولا اضوأ من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم (سنن داری ج۱ص ۳۳)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں نے آج تک کسی کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرح سخی، بہادر اور نورانی چہرے والا نہیں دیکھا۔

رسول اللہ ﷺ اندھیرے میں بھی اسی طرح دیکھتے جسطرح اُجالے میں دیکھتے

عن ابن عبّاس قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یری باللیل فی الظلمۃ کما یُری بالنہار من الضوء

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اندھیری رات میں بھی اسی طرح دیکھتے جسطرح دن کے اُجالے میں دیکھتے تھے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور سورج پر غالب رہتا

عن ابن عبّاس لمم یکن لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ظل و لم یقم مع شمس قط الا غلب ضئو ہ ضئو الشمس ولم یقم مع سراج قط الاغلب ضئو ہ علی ضئو السراج۔ (الوفا ص ۴۰۷)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم کا نور سورج کے نور پر غالب آجاتا اور اسی طرح جب بھی چراغ کے سامنے کھڑے ہوتے تو چراغ پر آپ ﷺ کا نور غالب آجاتا۔

نورانیّت کے بارے بزرگانِ دین رحمہم اللہ کے عقائد

امام فخر الدّین رازی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا عقیدہ

وفیہ اقوال (الاول) انّ المراد بالنور محمد و بالکتاب القرآن و الثانی انّ المراد بالنور الاسلام و بالکتاب القرآن الثالث النور و الکتاب ھوا لقرآن وھذا ضعیف لا نّ العطف یو جب المضائرۃ

(تفسیر کبیر)

ترجمہ: اور اس آیت (قد جا کم من اللّٰہ نور وکتاب مبین) میں چند اقوال ہیں پہلا قول یہ ہے کہ بے شک نور سے مراد محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ہیں اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے دوسرا قول ہے کہ نور سے مراد اسلام ہے اور کتاب سے قرآن کریم ہے تیسرا قول یہ ہے کہ نور اور کتاب دونوں سے قرآن مجید مراد ہے اور یہ (یعنی آخری قول) ضعیف ہے اس لیے کہ عطف مغائرت کو واجب کرتا ہے۔

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

انّ الملائکۃ امروابا سجود لادم لاجل انّ نور محمد علیہ السلام جی جہۃ ادم۔

(تفسیر کبیر ج ۲ ص ۳۰۲)

ترجمہ: بیشک ملائکہ علیہم السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں اسکی وجہ یہ تھی کہ نورِ محمدی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا۔

ملّا علی قاری کا عقیدہ

"(قد جا کم من اللہ نور) ای نظہور الحق والبطال الباطل و اطلق علیه الصلوٰۃ والسلام لانّه یھتدی بہ من الظلمات الی النّور

(شرح شفاء ج۱ص۴۲)

ترجمہ: (تحقیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور آیا) یعنی حق کو ظاہر کرنے اور باطل کو مٹانے کیلئے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیلئے نور کا اطلاق اس وجہ سے کیا گیا کہ آپ علیہ السلام کے سبب اندھیروں میں نور کی طرف راہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ایک اور جگہ لکھتے ہیں

والحاصل ان نور محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم انتقل من البائه الکرام الیٰ ان ظھر ظھورا بینا فی ظھر ابراھیم علیه الصلوٰۃ والسلام۔

(شرح شفاء ج۱ص۱۴)

ترجمہ: اور حاصل کلام یہ ہے کہ بیشک نورِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے اباء کرام سے منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت اطہر میں خوب ظاہر ہوا۔

علامہ آلوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

و لا یبعدان یراد بالنور و الکتاب المبین النّبی صلی اللّٰہ علیه وسلم والعطف علیه کا لعطف علی ماقالۂ الجبائی ولا شك فی صحة اطلاق کل علیه علیه الصلوٰۃ والسلام ۔ (روح المعانی ج۶ص۸۷)

ترجمہ: اور یہ بات بعید نہیں کہ نور اور کتاب مبین دونوں سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مراد لیے جائیں اگر جبائی (علم نحو کے امام) کے عطف کی طرح عطف (یعنی عطفِ تفسیری) مراد لیا جائے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ پر نور اور کتاب دونوں کا اطلاق کیا جائے تو بالکل صحیح ہے۔

ایک جگہ لکھتے ہیں

(قد جا کم من اللہ نور)عظیم و ھونور الانوار والنّبی المختار صلی اللّٰہ علیه وسلم (روح المعانی)

ترجمہ: (تحقیق اللہ کی طرف سے نور آیا) یعنی عظیم نور۔ اور وہ یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نوروں کا نور ہیں اور نبی مختار ﷺ ہیں اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی مذہب ہے اور امام زجاج نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

علامہ خازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

(قد جاکم من اللّٰہ نور) یعنی محمد صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم انما سماا للّٰہ نورا لا نّہ یھتدی بہٖ کما یھتدی بالنور فی الظلام

(تفسیر خازن)

ترجمہ: تحقیق اللہ تعالیٰ کیطرف سے تمہارے پاس نور آیا یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم آئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نور اس لیے کہا کہ آپ ﷺ کے ذریعے ہدایت حاصل ہوتی ہے جسطرح اندھیرے میں روشنی کے سبب راہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

علامہ نسفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

والنور محمد علیہ السلام لانّہ یھتدی بہ کما سمی سراجا

(التنزیل)

ترجمہ: نور سے مراد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔
کیونکہ آپ ﷺ کے سبب ہدایت حاصل ہوتی ہے جیسا کہ آپ ﷺ کو سراجاً (روشن چراغ) بھی کہا گیا ہے۔

ملا علی قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

قال ابن حجر اختلف الروایات فی اوّل المخلوقات و حاصلھا کما ینتھا فی شرحح شمائل الترمذی ان اولھا النّور الذی خلق منہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ثم الماء ثمہ العرش۔ (مرقاۃ ج ا ص ۱۴۶)

ترجمہ: امام ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اوّل مخلوقات کے بارے میں روایات مختلف ہیں اور حاصل کلام وہی ہے جیسا کہ شمائل ترمذی کی شرح میں بیان ہوا ہے کہ بے شک

مخلوقات میں سے سب سے پہلے وہی نور جس سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیدا کیا گیا اسکے بعد پانی اور پھر عرش کو (پیدا فرمایا)۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ

قدجاء کم من اللّٰہ نور ھو نورا لنّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

(تفسیر جلالین)

ترجمہ : تحقیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور آیا اور اس نور سے مراد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔

علامہ صاوی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ

وسمی نورا الا نّہ بنور البصائر ویھد یھا للرشاد و لا نّہ اصل کا ل نورحسی و مصنوی۔

(صاوی شریف)

ترجمہ: اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو نور سے موسوم کیا گیا کیونکہ آپ ﷺ آنکھوں کو روشنی عطا فرمانے والے ہیں اور ان آنکھوں کیلئے راہِ ہدایت ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہر نور کی اصل ہیں چاہے وہ حسّی ہو یا معنوی (یعنی ہر مخلوق نے آپ ﷺ سے نور حاصل کیا)

علامہ ابو سعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ

قیل المراد باالاوّل ھورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و باالثانی القرآن۔

(تفسیر ابی سعود)

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ اوّل (یعنی نور سے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ مقدّسہ مراد ہیں اور ثانی (یعنی کتاب مبین) سے قرآن پاک مراد ہے

امام بیضاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ

(قد جاء کم من اللّٰہ نور) ھو النّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یرید بالنّور محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

(تفسیر بیضاوی)

ترجمہ : (تحقیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس نور آیا) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اور نور سے مراد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایمان افروز عقیدہ

واعلم ان اللّٰه تعالیٰ بعث النّبی صلی اللّٰه علیه وسلم نورا یبیّن حقیقة حظ الانسان من اللّٰه تعالیٰ و انّه تعالیٰ سمی نفسه نورا بقوله تعالیٰ اللّٰه نورالسمٰوٰت والارض الانّهما کانا مخفیتین فی ظلمة العدم فااللّٰه تعالیٰ اظهر هما بالا یجاد وسمی الرسول نور الانّ اوّل شی اظهرهٗ الحق بنور قدرته من ظلمة العدم کان نور محمد صلی اللّٰه علیه وسلم کما قال اوّل ماخلق اللّٰه نوری ثم خلق العالم بما فیه من نوره بعضهٗ بعضهٗ من بعض فلما ظهرت الموجودات من وجود نوره سماهٗ نورا وکل ما کن اقرب الی الاختراع کان اولیٰ بسم النور کماان عالم الارواح اقرب الی اختراع من عالم الاجام فلذالك سمی عالم الانواد و العلویات نورا نبابا نسبة الی السفلیات فاقرب الموجودات الی الاختراع لما کان نور افا النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کان اولی باسم النور و لهذا کان یقول انا من اللّٰه والمومنون منی وقال تعالیٰ قدجاء کم من اللّٰه نور و روی عن النبی علیه السلام انّه قال کنت نورا بین یدی وبی قبل خلق آدم باربعة عشر الف عام و کان یسبح ذالك النور و تسبح الملائکة بتسبیحه فلما خلق آدم القی ذالك النور فی صلبه و عن ابن عبّاس رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما عن النّبی صلی اللّٰه علیه وسلم انّه قال لما خلق اللّٰه اٰدم اهبطنی فی صلبه الیٰ الارض و جعلنی فی صلب نوح فی السفینة و قذفنی فی سلب ابراہیم ثم لم یزل تعالیٰ ینقلنی من الاصادب الکریهٗ الی الارحام الطاهرة حتٰی اخر جنی من ابو ی لم یلتقیاعلی سفاح قط.

(روح البیان)

ترجمہ: اور یاد رکھو کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بحیثیت نور مبعوث فرمایا اور آپ

ﷺ نے انسان کیلئے عطیۂ الٰہی بیان کرتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو اپنے قول ''اللّٰہ نور السمٰوٰت و الارض'' میں نور سے موسوم فرمایا کیونکہ ارض وسماء ظلمت عدم میں مستور (پوشیدہ) تھے پس اللہ تعالیٰ نے صفت ایجاد سے انہیں ظاہر فرمایا اور نبی علیہ السلام کو نور فرمایا کیونکہ وہ پہلی مخلوق جسے اللہ تعالیٰ نے نورِ قدرت سے ظاہر فرمایا نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ جسطرح آپ ﷺ نے خود فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے عالم کے بعض انوار کو بعض سے پیدا فرمایا پس جب آپ ﷺ کے نور سے موجودات ظاہر ہوگئے تو آپ ﷺ کا نام نور رکھا اور ہر وہ شئی جو اقرب الی الایجاد (ایجاد کے زیادہ قریب) ہو وہ اسم نور کے زیادہ مناسب ہے کیونکہ عالم ارواح جبکہ ایجاد کے زیادہ قریب تھا تو اسی وجہ سے اسے عالم انوار کا نام دیا اور عالم علوی نورانی ہے بنسبت عالم سفلی کے پس نورِ نبی ﷺ جبکہ تمام موجودات کی نسبت ایجاد کے زیادہ قریب ہے لہٰذا نور کا نام سب سے زیادہ آپ ﷺ ہی کی ذات مقدسہ کے لیے مناسب ہے اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نور کی تجلی سے پیدا ہوا اور مومنین مجھ سے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک تمھارے پاس اللہ کی جانب سے نور آیا ہے۔

اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ میں اپنے ربّ کے پاس بحیثیت نورِ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار برس پہلے موجود تھا اور یہ نور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتا تھا اور فرشتے اس حمد سے تسبیح کیا کرتے تھے پس جب آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو یہ نور انکی پشت میں رکھا گیا۔

اور ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو مجھے انکی پشت کے ضمن میں زمین پر اتارا پھر انکی پشت کے ضمن میں کشتی میں اتارا اور ابراھیم علیہ السلام کی پشت میں رکھا پھر اسی طرح مجھے کریمانہ پشتوں سے پاکیزہ ارحام کیطرف نقل فرماتا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے والدین کی طرف بھیجا جو کبھی زنا پر اکھٹے نہیں ہوئے۔ (ترجمہ توضیح البیان)

امام شہاب الدین خفاجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

فان فهمت فهو نور على نور فانّ النّور هوا لظاهر بنفسه المظهر

(نسیم الریاض)

ترجمہ: پس اگر تم سمجھو تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نورٌ علی نور ہیں کیونکہ نور وہی ہوتا ہے جو خود بھی ظاہر ہو اور دوسروں کو بھی ظاہر کر دے۔

حضرت عبداللہ ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیدہ

قد جاء كم من الله نور رسول (يعني محمد ﷺ) (تفسیر ابن عباس)

ترجمہ: تحقیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس نور یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آئے۔

صاحب تفسیر مدارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

النور محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لا نّه يهتدى به كما سمّى سراجاً۔

(تفسیر مدارک)

ترجمہ: نور سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں کیونکہ آپ ﷺ کے سبب ہی ہدایت حاصل ہوتی ہے جیسا کہ آپ ﷺ کو سراج (ﷺ) بھی کہا گیا۔

امام عسقلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

قال يا آدم ارفع راسك فرفع راسه فراء نور محمد صلى الله عليه وسلم فى سرا رق العرش فقال يا ربّ ماهذا النور قال هذا نور نبى من ذريتك اسمهٔ فى السماء احمد وفى الارض محمد لو لاه ماخلقتك ولا خلقت سماء ولا ارضا۔

(موہب الدنیاج اص ۹)

ترجمہ: فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے آدم علیہ السلام اپنا سر اٹھائیں تو آپ علیہ السلام نے سر اٹھایا تو عرش کے پردوں میں ایک نور دیکھا انھوں نے عرض کی اے میرے ربّ عز وجل یہ نور کیسا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ نور تیری اولاد میں سے ایک نبی ﷺ کا ہے آسمان میں اسکا نام احمد صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہے اور زمین میں اس کا نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے (اے آدم علیہ السلام) اگر یہ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا اور نہ آسمان وزمین پیدا کرتا۔ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں۔

ان اللّٰہ تعالیٰ لمّا خلق نور نبیّنا محمّد صلی اللّٰہ علیہ وسلم امرہ ان ینظر الیٰ انوار الانبیاء فغشھم من نورہٖ فانطق ھم اللّٰہ بہٖ فقالو ایا ربّنا من غشینا نورہ فقال اللّٰہ تعالیٰ ھٰذا نور محمد ابن عبداللّٰہ ان اٰمنتم بہٖ جعلنکم انبیاء (مواہب الدنیا ص ۸ ج ۱)

ترجمہ : بیشک اللہ تعالیٰ نے جب ہمارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا تو اس نور کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ انبیا کرام علیہم السلام کے انوار کو دیکھیں پھر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے تمام انبیاء علیہم السلام کے نور کو ڈھانپ لیا پھر ان کو اللہ تعالیٰ نے بولنے کی قوّت بخشی تو انھوں نے کہا اے ہمارے ربّ عزوجل کس کے نور نے ڈھانپ لیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ محمد بن عبداللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور ہے اگر تم ان پر ایمان لے آؤ تو میں تمھیں نبی بنادوں۔

علامہ شاہ عبدالغنی نابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

قد خلق کل شئی من نورہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کما وردبہٖ الحدیث الصحیح۔ (حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ)

ترجمہ : تحقیق ہر شے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور سے پیدا ہوئی جیسا کہ اس بارے میں حدیث صحیح وارد ہوئی ہے۔

امام جلال الدین رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

عکس نور حق ہمہ نوری بود
عکس دوراز حق ہمہ دوری بود
ایں خورد گردو پلید زین خدا
آں خورد گردو ہمہ نورِ خدا

(مثنوی شریف)

ترجمہ: اللہ کے نور کا سایہ بھی نور ہوتا ہے
جو خدا سے دور ہوں انکا سایہ بھی دور ہوتا ہے
جو ہم کھاتے ہیں اس سے پلیدی نکلتی ہے
جوحضور ﷺ کھاتے ہیں وہ سب خدا کا نور ہوتا ہے

امام زرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

وانّما كانت اطقيقة المحمدية هى صورة اطقيقة الطقائق لاجل ثبوت اطقيقة المحمد ية فى خلق الوسيطة هى عين النور الاحمد ى المشاراليه بقولهٖ عليه السلام اوّل ماخلق اللّٰه نورى

(شرح مواہب الدنیہ)

ترجمہ: حقیقت محمد یہ ہی تمام حقائق کی حقیقت ہے کیونکہ حقیقت محمد یہ کا ثبوت خلق وسطیہ میں ہے جوکہ عین نور آحمدی ﷺ ہے جسکی طرف نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے اس قول سے اشارہ فرمایا کہ
''سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا''

عبدالقادر جزائری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

وقد ورد فى اطنبر اوّل ماخلق اللّٰه نور نبيك يا جابر۔

(المواقف)

ترجمہ: اور تحقیق یہ حدیث میں وارد ہے کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مخلوق میں سے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا۔

علامہ یوسف نبہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

وکان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نورا فکان اذامشی بالشمس و القمر لا یظھر

(وسائل الوصول ص ۲۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نور تھے پس جب آپ ﷺ دھوپ یا چاندنی میں چلتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا۔

علامہ قاضی عیاض مالکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

وقال اللّٰہ تعالیٰ نور السمٰوٰت والارض الایۃ ۔ قال کعب الاحبار و ابن جبیر المراد بالنور الثانی ھنا محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقولہٗ تعالیٰ مثل نورہٖ ای نور محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم

(الشفا ص ۱۰)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ یعنی اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے حضرت کعب احبار اور ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس آیت میں نورِ ثانی سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "مثل نورہ" کا معنی نورِ محمد ﷺ کی مثل۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں

وقد سماہ اللّٰہ فی القرآن فی غیر ھذا الموضع نورا و سراجاً فقال تعالیٰ قد جاء کم من اللّٰہ نوروکتاب مبین وقال تعالیٰ انا ارسلنٰک شاھدا ومبشراو نذیرا وداعیاالی اللّٰہ باذنہٖ و سراجا منیرا

(شفاء ص ۱۰)

ترجمہ: اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس جگہ کے علاوہ نور اور سراج کے نام سے موسوم فرمایا پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تحقیق تمھارے پاس نور اور کتاب مبین اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا اور پھر فرمایا بیشک ہم نے آپ ﷺ کو گواہ بشارت دینے والا اور ڈر سنانے والے اور اللہ کے اذن سے اسکی طرف دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنایا۔

امام قسطلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

لما تعلقت ارادہ اطق تعالیٰ با یجاد خلقہٖ و تقدیر رزقہٖ ابرزاطقیقة المحمد یة من الانوار الصمدیة فی اطفرة الاحدیة

(مواہب الدنیہ)

ترجمہ : جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق اور اسکے رزق کے متعلق ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو انوار صمدیت سے بارگاہِ احدیت میں ظاہر فرمایا۔

علامہ محمد بن قاسم جسوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

وقد روی ابن المبارک وابن الجوزی عن ابن عبّاس رضی اللّٰہ عنہما انّہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لم یقم مع شمس قط الاغلب ضئوہ ضوء الشمس ولم یقم مع سراج قط الاغلب صئو صنوء السراج.

(شرح شمائل محمدیہ ج ا ص ۳۶)

ترجمہ: اور تحقیق ابن المبارک اور ابن جوزی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بھی دھوپ میں کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ کا نور سورج پر غالب رہتا اور جب چاندنی میں کھڑے ہوتے تو آپ ﷺ کا نور چاند پر بھی غالب آ جاتا۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں

وھو صلی اللّٰہ علیہ وسلم النور المنیر فلا تظھر منہ ظلمة

(شرح شمائل محمدیہ ج ا ص ۳۶)

ترجمہ : اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نور منیر ہیں تو آپ ﷺ کا سایہ کیسے ظاہر ہوسکتا ہے۔

علامہ قاضی عیاض مالکی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا عقیدہ

وذکر من انّه لاظل تشخصه فی شمس ولا قمر لانه کان نورا

(الشفاء ج۱ ص۲۴۳)

ترجمہ : اور ذکر کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا سایہ سورج اور چاند کی روشنی میں نہیں پڑتا تھا کیونکہ آپ نور ہیں

علامہ زرقانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا عقیدہ

رومی انن المبارك وابن الجوزی عن ابن عبّاس لم یکن لنّبی صلی اللّٰه علیه وسلم ظل ولم یقم مع الشمس قط الاغلب ضئوه صئوا لشمس۔

(زرقانی شرح مواہب ج۴ ص۲۲)

ترجمہ : ابن مبارک اور ابن جوزی نے حضرت عبّاس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہیں تھا اور جب آپ ﷺ سورج کی روشنی میں کھڑے ہوتے تو آپ ﷺ کا نور اس پر غالب آجاتا۔

عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا عقیدہ

واما اول وے صلی اللّٰه علیه وسلم اوست در ایجاد که اول ماخلق اللّٰه نوری وا ولست در نبوت که کنت نبیّا و آدم لمنجدل فی طینة

(مدارج النبوۃ)

ترجمہ : بحرحال حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم مخلوق میں سے اول ہیں (جیسا کہ حدیث میں ہے) کہ سب سے پہلی چیز جسے اللہ تعالٰی نے پیدا فرمایا وہ میرا نور ہے اور نبوت میں آپ ﷺ اول اس لیے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں اس وقت بھی نبی ﷺ تھا جب حضرت آدم علیہ السلام مٹی میں تھے۔

ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں

بد انك اوّل مخلوقات و واسطه صدور کائنات وواسطئه خلق عالم و آدم نور محمد ﷺ است چنانچه در حدیث صحیح وارشده که اوّل ماخلق اللّٰه نوری وسائر مکفوفات علوی و سفلی ازاں نور و ازاں جوھر پاک پیدا شده

(مدارج النبوۃ)

ترجمہ: جان تو کہ مخلوقات میں سے اور واسطۂ خلق کائنات وحدت آدم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور ہے جیسا کہ حدیثِ صحیح میں وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا اور باقی عالم علوی وسفلی اسی نور سے پیدا فرمائے۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں

ونوریکے ازاسماء آنحضرت است و نور راسایه نمے باشد

(مدارج النبوت ج ا ص ۱۲)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء میں سے ایک نام نور بھی ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

امام بوصیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

فانّك شمس فضل ہم کو کبھا یظھرون انوار ھا للنّاس فی الظلم

(قصیدہ بردہ شریف)

ترجمہ: پس بیشک آپ ﷺ فضیلت کے سورج ہیں اور وہ (یعنی انبیاء علیہم السلام) آپ ﷺ کے تارے ہیں اور آپ ﷺ کے انوار کو لوگوں کے لیے اندھیروں میں ظاہر کرتے ہیں۔

امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

قد قال الاشعری انه تعالیٰ نور یس کا لا نواروروح النبویّة القدسیة لمعه من نوره و الملائکة اشرار تلك الانوار و قال صلی اللّٰه علیه وسلم اوّل ما خلق اللّٰه نوری ومن نوری خلق کل شئی وغیره ممافی معناه

(مطالع المرات شرح دلائل الخیرات)

ترجمہ: تحقیق ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نور ہے مگر

دوسرے انوار کی مثل نہیں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روح انور اس نور کی تابش ہے اور ملائکہ علیہم السلام ان انوار کے پھول ہیں۔

اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مخلوقات میں سے اللہ تعالیٰ نے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا اور میرے نور سے مخلوق وغیرہ کی ہر شئی کو پیدا فرمایا۔

امام شہاب الدین خفاجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

ومن دلائل نبوتہٖ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ماذکر من انہ لاظلّ لشخصہٖ ای جسدہٖ الشریف اللطیف اذاکان فی شمس اوقمر لانّہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا ن نورا۔

ترجمہ: اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے دلائل سے ہے کہ جسوقت آپ سورج کی دھوپ یا چاند کی چاندنی میں ہوتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم شریف لطیف کا سایہ نہ تھا کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ہیں۔

شاہ عبدالرحیم دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

از عرش تا بغرش وملائکہ علوی و جنس سفلی ہمہ ناشی ازاں حقیقۃ محمد یہ است وقول رسول مقبول اول ماخلق اللّٰہ نوری و خلق اللّٰہ ما خلق اللّٰہ من نوری و قول لولاک لماخلقت الا فلاک وقولہ لولاک لما اظہرت ربو بیتی (انفاس رحیمیہ)

ترجمہ: فرش سے عرش تک اور اعلیٰ فرشتے اسفل کی جنس سب کی سب حقیقت محمد یہ ﷺ سے پیدا ہیں حضور ﷺ کا فرمان ہے سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا اور اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیّت کو ظاہر نہ کرتا۔

امام ابن حجر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

ومما یئو یّد انہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صار نورا انکان ازا مشی فی الشمس والقمر لا یظھر لہٗ ظلّ لا نّہ لا یظھر لہٗ نّہ لا یظھر الّا بکثیف وھو صلی اللّٰہ علیہ وسلم قد خلصۃ اللّٰہ من سائر الکثافات الجسمانیّۃ وصیرۃ نور صرفا لا یظھر لہٗ ظلّ اصلا۔

(افضل القریٰ)

ترجمہ: بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کے دلائل میں سے یہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دھوپ اور چاندنی میں چلتے تھے تو آپ کا سایہ ظاہر نہیں ہوتا تھا کیونکہ سایہ تو کثیف شی کا ہوتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمام جسمانی کثافتوں سے پاک وصاف فرما دیا ہے اور آپ ﷺ کو خالص نور بنایا ہے جسکی وجہ سے آپ ﷺ کا سایہ ظاہر نہیں ہوتا تھا۔

اکابرین دیوبند کے عقائد

اشرف علی تھانوی کا عقیدہ

(حدیث پاک کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا کی تشریح کرتے ہوئے اشرف علی تھانوی لکھتا ہیں)

اس حدیث سے نورِ محمد کا اوّل الخلق ہونا باوّلیت حقیقت ثابت ہوا کیونکہ جن اشیاء کی نسبت روایات میں اوّلیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔ (نشر الطیب)

ایک اور جگہ حضور علیہ السلام کی شان وعظمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

در شعاع بے نظیرم لاشوید
ورنہ پیش نور من رسوا شوید

ترجمہ: میرے بے مثال شعاع کے آگے فنا و گم ہو جاؤ
نہیں تو میرے نور کے آگے رسوا ہو جاؤ گے

(ثلج الصدور)

پھر لکھتے ہیں

نبی (ﷺ) خود نوراور قرآن ملا نور
نہ ہو پھر مل کے کیوں نور' علی نور

اسماعیل دہلوی کا عقیدہ

کہ اے کسیکہ بے بصر است البتہ ازنور افشان او بے خبراست

(منصب امامت ص ١٦)

ترجمہ: ہاں جواندھا ہے وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نورِ افشاں سے بے خبر ہے

ایک اور جگہ لکھتے ہیں

اما نزول برکت پس بیانش اانکہ وجود انبیاء بمشابہ آفتاب عالم تاب است کہ چوں نور او درتمام عالم منتشر شود لا بدظلمت شب بد رود۔

(منصب امامت)

ترجمہ: لیکن برکت کا نازل ہونا تو اس کا بیان یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا وجود دنیا کو چمکانے والے سورج کی طرح ہے کہ جب اسکا نور دنیا میں پھیلتا ہے تو رات کی تاریکی دور ہو جاتی ہے۔

مولوی حسین احمد مدنی کا عقیدہ

ہمارے حضرات اکابر کے اقوال وعقائد کو ملاحظہ فرمائیے یہ جملہ حضرات ذاتِ حضور پُر نور علیہ السلام کو ہمیشہ سے اور ہمیشہ تک واسط فیوضات الٰہیہ وسراب رحمت غیر متناہیہ اعتقاد لیے بیٹھے ہوئے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ازل سے اب تک جو رحمتیں عالم پر ہوئی ہیں اور ہوں گی عام ہے کہ وہ نعمت وجودکی ہو یا اور کسی قسم کی ان سب میں آپ ﷺ کی ذات پاک اسی پر واقع ہوئی ہے کہ پہلے آفتاب سے نور چاند میں آیا اور چاند سے نور ہزاروں آئینوں میں غرضیکہ حقیقت

محمد یہ ﷺ واسطہ جملہ کمالات عالم وعالمیان ہے یہ ہی معنی الافلاک اوراوّل ماخلق اللہ نوری اور انا نبی الانبیاء ﷺ کے ہیں) سالولاک لما خلقت (یعنی اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا اور سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا اور میں انبیاء کرام علیہم السلام کا نبی ﷺ ہوں)

رشید احمد گنگوہی کا عقیدہ

آں ذات پاک صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وآلہٖ وسلم ہم از جمله اولاد آدم اندمگر آنحضرت صلی اللّٰہ علیه وسلم خود راں چناں مطہر فرمود که نور خالص گشتة و حق تعالیٰ آنجناب را نور فرمود

(امداد السلوک ص ۸۶)

ترجمہ: ذات پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود کو اسطرح پاک فرمالیا کہ آپ ﷺ خالص نور ہوگئے اور خود حق تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو نور فرمایا۔

شبیر احمد عثمانی کا عقیدہ

شائد نور سے خود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور کتاب مبین سے قرآن کریم مراد ہے۔

(تفسیر عثمانی ص ۱۹۳)

رشید احمد گنگوہی کا عقیدہ

و بتواتر ثابت شد که آں حضرت عالی سایه ندا شتند و ظاہر است که بجز نور ہمه اجسام ظل مے دارند (امداد السلوک ص ۸۶)

ترجمہ: یہ بات متواتر اً ثابت ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سایہ نہ تھا یہ بات ظاہر ہے کہ جو چیز نور ہو اُس کا سایہ نہیں ہوتا۔

اشرف علی تھانوی کا عقیدہ

اب لیجئے کہ نور کی حقیقت ہے ظاہر بنفسہٖ مظہر لغیر تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان مظہر کے بہت مناسب ہے کہ مراد نور سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی کا عقیدہ

سب دیکھو نورِ محمد ﷺ کا سب ہیچ ظہور محمد ﷺ کا
جبریل مقرب خادم ہے سب جا مشہور محمد ﷺ کا
وہ منشاسب اسماء کا ہے وہ مصدر ہر اشیاء کا ہے
وہ سر ظہور و خفا کا ہے سب دیکھو نور محمد ﷺ کا
کہیں روح مثال کہا ہے کہیں جسم میں جا سمایا ہے
کہیں حسن و جمال دکھایا ہے سب دیکھو نورِ محمد ﷺ کا
کہیں عاشق وہ یعقوب ہوا کہیں یوسف وہ محبوب ﷺ ہوا
کہیں صابر وہ ایوب ہوا سب دیکھو نور محمد ﷺ کا
کہیں موسیٰ وہ کلیم ہوا کہیں راز قدیم علیم ہوا
کہیں ہارون وہ ندیم ہوا سب دیکھو نور محمد ﷺ کا
کہیں ابراہیم علیہ السلام خلیل ہوا اس راز قدیم علیل ہوا
کہیں صادق اسماعیل علیہ السلام ہوا سب دیکھو نور محمد ﷺ کا
کہیں یار کہیں بیگانہ ہے کہیں شمع کہیں پروانہ
کہیں نہ کہیں دیوانہ ہے سب دیکھو نور محمد ﷺ کا
کہیں غوث ابدال کہایا ہے کہیں قطب بھی نام دھرایا ہے
کہیں دین امام کہایا ہے سب دیکھو نور محمد ﷺ کا

رشید احمد گنگوہی کا عقیدہ

حق تعالیٰ درشان حبیب خود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

فرمودکه آمده ترد شماز طرف حق تعالیٰ نور و کتاب مبین و مراد از نور ذات پاک حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم است۔

(امداد السلوک ص ۸۶)

ترجمہ : حق تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس نور اور کتاب مبین آئی اور (آیت میں) نور سے حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات پاک مراد ہے۔

مشتاق احمد کا عقیدہ

قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین (تفسیر ثنائی پارہ ٦)

تمہارے پاس اللہ کا نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور روشن کتاب قرآن شریف آئی۔

غیر مقلد وحید الزمان کا عقیدہ

نور سے مراد حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یا دین اسلام ہے

(تبویب القرآن ص ۱۴۹)

حافظ لکھوی کا عقیدہ

نور سے مراد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یا اسلام جو دین ربانی ہے

(تفسیر محمدی ص ۲۳)

اعتراضات کے جوابات

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نورانیت پر بعض حضرات اعتراض کرتے ہیں جنکے جوابات حکیم الامت کی تصنیف ''رسالہ نور'' سے لیے گیے ہیں ملاحظہ ہوں

اعتراض: حضور ﷺ نور نہیں کیونکہ ربّ تعالیٰ نے فرمایا

قل انّما انا بشر مثلکم

فرمادو کہ میں تم جیسا بشر ہوں

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بشر ہوئے تو نور نہ ہوئے بشریت اور نورانیت جمع نہیں

ہوسکتی۔

جواب: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نور بھی ہیں اور بشر بھی۔ یعنی نوری بشر ہیں حقیقت حضور ﷺ کی نور ہے اور لباس بشری ہے۔

ربّ تعالیٰ نے حضرت جبریل کے بارے میں فرمایا

فارسلنا ایھا روحنا متمثّل لھا بشرا سویّا۔

ترجمہ: پس بھیجا اسکی طرف ہم نے روح وہ اسکے سامنے ایک تندرست بشر کے روپ میں ظاہر ہوا۔

حضرت جبریل علیہ السلام فرشتہ ہیں نور ہیں اور حضرت مریم علیہ السلام کے پاس بشری شکل میں ظاہر ہوئے اس وقت اس بشری شکل کیوجہ سے نورانیت سے علیحدہ نہیں ہو گئے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضرت جبریل علیہ السلام کو بشری شکل میں دیکھا سیاہ زلفیں، سفید لباس، آنکھ، ناک، کان وغیرہ سب موجود ہیں اسکے باوجود بھی وہ نور تھے۔

معلوم ہوا کہ فرشتے انبیاء کرام علیہم السلام کی خدمت میں انسانی شکل بشری صورت میں حاضر ہوتے تھے مگر اس کے باوجود نور بھی ہوتے تھے۔ غرضیکہ نورانیت و بشریت ضدیں نہیں۔

اعتراض: اگر حضور ﷺ نور ہیں تو کھاتے پیتے کیوں ہیں ان کی اولاد کیوں ہوتی ہے اور چاہیئے کہ سارے سیّد نور ہوں۔

جواب: کسی آیت یا حدیث میں نہیں کہ نور کی اولاد نہیں ہوتی اگر ہے تو پیش کرو فرشتوں کی اولاد نہ ہونا اس لیے ہے کہ وہ فرشتہ ہے فرشتوں کے اولاد نہیں ہم حضور ﷺ کو نور مانتے ہیں فرشتہ نہیں مانتے یہ تمام سوالات اس صورت میں ہو سکتے تھے جب حضور ﷺ کی بشریت کا انکار کیا جاتا حضور ﷺ نور بھی ہیں بشر بھی ہیں اور یہ تمام عوارض انسانی (یعنی اولاد جننا وغیرہ) بشریّت کے ہیں نورانیت کے نہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بشریت میں آدم علیہ السلام کی فرع ہیں اور انکی اولاد ہیں اور نورانیّت میں آدم علیہ السلام کی اصل ہیں۔

نور میں توالد و تناسل (اولاد جننا) نہیں۔ ایمان نور ہے مومن نورانی ہے عالم نورانی ہے نبوت نور ہے، نبی نورانی ہیں اسکے باوجود مومن کی اولاد کافر عالم کی اولاد جاہل نبی کی اولاد کافر بھی ہو جاتی ہے جنتی لوگ نورانی ہونگے حوریں نور ہیں مگر حدیث شریف سے ثابت ہے کہ بعض جنتی اولاد کی

خواہش کریں گے اور انھیں اولاد ہوگی۔

فرماؤ اگر نور کے اولاد نہیں ہوسکتی تو ان جنتی لوگوں کی اولاد کیسی ہوگی۔

اعتراض : حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یہ دعا مانگتے تھے کہ اے اللہ میری آنکھ میں، کان میں، گوشت میں، ہڈی میں نور کر اور مجھے نور بنا دے اب اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم خود پہلے ہی نور تھے تو اس دعا کی کیا وجہ تھی نور تو وہ بنایا جاتا ہو جو پہلے سے نور نہ ہو۔

جواب :اس کے دو جواب ہیں ایک الزامی دوسرا تحقیقی

الزامی جواب تو یہ ہے کہ آپ ہمیشہ دعا مانگتے ہیں ''اھدنا الصراط المستقیم'' اے اللہ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے تو کیا آپ اس وقت گمراہ تھے جب آپ پہلے ہی ہدایت پر ہیں پھر ہدایت کیوں مانگ رہے ہیں۔

ربّ عزوجل فرماتا ہے۔

ھدی اللمتقین ۔ یہ قرآن پرہیزگاروں کو ہدایت دینے والا ہے

یاایّھا الذین آمَنوا آمِنوا ۔ اے ایمان والو۔ ایمان لاؤ

بتاؤ جو پہلے ہی پرہیزگار بن چکے انھیں ھدایت دینے کے کیا معنی۔ اور جو پہلے ہی ایمان لاچکے ان کے ایمان لانے کے کیا معنی۔

تحقیقی جواب یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ دعا مانگنا کہ خداوندا میرے آنکھ، کان وغیرہ میں نور کردے اُمت کو تعلیم دینے کیلئے ہے نورانیت پر قائم رہنے کی دعا ہے۔

اعتراض : اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نور ہیں تو آپ ﷺ اولادِ آدم کیسے ہوئے نور کسی کی اولاد نہیں ہوتا۔ حضور ﷺ کو اسی لیے آدمی کہا جاتا ہے یعنی آدم والے۔

جواب : ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ حضور ﷺ بشر بھی ہیں اور نور بھی یعنی نورانی بشر ہیں ظاہری جسم شریف بشر ہے اور حقیقت نور ہے اولادِ آدم علیہ السلام ہونا اس جسم بشری کی صفت ہے لیکن حقیقت کے لحاظ سے حضور ﷺ سارے عالم کی اصل ہیں اور سارا عالم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہے۔

اعتراض : اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم خدا عزوجل کا نور ہیں تو آپ ﷺ بھوک

میں پیٹ پر پتھر کیوں باندھتے تھے اور آپ ﷺ کو بچھو کے زہر نے کیوں اثر کیا آپ ﷺ پر جادو کیوں چل گیا بعض پیغمبروں کو کفار نے قتل کیسے کر دیا جنگ احد میں حضور ﷺ کا دانت شریف کیوں شہید ہوا کیا نور بھی بھوکا ہوسکتا ہے کیا نور پر زہر اثر کرسکتا ہے؟

جواب: یہ اور اس قسم کے صدہا اعتراضات جب پڑ سکتے تھے کہ ہم انکی بشریت کا انکار کرتے ہم تو کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نور بھی ہیں اور بشر بھی کبھی بشریت کی صفات آپ ﷺ پر ظاہر ہوتی ہیں کبھی نورانیت کی ربّ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام صفات کا جامع بنا کر بھیجا۔ اگر عادۃ کھانا نہ ملاحظہ کریں تو شکم مبارک پر پتھر بھی باندھیں گے اور بھوک کے آثار بھی نمودار ہوں گے لیکن اگر روزہ وصال میں روزہ کی نیت سے کھانا چھوڑیں تو خواہ مہینوں نہ کھائیں کوئی اثر نہیں وہاں بشریت کا ظہور تھا اور یہاں نورانیت کی جلوہ گری ہے۔

یہاں بچھو کے زہر، تلوار اور آگ نے اثر دکھایا مگر معراج کی رات دوزخ کی سیر فرمائی وہاں آگ، سانپ بچھو سب کچھ موجود مگر کسی کا اثر نہ ہوا وہ بشریت تھی یہ نورانیت ہے آج عیسیٰ علیہ السلام صدہا سال سے آسمان پر زندہ موجود ہیں جہاں نہ ہوا ہے نہ کھانا نہ پینا مگر زندہ ہیں یہ زندگی نورانیت کا ظہور ہے۔

اعتراض: اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو چاہیے کہ کسی جگہ اندھیرا نہ ہوا کرے ہر جگہ روشنی ہو لہٰذا یا تو حضور نور نہیں یا ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں۔

جواب: اس سوال کے دو جواب ہیں ایک الزامی دوسرا تحقیقی۔

جواب الزامی تو یہ ہے کہ ربّ تعالیٰ نور ہے اور ہر وقت ہمارے ساتھ ہے مگر ہر جگہ روشنی نہیں ہوتی۔ قرآن شریف نور ہے اور ہر گھر میں رہتا ہے مگر روشنی نہیں ہوتی فرشتے نور ہیں اور ہمارے ساتھ رہتے ہیں مگر ان کی روشنی نہیں پڑتی

اب بتاؤ کہ یا تو ربّ تعالیٰ ہمارے ساتھ نہیں ہے یا وہ نور نہیں۔ اسی طرح یا تو فرشتے اور قرآن ہمارے پاس نہیں یا وہ نور نہیں اب انکے بارے میں کیا کہو گے؟

جواب تحقیقی یہ ہے کہ نور دو قسم کا ہے ۱۔ نورِ حسّی ۲۔ نورِ معنوی

نور حسّی کے لیے محسوس ہونا ضروری ہے۔

مگر نورِ معنوی کے دیکھنے کو قوۃ قدسیہ والی آنکھیں چاہیں
اگر اندھا آفتاب کو نہ دیکھے تو اسے چاہیے کہ دیکھنے والوں سے سن کر اسے نور مان لے اسی طرح
قوت قدسیہ والے اولیاء اللہ نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھتے ہیں محسوس کرتے ہیں ان سے
سن کر قرآن کو مان کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو نور مان لے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین

تیرا مسند ناز ہے عرش بریں تیرا محرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

جب سے دیکھا ہے لباس بشری میں تم کو
ہر فرشتے کی تمنا ہے کہ انسان ہو جائے

عقیدئہ اہلسنت والجماعت

ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو جنس بشر اور نوعِ انسان میں مبعوث فرمایا ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کی بشریت بے شمار فضائل وکمالات پر مشتمل ہے اور ہمارے نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بشریت اور نورانیت دونوں کے جامع ہیں چنانچہ ہمارے نزدیک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نوری بشر و بے مثل بشر ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے جیسا بشر یا بڑا بھائی کہنا بے ادبی وگستاخی ہے سابقہ اُمتوں کے کفار نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر کہا تو ان پر وعیدیں آئیں۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

نبی جنس بشر میں آتے ہیں اور انسان ہی ہوتے ہیں جن یا (محض) بشر یا فرشتہ نہیں ہوتے یہ دنیاوی احکام ہیں ورنہ بشریت کی ابتداء آدم علیہ السلام سے ہوئی کیونکہ وہ ہی ابوالبشر ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں (کنت نبیا وآدم بین الماء والطین) میں اس وقت بھی نبی (ﷺ) تھا جب آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔

اس وقت حضور ﷺ نبی ہیں بشر نہیں سب کچھ صحیح لیکن ان کو بشر کہہ کر پکارنا یا حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کو یا محمد ﷺ یا کہ اے ابراہیم کے باپ یا اے بھائی، باوا

وغیرہ برابری کے الفاظ سے یاد کرنا حرام ہے اور اگر توہین کی نیت سے پکارا تو کافر ہے عالم گیری وغیرہ کتب فقہ میں ہے کہ جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو (ھٰذا الرجل) یہ مرد توہین کی نیت سے کہے تو کافر ہے بلکہ یارسول اللہ یا حبیب اللہ یا شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وغیرہ عظمت کے کلمات سے یاد کرنا لازم ہے۔

انبیاء علیہم السلام کو اپنی طرح بشر کہنا کفّار کا طریقہ ہے

ارشادی باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

فقال الملاالذین کفروا من قومه منراك الا بشرا مثلنا

(سورہ ہود پارہ ۱۲ آیت ۲۷)

ترجمہ کنز الایمان: تو اسکی قوم کے سردار جو کافر ہوئے تھے بولے ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدی (بشر) دیکھتے ہیں۔

تشریح: اس آیت کریمہ کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں اس گمراہی (یعنی نبی کو اپنے جیسا بشر کہنے) میں بہت سی امتیں مبتلا ہو کر اسلام سے محروم رہیں قرآن کریم میں جا بجا ان کے تذکرے ہیں اس اُمت میں بھی بہت سے بدنصیب سیّد الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بشر کہتے ہیں اور ہمسری کا خیال فاسد رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں گمراہی سے بچائے۔ آمین

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے کفّار نے آپ کو اپنے جیسا بشر کہا

ارشاد ہوتا ہے

فقال الملا الذین کفروا من قومه .....ما هٰذاالاّ بشر مثلکم یا کل ممّا

تاکلون منه و یشرب مماتشربو ن (پارہ ۱۸ سورہ مومنون آیت ۳۳)

ترجمہ کنز الایمان: اور بولے اس قوم کے سردار کہ یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدی (بشر) جو تم کھاتے ہو اسی میں سے کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو اسی میں سے پیتا ہے۔

تشریح: اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں (کفار نے سمجھا کہ) اگر یہ (یعنی حضرت نوح علیہ السلام) نبی ہوتے تو ملائکہ کی طرح کھانے پینے سے پاک ہوتے ان باطن کے اندھوں نے کمالاتِ نبوت کو نا دیکھا اور کھانے پینے کے اوصاف دیکھ کر نبی کو اپنی طرح بشر کہنے لگے۔

جیسا کہ آج کل بعض لوگوں نے نبی (ﷺ) کے کھانے پینے وغیرہ کے اوصاف دیکھ کر اپنی طرح بشر سمجھ لیا اور حضور علیہ السلام کے کمالاتِ نبوت پر آنکھیں بند کر لیں۔

فرعون نے حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر کہا

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے

شمّہ ارسلنا موسیٰ و اخاہ ھرون بایٰتنا و سلطان مبین الی فرعون و ملا ئہٖ فاستکبر و اوکانوا قوما عالین فقالوا انو من بشرین مثلنا۔

(پارہ ۱۸ سورہ مومنون آیت ۴۵، ۴۶، ۴۷)

ترجمہ کنز الایمان: پھر ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور اسکے بھائی ھارون کو اپنی آیتوں اور روشن سند کے ساتھ بھیجا فرعون اور اسکے درباریوں کی طرف تو انہوں نے غرور کیا اور لوگ غلبہ پائے ہوئے تھے تو بولے کیا ہم ایمان لے آئیں اپنے جیسے دو آدمیوں (بشر) پر۔

تشریح؛ ثابت ہوا کہ نبی کی شان و عظمت میں تنقیص کر کے اسے اپنے جیسا بشر کہنا فرعون اور اسکے پیروکاروں کا طریقہ ہے۔

کفّار نے حضرت صالح علیہ السلام کو اپنی طرح بشر کہا

و قال الملا من قومہ الذین کفروا و کذبوا بلقاء الاخرۃ و اترفناھم فی

الحیوۃالدنیا ما ھٰذاالاّبشرمثلکم یاکل ممّاتا کلون منه ویشرب ممّاتشربون و لئن اطعتم بشرا مثلکم انّکم انالخاسرون

(پارہ۱۸سورہ مومنون آیت۳۳)

ترجمہ کنزالایمان: اور بولے اس قوم کے سردار جنہوں نے کفر کیا اور آخرت کی حاضری کو جھٹلایا اور ہم نے انہیں دنیا کی زندگی میں چین دیا کہ یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی (بشر) جو تم کھاتے ہو اس میں سے کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو اس میں سے پیتا ہے اور اگر تم کسی اپنے آدمی (بشر) کی اطاعت کرو جب تو تم ضرور گھاٹے میں ہو۔

تشریح: حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے آپ علیہ السلام کے کھانے پینے کو اپنے کھانے پینے پر قیاس کر کے آپ علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہا اور ہلاک ہوئے بدقسمتی سے آج بھی اسی طرح کی ایک قوم پیدا ہو چکی ہے جو حضور علیہ السلام کے کھانے پینے چلنے پھرنے شادی وغیرہ کرنے کو اپنے افعال پر قیاس کر کے آپ علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر اور بڑا بھائی کہتے ہوئے نظر آتی ہے

سب سے پہلے شیطان نے نبی کو بشر کہا

قال لم اکن لا سجد بشر خلقته من صلصال من حماء مسنون

(پارہ۱۴سورہ مومنون آیت۳۳)

ترجمہ کنزالایمان: (شیطان) بولا مجھے زیبا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے سے تھی۔

تشریح: اس آیت کریمہ میں شیطان مردود نے حضرت آدم علیہ السلام کو تنقیص کے طور پر بشر کہا اور آپ علیہ السلام کے اندر نقائص ڈھونڈ ڈھونڈ کر بشر کہا تو اللہ تعالیٰ نے اسے ایسا راندہ درگاہ کیا کہ ہمیشہ کے لیے ملعون و معتوب ہو گیا لہٰذا نبی کو بشر کہنے والے شیطان سے عبرت حاصل کریں۔

اصحاب قریہ کے کفّار نے انبیاء علیہم السلام کو اپنی طرح بشر کہا

ازارسلنا الیھم اثنین فکذبوا ھما فعززنا بثالث فقالو انا الیکم مرسلون

قالو ا ماانتم الا بشر مثلنا (پارہ ۲۲ سورہ یٰسین آیت ۱۴،۱۵)

ترجمہ کنزالایمان :جب ہم نے انکی (یعنی اصحاب قریہ) کی طرف دو (رسول) بھیجے پھر انہوں (یعنی اصحاب قریہ کے کفّار) نے جھٹلایا تو ہم نے تیسرے (نبی) سے زور دیا اب ان سے (انبیاء علیہم السلام) نے کہا ہم بے شک تمھاری طرف بھیجے گئے ہیں۔ کفّار بولے تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی (بشر)

تشریح :اس آیت کریمہ میں حضرت عیسٰی علیہ السلام نے انطاکیہ شہر کے بسنے والوں کی طرف اپنے تین ساتھی تبلیغ دین کے لیئے بھیجے تو اھل انطاکیہ نے ان کو اپنے جیسا بشر کہہ کر ان کی دعوت کو ٹھکرا دیا جس پر انہیں عذاب الٰہی سے ہلاک کر دیا گیا۔

خلاصہء کلام

ان آیاتِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر کہنا کفّار کا طریقہ ہے قرآن کریم سے کہیں بھی ثابت نہیں کہ مومنین نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر کہا ہو۔

لہٰذا ان آیات سے وہ حضرات عبرت حاصل کریں جو آج بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا بشر سمجھتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں نقائص تلاش کر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان میں کمی پیدا کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک بے مثل بشریت کے ساتھ متصف ہے اور ہر قسم کے نقائص سے پاک ومنزہ ہے اسکے ثبوت پر قرآن مجید اور بے شمار احادیثِ مبارکہ موجود ہیں چنانچہ سب سے پہلے قرآن پاک کی آیات پیش کی جائیں گی اور پھر احادیثِ مبارکہ سے اسکا ثبوت

ذکر کیا جائیگا۔

قرآن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بے مثل ہونے کا ثبوت

رسول اللہ ﷺ کو اس طرح نہ پکارو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو

''لاتجعلو ادعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا'' (پارہ ۱۸ سورہ نور آیت ۶۳)

ترجمہ کنزالایمان: رسول اللہ ﷺ کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

تشریح: اس آیت کریمہ میں عام بشر اور نبی کے ساتھ کلام کرنے میں واضح فرق بیان کیا گیا ہے کہ جس طرح عام انسان کو اپنے جیسا بشر جان کر اسے بڑا بھائی وغیرہ کہہ کر پکارتے ہو رسول ﷺ کو اس طرح مت پکارو کیونکہ رسول ﷺ عام بشر یا محض بشر نہیں بلکہ رسول ﷺ اور بشر عام میں بہت فرق ہے۔

کسی بشر میں اللہ تعالیٰ کا کلام سننے کی طاقت نہیں مگر انبیاء علیہم السلام کو ہے

ماکان بشران یکلمه اللّٰه الاّ وحیا اومن وراء حجاب او یرسل رسولا فیو حی باذنه مایشاء انّه علیم حکیم (پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ آیت ۱۵)

ترجمہ کنزالایمان: اور کسی آدمی (بشر) کو نہیں پہنچتا کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر یا یوں کہ وہ بشر پردۂ عظمت کے ادھر ہو یا کوئی فرشتہ بھیجے کہ وہ اسکے حکم سے وحی کرے جو وہ چاہے بے شک وہ بلندی و حکمت والا ہے۔

تشریح: اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں عام بشر اور نبی کے درمیان یہ فرق بیان فرمایا کہ عام بشر کے اندر اتنی طاقت نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہو سکے جبکہ اللہ تعالیٰ کا نبی اس سے ہم کلام ہوتا ہے۔

اور نبی کے ہم کلام ہونے کی تین صورتیں بیان فرمائیں کہ نبی یا تو براہ راست (ڈائریکٹ) اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے یا پردہ کے پیچھے یا بذریعہ فرشتے کے جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ربّ عزوجل سے براہ راست کلام فرمایا پردہ کی اوٹ میں فرشتہ کے واسطے

سے بھی اللہ تعالیٰ سے کلام فرمایا۔لہٰذا ثابت ہوا کہ عام بشر اور نبی میں بہت فرق ہے اور کوئی نبی بشر محض نہیں ہوتا جیسا کہ بعض لوگوں نے گمان کیا۔

احادیث سے بے مثلیت کا ثبوت

تم میری مثل نہیں

عن ابن عمر رضی اللّٰه عنهماانّ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم واصل فی رمضان فواصل الناس فنها ہم قیل له،انت تواصل قال انّی لست مثلکم انّی اطهم واسقی

(مسلم شریف۔کتاب الصیام)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہِ رمضان میں وصال کے روزے رکھے تو صحابہ ءکرام نے بھی وصال کے روزے رکھنے شروع کر دیئے (وصال وہ روزے ہوتے ہیں جو بغیر افطار کے رکھے جائیں) تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انکو منع کیا۔صحابہ ءکرام نے عرض کی کہ آپ بھی تو وصال کے روزے رکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں کیونکہ مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔

میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے

عن ابن هریره قال نهٰی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن الوصال فقال رجل من المسلمین فانك یا رسول الله تواصل قال رسول الله صلی الله علیه وسلم و ایّکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربّی ویسقینی۔

(مسلم شریف۔کتاب الصیام)

ترجمہ: حضرت ابوھریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے روزے رکھنے سے منع فرمایا تو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم آپ بھی تو وصال کے روزے رکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے میری مثل کون ہے۔ بیشک میرا رب عزوجل مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

تشریح : وصال کا روزہ ایسا روزہ ہے جس میں افطار نہیں ہوتا اور مسلسل رات دن روزہ کی حالت میں رہنا پڑتا ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات وصال کا روزہ رکھتے تو صحابہ اکرام نے بھی آپ کی اطاعت میں روزہ وصال رکھنا شروع کر دیا۔ جس سے کمزوری غالب آئی اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا دشوار ہو گیا۔ جماعت میں کمی کو دیکھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ دریافت فرمائی تو معلوم ہوا کہ روزہ وصال کیوجہ سے صحابہء کرام کمزور و بیمار ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے جماعت میں شامل ہونا دشوار ہو گیا ہے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حقیقت بیان فرماتے ہوئے صحابہء کرام پر واضح فرمایا کہ خبردار تم میری مثل نہیں ہو سکتے کہ وصال کے روزے رکھو۔

حضرات محترم ان احادیث مبارکہ میں پیارے آقا مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے مثل ہونے کا اعلان فرما رہے ہیں۔ اور صحابہ اکرام نے بھی آپکو بے مثل تسلیم کیا یہی وجہ تھی کہ ساری زندگی کسی صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر یا اپنا بھائی نہیں کہا۔

حضور ﷺ کے بے مثل جسم انور کی خوشبو مبارک

حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی عجیب صفات میں سے ایک صفت پاکیزہ خوشبو ہے یہ آپ ﷺ کی ذاتی خوشبو تھی بغیر دوسری کسی خارجی خوشبو کے استعمال کے اور کوئی خوشبو آپ ﷺ کی خوشبو کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ہر ایک خوشبو کو سونگھا ہے خواہ مشک ہو یا عنبر لیکن کوئی خوشبو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر ہرگز نہ تھی۔

اور عاصم کی والدہ عتبہ بن فرقد سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجیت میں ہم چار عورتیں

تھیں اور ہم میں سے ہر بیوی زیادہ سے زیادہ خوشبو لگا کر عتبہ کے پاس جانے کی کوشش کرتی تھیں لہٰذا ہم سب بہت خوشبو استعمال کرتی تھیں باوجود اس کے ہم میں سے کسی کی خوشبو بھی عتبہ رضی اللہ تعالیٰ کی خوشبو کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی جبکہ عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف اتنا کرتے تھے کہ تیل کو اپنے ہاتھ سے چھو کر اپنی داڑھی پر مَل لیتے تھے پھر بھی ان کی خوشبو ہم سب کی خوشبو سے بڑھ کر ہوتی تھی عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر جاتے تھے تو لوگ کہتے تھے کہ باوجود اسکے کہ ہم خوشبو استعمال کرتے ہیں عتبہ رضی اللہ تعالیٰ کی خوشبو سے بڑھ کر کوئی خوشبو نہیں تو عاصم کی والدہ کہتی ہیں کہ میں نے ایک روز عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ ہماری خوشبو تمہاری خوشبو پر غالب نہیں آتی جبکہ ہم خوشبو استعمال کرتے ہیں۔

عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں مجھے گرمی کے دانے نکلے تھے میں نے بارگاہ رسالت میں مرض کی شکایت کی تاکہ آپ ﷺ علاج فرمادیں آپ ﷺ نے مجھے کپڑے اتارنے کے لئے حکم فرمایا میں نے (ستر عورت کے علاوہ) کپڑے اتارے اور آپ ﷺ کے روبرو بیٹھ گیا آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے جسم پر ملا اس وقت سے میرے پشت اور پیٹ سے یہ خوشبو جاری ہوگئی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی روایت منقول ہے کہ جب کوئی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کی بارگاہ کی حاضری کے لئے جاتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گھر میں موجود نہ ہوتے تو جس راہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کہیں گئے ہوتے اس راہ سے خوشبو آیا کرتی لہٰذا وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی راہ پر چلا جاتا اور جو کوئی بھی مدینہ طیبہ کی گلیوں میں سے گزرتا ہوا خوشبو پاتا وہ جان جاتا تھا کہ اس راستہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم گزرے ہیں اور ابھی تک مدینہ طیبہ کی درودیوار سے خوشبو آتی ہے۔

اسی طرح حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک میرے چہرے پر پھیرا پس میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ سے

ٹھنڈک اور خوشبو پائی جیسے کہ ابھی آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ طبلہ عطار سے باہر نکالا ہے اور جو کوئی بھی آپ ﷺ سے مصافحہ کرتا تمام دن اپنے ہاتھ سے خوشبو پاتا رہتا اور جس کسی بچے کے سر پر آپ ﷺ اپنا ہاتھ پھیرتے وہ بچہ تمام بچوں میں آپ ﷺ کی خوشبو کی وجہ سے ممتاز اور معروف ہو جاتا تھا۔

بے مثل لعاب دہن

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب دہن شکستہ حالوں اور عشاق کے لئے شفاء تھا روز خیبر علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور وہ ٹھیک ہوگیئں ایک ڈول پانی سرکار ﷺ کے سامنے لایا گیا آپ ﷺ نے ایک گھونٹ بھرا اور کلی کر دی دوبارہ اس ڈول کے پانی کو کنویں میں انڈیلا گیا تو کنویں سے کستوری کی طرح خوشبو پھیل گئی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں کنویں میں آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن ڈالا تو وہ مدینہ طیبہ کے تمام کنوؤں سے زیادہ شیریں تھا۔

ایک دفعہ کچھ شیر خوار بچوں کو آپ ﷺ کے سامنے لایا گیا آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان کے مونہوں میں ڈال دیا وہ اسی طرح سیراب ہو گئے کہ وہ تمام دن انہوں نے دودھ نہ پیا۔

ایک دن امام حسن مجتبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے پیاسے تھے آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں ڈالی وہ زبان کو چوستے رہے اسکے بعد سارا دن سیراب رہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ کا ڈھیلا باہر نکل آیا تو آپ ﷺ نے اس ڈھیلے کو اپنی جگہ رکھ کر ایسا لعاب دہن لگایا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آنکھ سے پہلے کبھی دکھائی نہیں دیتا تھا جتنا آپ ﷺ کے لعاب دہن لگانے کے بعد دکھائی دیتا ہے۔

حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹانگ ٹوٹ گئی آپ ﷺ نے لعاب دہن لگایا ٹانگ دوبارہ جڑ گئی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زہر خوردہ ایڑی پر لعاب دہن لگایا زہر کا اثر فوراً ختم ہو گیا۔

حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوٹی پنڈلی کو لعاب سے جوڑ دیا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت طعام میں ہنڈیا کے اندر لعاب مبارک ڈالا تو ایسی برکت ہوئی کہ پانچ سات بندوں کا کھانا پورے لشکر نے کھایا۔

قصہ حدیبیہ میں ہے کہ ایک ہزار چار سو آدمی تھے اور حدیبیہ کا کنواں پچاس بکریوں کو پانی پلانے کے قابل نہ تھا پس لوگوں نے اس میں سے پانی کھینچ لیا اور اس میں ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا پس آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کنویں کی ایک جانب بیٹھ گئے پانی کا ایک ڈول نکالا گیا آپ ﷺ نے اس سے وضو کیا اور اس میں آپ ﷺ نے لعاب دہن ڈالا اور دعا فرمائی پس پانی جوش مار مار کر اوپر کو اٹھنے لگا سب لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی پلایا۔

ایک سفر کے دوران پانی نہیں تھا حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دھوپ تیز تھی اور ہر چیز گرم ہوگئی تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم تو بوجہ پیاس مر رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں تم پیاس کی وجہ سے ہرگز نہ مرو گے آپ ﷺ نے مجھ سے چھاگل منگوائی اسکے منہ پر اپنا منہ مبارک رکھا ہم نہیں جانتے کہ اس میں لعاب دہن پھینکا یا پھونک ماری تو چھاگل سے پانی بہ نکلا۔

بے مثل لعاب دہن

اس باب میں مشہور حدیثِ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اسے بخاری اور مسلم نے غزوہ خندق کے سلسلہ میں روایت کیا ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کے پاس آیا او پوچھا کہ کیا کوئی کھانے کی چیز ہے؟ کیونکہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ

مبارک پر بھوک کے آثار دیکھے ہیں وہ ایک تھیلا نکال لائی جس میں ایک صاع جو تھے اور گھر میں ایک بکری کا بچہ بھی تھا میں نے وہ ذبح کیا اور میری بیوی نے جو کا آٹا پیسا ہے آپ ﷺ میرے گھر میں کچھ آدمی صحابہ میں سے ساتھ لیکر تشریف لائیں سرکار ﷺ نے آواز دی کہ اے اہل خندق! آجاؤ کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہارے لئے کھانا تیار کیا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پہنچنے تک دیگ کو چولہے پر رکھیں اور خمیر کو بھی اس طرح رکھیں اسکے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ہزار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر آگئے پس ہم نے دیگ اور آٹا حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے سامنے رکھا پس آپ ﷺ نے اس میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی اور میری بیوی کو حکم دیا کہ اپنے ساتھ ایک عورت لے لو اور روٹیاں پکاؤ اور دیگ سے گوشت نکالتی رہو لیکن اسکے اندر نہ جھانکنا پس خدا عزوجل کی قسم ایک ہزار آدمیوں نے کھانا کھایا اور سیر ہو گئے لیکن دیگ ابھی تک جوش مار رہی تھی اور خمیر بھی اسی طرح باقی تھا۔

حضور علیہ السلام کا بے مثل دستِ انور

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث بخاری و مسلم میں ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ نماز عصر کا وقت آگیا تھا اور ہر طرف لوگ پانی کی تلاش میں تھے لیکن ان کو نہ ملتا تھا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی کچھ پانی لایا گیا آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ پانی کے برتن میں رکھا اور حکم دیا کہ اس پانی سے وضو کریں میں (یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے خود دیکھا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں کے درمیان میں سے پانی ابل رہا تھا دوسری روایت میں آیا ہے کہ انگلیوں اور پوروں میں سے پانی نکلتا تھا۔ لوگوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کتنے آدمی تھے تو انھوں نے بتایا کہ ہم سب تین سو آدمی تھے۔

بخاری اور مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت آئی ہے کہ انھوں نے کہا کہ ہم روز حدیبیہ پیاسے ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سامنے ایک چھاگل سے وضو فرمارہے تھے اور ان کے گرداگرد لوگ ہجوم کیے ہوئے تھے آپ ﷺ نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے کیوں آکھڑے ہوئے ہو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس وضو کرنے کے لئے پانی نہیں ہے اور نہ پینے کے لئے سوائے اس پانی کے جو آپکے پاس ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک چھاگل میں رکھ دیا پس پانی نے چشموں کی مانند جوش مارنا شروع کر دیا پس ہم سب نے پانی پیا اور وضو کیا لوگوں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ کتنے آدمی تھے انھوں نے کہا اگر سو ہزار آدمی بھی ہوتے تو پانی ان کے لئے کافی تھا لیکن ہم صرف پندرہ سو آدمی ہی تھے ایک اور حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں تھے پس لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ اور چارپائے سب پیاسے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کیا کچھ تھوڑا پانی موجود ہے پس ایک شخص آپ ﷺ کے نزدیک آیا اسکے پاس ایک پرانا مشکیزہ میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے برتن لے آؤ پس پانی برتنوں میں گرنے لگا اور آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلی پانی میں رکھ دی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پانی آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے نکل رہا ہے پس ہم نے اپنے اونٹوں اور دوسرے جانوروں کو پانی پلایا اور باقی پانی ہم نے اپنے برتنوں میں بھر لیا مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث آئی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم غزوہ بواطہ میں تھے اور ہمارے پاس سوائے ایک مشکیزہ میں چند قطرے پانی کے کچھ بھی نہ تھا پس اس پانی کو پیالے میں جھاڑا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیاں اسی میں ڈال دیں۔ آپ کی انگلیوں مبارک کے درمیان میں سے پانی جوش مارنے لگا پس آپ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ پانی پی لیں پس سب نے پانی پیا یہاں تک کہ سیراب ہو گئے۔ آپ

ﷺ نے اپنا ہاتھ پیالے سے نکال لیا اور پیالہ ابھی پانی سے بھرا ہوتھا۔

حضور ﷺ کا بے مثل پسینہ مبارک

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لے آئے اور دوپہر کے وقت آرام فرمایا آپ کو خواب میں بہت پسینہ آتا تھا میری والدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کا پسینہ ایک شیشی میں جمع کرنا شروع کیا آپ ﷺ بیدار ہوئے اور پوچھا کہ کیا کرتی ہے اے اُم سلیم! رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ ﷺ کا پسینہ مبارک خوشبو کے طور پر استعمال کرنے کے لئے جمع کررہی ہوں کیونکہ اس کی خوشبو سب خوشبوں سے بڑھ کر ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ مبارک سے گلاب کا پھول پیدا ہوا اور دوسری جگہ پر آیا ہے کہ معراج کی رات میرے پسینہ سے سفید پھول پیدا ہوا تھا اور گلاب کا پھول جبریل علیہ السلام کے پسینہ سے اور زرد رنگ کا پھول براق کے پسینہ سے پیدا ہوا ہے۔

نیز روایات میں ہے کہ معراج شریف سے واپسی پر میرے پسینہ کا ایک قطرہ زمین پر گر پڑا اور اس سے گلاب کا پھول پیدا ہوا جو کوئی چاہتا ہے کہ میری خوشبو کو سونگھے وہ گلاب کے پھول سونگھ لے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جب میرے پسینہ کا قطرہ زمین پر گرا زمین ہنسی اور گلاب کا پھول اُگ آیا۔

حضور ﷺ کا بے مثل پیشاب مبارک

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بول شریف تو بہت لوگوں نے دیکھا ہے اور اسکو اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیا بھی ہے جو آپ ﷺ کی خدمت کیا کرتی تھیں اور علماء نے کہا ہے کہ

رات کے دوران حضور علیہ السلام جہاں سویا کرتے تھے اسکے نیچے ایک برتن رکھا کرتے تھے جسمیں آپ پیشاب فرماتے تھے ایک شب آپ ﷺ نے اس میں بول فرمایا تھا صبح ہوئی اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا کہ جو کچھ اس برتن میں ہے زمین پر انڈیل دو پس اس برتن میں کوئی چیز نہ پائی تو اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ اللہ کی قسم مجھے پیاس لگی تھی تو میں اسے پی لیا تھا حضور علیہ السلام مسکرائے اور منہ دھونے کے لئے کہا اور نہ دوبارہ ایسا کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ تمہارے پیٹ میں کبھی درد نہ ہوگا۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کا بول پی لیا تھا تو اس سے خوشبو آتی تھی اور اسکی اولاد سے بھی چند پشتوں خوشبو آتی تھی۔ روایت میں ہے کہ لوگ آپ ﷺ کے بول شریف سے برکت حاصل کرتے تھے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے بے مثل براز مبارک سے خوشبو آتی تھی

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت فرمانا چاہتے تھے تو زمین شق ہو جاتی تھی اور آپ ﷺ کا بول و براز زمین کے اندر چلا جاتا تھا اور وہاں پر خوشبو مہک اٹھتی تھی آپ ﷺ کے براز کو کبھی کسی نے نہ دیکھا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ استنجاء فرما کر باہر تشریف لاتے تو میں وہاں ہرگز کسی قسم کی پلیدی نہ دیکھتی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نہیں جانتی کہ جو کچھ انبیاء علیہ السلام کے اندر سے خارج ہوتا ہے اسے زمین اپنے اندر اتار لیتی ہے پس اس میں کوئی چیز نہیں دیکھی جاتی۔

صحابہ علیہم الرضوان میں ایک شخص نے کہا کہ ایک سفر میں میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں تھا۔ آپ ﷺ ایک مقام پر قضائے حاجت کے لئے آئے آپ ﷺ کے واپس تشریف لانے کے بعد میں وہاں پر گیا جہاں سے حضور علیہ السلام باہر آئے تھے میں نے وہاں

بول و براز کوئی نشان نہ پایا وہاں کچھ روڑے پڑے ہوئے تھے میں نے ایک ڈھیلا اٹھایا اس سے پاکیزہ خوشبو آ رہی تھی۔

حضور ﷺ کا پاکیزہ و بے مثل خون مبارک

روایت میں ہے کہ لوگ آپ ﷺ کے بول شریف اور لہو مبارک سے برکت حاصل کرتے تھے۔

پیشاب کے متعلق پیچھے بیان ہو چکا لہو شریف کا پینا بھی کئی دفعہ واقع ہوا ہے ان میں سے ایک وہ حجام تھا جو آپ ﷺ کی حجامت بناتا تھا اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پچھنے لگائے خون نکلا تو پی گیا سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے خون کو کیا کیا ہے اس نے کہا میں خون باہر لے گیا تھا تاکہ اسے پنہاں کر دوں میں نے نہ چاہا کہ آپ ﷺ کے خون مبارک کو زمین پر پھینکوں پس میں نے اسے اپنے پیٹ میں چھپا لیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا بے شک تم نے بہانہ بنا کر اپنے نفس کی حفاظت کر لی ہے یعنی بیماریوں اور بلا سے۔

روایت میں آیا ہے کہ جب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُحد کے دن زخمی ہوئے تھے تو ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد مالک بن سنان نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم شریف پر جراحت کی تاکہ زخموں کو مفید ہو اسے لوگوں نے کہا کہ اپنے منہ سے خون کو پھینک دو اس نے کہا اللہ کی قسم ہرگز زمین پر نہیں پھینکوں گا پس وہ اسے پی گئے پس آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مرد جنتی کو دیکھنا چاہتا ہے وہ اس آدمی کو دیکھ لے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حجامت بنوائی پس آپ ﷺ نے مجھے اپنے خون والا برتن دیا کہ اس خون کو کسی ایسی جگہ پوشیدہ کر دو جہاں کوئی نہ دیکھے پس میں نے اسے پی لیا کیونکہ اس سے زیادہ پوشیدہ کوئی جگہ میں نے نہ پائی حضور علیہ السلام نے فرمایا وائے تمہیں لوگوں سے اور وائے لوگوں کو تم

سے۔

اس سے حضور علیہ السلام نے انکی قوت ومردانگی اور شجاعت وشہامت کی طرف اشارہ کیا جو اس خون سے حاصل ہوئی۔اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اس وقت فرمایا جب انھوں نے خون مبارک پی لیا تھا کہ ''تمہیں دوزخ کی آگ مس نہ کرے گی سوائے قسم کے لئے جو حق تعالیٰ نے کھائی ہے''۔

حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی بے مثال مردانگی قوت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک رات کے دوران اپنی گیارہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے پاس تشریف فرما ہوتے تھے راوی کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا آیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اتنی طاقت تھی؟ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تیس مردوں کے برابر قوت عطاء کی تھی یہ روایت بخاری میں ہے اور دیگر ایک حدیث میں چالیس جنتی مردوں کی طاقت بتائی گئی اور ایک جنتی مرد کی طاقت سو مردوں کے برابر ہوتی ہے۔ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام کھانے کی ایک دیگ لے کر حاضر ہوئے اس میں سے میں نے کچھ کھالیا تو مجھ میں چالیس مردوں کی طاقت آ گئی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی بے مثل قوت باصرہ

قوت باصرہ (دیکھنے کی قوت) کے اعتبار سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت کی یہ دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میرے لئے روئے زمین سمیٹ دی گئی ہے اور میں نے اس کے تمام مشارق ومغارب کو دیکھا لئے۔ (مسلم شریف ج۲ص ۳۹۰)

نیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی صفوں کو قائم کر دو اور مل کر کھڑے ہو کیوں کہ میں تمہیں پسِ پشت بھی دیکھتا ہوں۔ اور ایک جگہ فرمایا کہ میرے لیے تمام آسمان اور زمین منکشف ہو گئے میں نے تمام آسمان اور زمین کو جان لیا۔

رسول اللہ ﷺ کی بے مثل قوت سامعہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سماعت تمام انسانوں سے زیادہ تھی کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا آسمان چرچراتا ہے اور اس کا چرچرانا بجا ہے آسمان میں ایک قدم کی جگہ بھی نہیں ہے مگر اس میں کوئی نہ کوئی فرشتہ سجدہ ریز ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان کے چرچرانے کی آواز سنی نیز آپ ﷺ نے فرمایا ایک پتھر جہنم میں گرایا جا رہا ہے جو ابھی تک جہنم کی تہہ تک نہیں پہنچا آپ ﷺ نے اسکی آواز سنی اس قوت کی نظیر حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی عطا کی گئی کیونکہ انھوں نے چیونٹی کی آواز سنی۔ قرآن مجید میں ہے۔

ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان (علیہ السلام) کو چیونٹی کا کلام سنایا اور یہ قوت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بھی حاصل تھی کیونکہ آپ ﷺ نے بھیڑئے اور اونٹ سے کلام کیا۔

آپ ﷺ کی بے مثل قوت شامہ کی دلیل

نبی ﷺ کی قوت شامہ کی خصوصیت پر حضرت یعقوب علیہ السلام کا واقعہ دلیل ہے کیونکہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے حکم دیا کہ میری قمیض لے جاؤ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈال دو اور قافلہ وہ قمیض لے کر روانہ ہوا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔ مجھے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو آ رہی ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض کی خوشبو کئی دن کی مسافت کا فاصلہ سے سونگھ لی۔

نبی کریم ﷺ کی بے مثل قوت ذائقہ

نبی ﷺ کے چکھنے کی قوت کی خصوصیت کی دلیل یہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس گوشت کا ٹکڑا بھیجا گیا تو فرمایا اس میں زہر ملا ہوا ہے۔

بے مثل قوت لامسہ

نبی ﷺ کی قوت لامسہ کی خصوصیت کی دلیل یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو وہ آگ ان پر ٹھنڈی اور سلامتی ہو گی

(شرح صحیح مسلم)

اعتراضات کے جوابات

بشریت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تحت چند اعتراضات کئے جاتے ہیں جنکے جوابات مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف جاء الحق سے منقول ہیں۔

اعتراض: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے متعلق فرمایا'' ولتکرموا اخاکم '' تم اپنے بھائی کا (یعنی ہمارا) احترام کرو جس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام ہمارے بھائی ہیں مگر بڑے بھائی ہیں نہ کہ چھوٹے۔

قرآن فرماتا ہے

الی مدین اخاھم شعیبا والی ثمود اخاھم صلحا والی عادا خاھم ھودا

ان آیات میں رب تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کو مدین ثمود اور عاد کا بھائی فرمایا ہے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اُمتیوں کے بھائی ہوتے ہیں۔

جواب: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے کرم کریمانہ سے بطور تواضع وانکسار فرمایا اخاکم اس فرمانے سے ہم کو بھائی کہنے کی اجازت کیسے ملی؟

ایک بادشاہ اپنی رعایا سے کہتا ہے کہ میں آپ لوگوں کا خادم ہوں تو رعایا کو حق نہیں کہ بادشاہ کو خادم

کہ کر پکارے اسی طرح ربّ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شعیب وصالح وہود علیہم السلام مدین اور ثمود اور عاد قوموں میں سے تھے کسی اور قوم میں سے نہ تھے یہ بتانے کے لئے اخاھم فرمایا یہ کہاں فرمایا کہ ان کی قوم والوں کو بھائی کہنے کی اجازت دی گئی ہے انبیائے کرم علیہم السلام کو برابری کے القاب سے پکارنا حرام ہے اور لفظ بھائی برابری کا لفظ ہے باپ بھی گوارہ نہیں کرتا کہ اس کا بیٹا اس کو بھائی کہے۔

اعتراض: قرآن کہتا ہے'' انما المومنون اخوۃ ''مسلمان آپس میں بھائی ہیں اور حضور علیہ السلام بھی مومن ہیں لہٰذا آپ ﷺ بھی ہم مسلمانوں کے بھائی ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کو کیوں نہ بھائی کہا جاوے۔

جواب: پھر تو خدا عز وجل کو بھی اپنا بھائی کہو کیونکہ وہ بھی مومن ہے قرآن میں ہے'' المومن المهيمن العزیر الجبار المتكبر ''اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو مومن کہا لہٰذا خدا عز وجل بھی مسلمانوں کا بھائی معاذ اللہ نیز بھائی کی بیوی بھابی ہوتی ہے اور اس سے نکاح حلال اور نبی ﷺ کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں ان سے نکاح کرنا حرام ہے لہٰذا نبی ﷺ ہمارے لئے مثل والد ہوئے والد کی بیوی ماں ہے نہ کہ بھائی کی بیوی ہم تو مومن ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عین ایمان۔ حضور علیہ السلام اور عام مومنین میں صرف لفظ مومن کا اشتراک ہے جیسے ربّ عز وجل اور عام مومنین میں نہ کہ حقیقت مومن میں۔

اعتراض: حضور علیہ الصلوٰۃ السلام اولاد آدم علیہ السلام ہیں ہماری طرح کھاتے پیتے سوتے جاگتے اور زندگی گزارتے ہیں بیمار ہوتے ہیں، موت آتی ہے اتنی باتوں میں شرکت ہوتے ہوئے انکو بشر یا اپنا بھائی کیوں نہ کہا جاوے۔

جواب: کفار نے کہا کہ ہم اور پیغمبر علیہ السلام بشر ہیں کیونکہ ہم اور وہ دونوں کھانے سونے میں وابستہ ہیں اندھوں نے یہ نہ جانا کہ انجام میں بہت بڑا فرق ہے بھڑ اور شہد کی مکھی ایک ہی پھول چوستی ہے مگر اس (بھڑ) سے زہر اور اس (یعنی شہد کی مکھی) سے شہد بنتا ہے۔ دونوں ہرن

ایک ہی دانہ پانی کھاتے ہیں مگر ایک سے پاخانہ اور دوسرے سے مشک بنتا ہے یہ (یعنی عام بشر) جو کھاتا ہے اس سے پلیدی بنتی ہے نبی ﷺ کے کھانے سے نور خدا ہوتا ہے۔ یہ تو سوال ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ میری کتاب اور قرآن یکساں ہیں کیونکہ یہ دونوں ایک ہی روشنائی سے ایک کاغذ پر ایک ہی قلم سے لکھی گئیں ایک حروف تہجی سے دونوں بنیں ایک ہی پریس میں چھپیں ایک ہی جلد ساز نے باندھی ایک ہی الماری میں رکھی گئیں پھر ان میں فرق ہی کیا ہے مگر کوئی یہ بیوقوف بھی نہیں کہے گا کہ ان ظاہری باتوں سے ہماری کتاب قرآن کیطرح کیسے ہوگئی تو ہم صاحب قرآن ﷺ کی مثل کس طرح ہو سکتے ہیں۔ یہ نہ دیکھا کہ حضور ﷺ کا کلمہ پڑھا جاتا ہے ان کو معراج ہوئی ان کو نماز میں سلام کرتے ہیں ان پر درود بھیجتے ہیں تمام انبیاء علیہم السلام و اولیاء رحمہم اللہ ان کے خدام بارگاہ ہیں یہ اوصاف تو دوسرے کیا ملائکہ کو بھی نہ ملے۔

نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیع الاوّل
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

دھوم ہے عطّار ہر سو شاہ کے میلاد کی
• جھوم کر تم بھی پکارو مرحبا یا مصطفی ﷺ

میلاد شریف کی حقیقت اور ہمارا عقیدہ

حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''میلاد شریف کی حقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک کا واقعہ بیان کرنا، حمل شریف کے واقعات، نور محمدی ﷺ کی کرامات، نسب نامہ یا شیر خوارگی اور حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں پرورش حاصل کرنے کے واقعات بیان کرنا اور حضور علیہ السلام کی نعت پاک نظم یا شعر میں پڑھنا سب اس کے تابع ہیں اب واقعہ ولادت خواہ تنہائی میں ہو یا مجلس جمع کر کے اور نظم میں پڑھ کر یا شعر میں کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر جسطرح بھی ہو اس کو میلاد شریف ہی کہا جائے گا۔

حکم! محفل میلاد شریف منعقد کرنا اور ولادت پاک کی خوشی منانا۔ اسکے ذکر کے موقع پر خوشبو لگانا، گلاب چھڑکنا، شیرنی تقسیم کرنا غرضیکہ خوشی کا اظہار جس جائز طریقہ سے ہو وہ مستحب اور بہت ہی باعث برکت اور رحمت الٰہی کے نزول کا سبب ہے۔

اب جشن میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ثبوت پر چند آیات قرآنیہ، احادیث مبارکہ اور بزرگان دین رحمھم اللہ کے نظریات پیش خدمت ہیں۔ اور آخر میں دو مشہور اعتراضات کے جواب بھی دیئے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حق بات سمجھنے اور اسے دل سے قبول کر کے عمل پیرا ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن سے جشن ولادت کا ثبوت

اللہ کی نعمتوں کا چرچہ کرو

واذ کروانعمت اللّٰہ علیکم (پارہ 4 سورہ ال عمران آیت 103)

ترجمہ کنزالایمان: اور یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت جو تم پر ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے

واَمّا بنعمت ربّك فحدّث۔ (پارہ 30 سورہ والضحیٰ ۔آیت 11)

ترجمہ کنز الایمان: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو

مزید ارشاد ہوتا ہے۔

قل بفضل اللّٰہ و برحمته فبذ الك فليفر حواهو خير ممّا ييجمعون

(پارہ 11 سورہ یوسف۔آیت 58)

ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔

تشریح: ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اپنے انعامات کثیرہ اور رحمت جلیلہ پر خوشیاں منانے کا حکم دے رہا ہے اور حضور نبی کریم روف رحیم ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

وما ارسلنٰك الاّ رحمته للعالمين (پارہ 17 انبیاء آیت 107)

ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کیلئے:

تشریح: ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی آمد و دنیا میں تشریف آوری پر خوشیاں منانے کا قرآن حکم دے رہا ہے

کیونکہ سابقہ آیات میں رحمت کے نزول پر خوشی منانے کا حکم ہے اور اسی آیت میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے رحمت ہونے کا ثبوت ہے۔ الحمد اللہ اہلسنت والجماعت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان عالیشان پر عمل کرتے ہوئے ہر سال اپنے پیارے آقا مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشیاں مناتے ہیں۔

مومنین پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان

لقد منّ اللّٰہ علی المومنین اذبعث فیھم رسولاً من انفسھم

(پارہ 4۔سورہ آل عمران آیت 164)

ترجمہ کنز الایمان : بے شک اللہ کا بڑا احسان ہو مسلمانوں پر کہ ان میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

تشریح : اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر احسان جتلا رہا ہے جس سے پتہ چلا کہ حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہیں کیونکہ اتنی بے شمار نعمتیں عطا فرمانے کے باوجود کسی نعمت پر احسان جتلانے کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن جب اپنے حبیب ﷺ کی بعثت کا تذکرہ کیا تو احسان جتلانے کا اعلان ہورہا ہے لہذا اللہ تعالیٰ کی اتنی عظیم الشان نعمت پر خوشی منانی چاہیے نہ کہ غم۔

انبیاء علیہم السلام نے بھی ولادت کی بشارتیں دیں

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمهٗ احمد

(پارہ 28 سورہ صف۔ آیت 6)

ترجمہ کنز الایمان : اور ان رسول (ﷺ) کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد (ﷺ) ہے۔

تشریح : اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چرچے کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے اور الحمد للہ آج اہلسنت والجماعت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جشن ولادت مناتے ہیں۔

احادیث سے جشن میلاد کا ثبوت

جشن میلاد پر کافر کو بھی انعام ملا

فلماً مات ابو لهب اریه بعض اهله بشرّ هئیته قال لهٗ ماذا بقیت قال ابولهب لم الق بعد کم خیرا انیّ سقیت فی هذهِ بعتا قتی ثویبته:

(بخاری شریف۔ ج۔2۔ کتاب النکاح)

ترجمہ: پس جب ابولہب مرگیا تو اسکے بعض اہل خانہ نے اسے خواب میں بری حالت میں دیکھا تو اس سے پوچھا تیرا کیا حال ہے تو ابولہب نے کہا میں نے تمھارے بعد کوئی بھلائی نہیں پائی لیکن مجھے اس انگلی سے پانی دیا جاتا ہے جس سے میں نے (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں) ثویبہ (ابولہب کی لونڈی) کو آزاد کیا تھا۔

تشریح: اس حدیث پاک کی وضاحت کرتے ہوئے مفتی احمد یار خان نعیمی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ابولہب حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھائی تھا۔ اسکی لونڈی ثویبہ نے آکر اسکو خبر دی کہ آج تیرے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند (ﷺ) پیدا ہوئے اس نے خوشی میں اس لونڈی کو انگلی کے اشارے سے کہا کہ جا تو آزاد ہے یہ سخت کافر تھا جس کی برائی قرآن میں آرہی ہے مگر اس خوشی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس پر کرم فرمایا کہ جب دوزخ میں وہ پیاسا ہوتا ہے تو اپنی اس انگلی کو چوستا ہے پیاس بجھ جاتی ہے حالانکہ وہ کافر تھا۔ ہم مومن وہ دشمن تھا ہم ان کے بندے بے دام اس نے بھتیجے کے پیدا ہونے کی خوشی کی تھی نہ کہ رسول اللہ ﷺ کی ہم رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی خوشی کرتے ہیں تو وہ کریم ﷺ ہیں ہم انکے بھکاری تو کیا وہ کچھ نہ دیں گے"

اسی واقعہ کی تشریح کرتے ہوئے عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اس واقعہ میں میلاد منانے والوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشیاں منانے والوں اور میلاد پاک پر مال خرچ کرنے والوں کو دودھ پلانے کی وجہ سے آزاد کرنے پر جب اسے انعام دیا گیا تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا۔ جو محبت مصطفیٰ ﷺ میں بھرپور ہے اور محفل میلاد پر مال بھی خرچ کرتا ہے۔

(مدارج النبوات ج2)

رسول اللہ ﷺ بھی اپنا یوم ولادت مناتے

سئل رسول الله صلى اللّٰه عليه وسلم من صوم يوم الاثنين فقال فيه ولادت وفيه انزل علي۔ (صحیح مسلم)

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ آپ ﷺ پیر کے دن روزہ کیوں رکھتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیونکہ اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل ہوا۔

تشریح : معلوم ہو کہ جشن ولادت منانا خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے کیونکہ اس حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ اپنی ولادت کی خوشی میں اظہار تشکر کیلئے روزہ رکھتے۔

جشن ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کی ابتداء

بعض حضرات کہتے ہیں کہ محفل میلاد کی ابتداء اربل کے بادشاہ ابوسعید مظفر نے کی اور یہ شخص بہت بڑا بدبخت اور فاسق وفاجر تھا ابوسعید مظفر کے زمانہ سے پہلے محفل میلاد کا کہیں ثبوت نہیں لہذا یہ بدعت ہے۔

لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہ ان لوگوں کا بہت بڑا افتراء ہے جسکا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں محفل میلاد ابوسعید مظفر کے زمانے سے پہلے بھی منعقد ہوتی تھی جیسا کہ امام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''اہل اسلام میلاد کے مہینہ میں ہمیشہ سے محافل میلاد مصطفیٰ ﷺ منعقد کرتے آئے ہیں''۔

ابوسعید مظفر بہت ہی نیک و پارسا اور عاشق رسول ﷺ تھے اور ہر سال محافل میلاد کا دھوم دھام سے اہتمام کرتے تھے۔جیسا کی حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

الملك المظفر ابو سعيد كو كبرى احد الاجود والسادات اليبراء والملك الا مجادله اثار حسنته وكان يعمل المولدالشريف فى ربيع الاوّل و يحتفل به احتفالاً وكان مبع ذالك شهماً شجاعاً فاتكاً بطلاً عا قلاً عالماً عادلاً رحمته الله واكرم مثواهُ وقد صَنف اشيخ البوالخطاب ابن رحيته

له مجلد فی المواد النبوی سماه التسنویر فی مولدالبشیر النذیر فاجازه بالف دینار وقدطالت مرته' فی الملك فیزماناالدولته الصلاحیته وقدكان محاصر عكاوالی هذه السنته محمود السیرة والسر یرة قال البسط حكی بعض من حضر سماط المظفر فی بعض الموالد كان یمدفی ذالك السماط الاف راس مثوٰی و عشرة آلاف رجاجته وماء ة الف زبدیه وثلاثین الف محسن حلوی قال وكان یحفر عنده' فی ا؛ع؛داعیان العماء والصوفیت وكانت له دار فیافته للوافدینمن ای جهته و من ای اصفته وكانت صدقاته' فی جمیع القرب والطاعات علی اطرمینو غیرهماوكان یعرف علی المولد فی كل سنته ژلا ثمائته دینار و علی فی كل سنته مائته الف دینا و علی اطرمین والمیاره بدرب الحجاز ثلاثین الف دینا ر سوٰی صدقات السر رحمه الله تعالٰی وكانت وفاته بقلعته اربل و اوصی ان یحمل الی مكته فلم یتفق فدفن بمشهد علی۔

(البدائیہ والنھایہ 1320۔ص 136۔مصنف حافظ ابن کثیر)

ترجمہ : بزرگ اور نیک بادشاہوں اور عظیم اور فیاض سرداروں میں سے ایک شخص ابوسیعد مظفر بادشاہ تھے وہ ربیع الاول میں میلاد شریف کرتے تھے اور بہت عظیم محفل منعقد کرتے تھے اسکے ساتھ ساتھ وہ بہت زیرک، بہادر، مدبر، پرہیز گار، عادل اور عالم دین تھے۔ شیخ ابوالخطاب ابن وحیہ سے میلاد شریف کے موضوع پر التنویر فی مولدالبشیر النزیر نامی ایک کتاب جس پر انھوں نے شیخ مذکورہ کو ایک ہزار دینار اانعام دیا۔ انکی حکومت کافی عرصہ تک قائم رہی۔ عکا کا محاصرہ کرتے ہوئے واصل بحق ہوئے انکی سیرت اور حکومت بہت عمدہ تھی جولوگ مظفر بادشاہ کی محفل میلاد میں شریک رہے انکا کہنا ہے کہ اس محفل میں پانچ ہزار بھنی ہوئی سریاں ہوتی تھیں، دس ہزار مرغیاں، ایک لاکھ پنیر کی ٹکیاں، تیس ہزار مٹھائی کی ڈلیاں اور انکی محفل میلاد میں بہت بڑے بڑے علماء صوفیا شریک ہوتے تھے۔ ہر علاقہ اور ہر قسم کے مہمانوں کے لئے بادشاہ مذکورہ کا دستر خوان کھلا رہتا تھا وہ ہر قسم کی عبادات میں صدقہ اور خیرات کرتے تھے حرمین شرفین کی عبادات پر بہت خرچ کرتے تھے اور میلاد شریف کی محفل پر ہر سال تین لاکھ دینار خرچ کرتے تھے اور

مہمان خانہ پر ہر سال ایک لاکھ دینار خرچ کرتے تھے اللہ تعالیٰ بادشاہ مظفر پر رحمت کرے جو صدقات وہ خفیہ طور پر کرتے تھے۔ان کی تعداد اسکے علاوہ ہے (630ھ میں) اربل کے قلعہ پر فوت ہوگئے انھوں نے مکہ مکرمہ میں مدفون ہونے کی وصیت کی تھی لیکن پوری نہ ہوسکی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں انھیں دفن کردیا گیا۔

تشریح: ابن کثیر کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ مظفر بادشاہ محفل میلاد کے موجد (ایجاد کرنے والے) نہیں تھے بلکہ اس روایت سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ آپ محفل میلاد کا بڑی دھوم دھام کے ساتھ اہتمام کرتے تھے لہذا ثابت ہوا کہ محفل میلاد کا انعقاد عالم اسلام میں ہمیشہ سے ہوتا چلا آرہا ہے اور بزرگوں کا اسی پر عمل رہا ہے۔

بزرگان دین کا عقیدہ

امام ابن جزری کا عقیدہ

قال ابن الجزری فاذ اکان ھذا ابولھب الکافرلذی نذل القرآن بذمه جوزی فی النار بفرحه لیلته مولدالنبی ﷺ به فما حال المسلم الموحدمن امتهٖ علیه السلام الذی یسر بمولدهٖ ویبذل ماتصل اله قدرته فی محبتهٖ ﷺ لعمر انمایکون جزاء من الله الکریم ان یدخله' بفضله العمیم جنات النعیم (مواہب لدنیا۔ ج ا۔ص 27 مصنف امام قسطلانی)

ترجمہ: فرمایا امام ابن جزری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہ ابولہب جیسے کافر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منانے کی وجہ سے جزا دی گئی حالانکہ قرآن میں اسکی مذمت آئی ہے تو حضور نبی کریم ﷺ کے اس مسلمان امتی کا کیا حال ہوگا جو اپنے نبی ﷺ کا اپنی قدرت وطاقت کے مطابق جشن ولادت مناتا ہے مجھے اپنی عمر کی قسم کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امتی (جو ولادت مصطفیٰ ﷺ مناتا ہے) کیلئے یہی جزا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل عظیم اور جنّت نعیم میں داخل فرمائے۔

امام قسطلانی کا عقیدہ

ولا زال اھل الاسلام یحتفلون بشھر موالدہ ﷺ و یعملون الولائم ولیتصدقون الولائم و لیتعدقون جی لیالیہ بانواع الصدقات و یظھرون السرور ییریدون فی المبراث و یصتنون بقراء ۃ مولد الکریم و یظھر علیھم من برکاتہ کل فضل عمیم و مما جرب من خوصہ انہٗ امان فی ذٰلک العام و بشریٰ عاجلتہ بنیل البضیتہ و لمرام فرحم اللہ امراً الخذ لیالی شھر مولدہ المبارک ایعاداً لیکون اشر علتہ علی من فی قلبہ مرض و عناو۔ (مواہب لدنیا۔ ج۔ا۔ص۔ 27)

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ کے یوم ولادت کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محافل منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور اسی مسرت کے موقع پر کھانے پکاتے رہے ہیں اور شب ولادت میں مختلف قسم کی خیرات وغیرہ کرتے رہے ہیں اور سرور و خوشی کرتے رہے ہیں اور نیک کاموں میں ہمیشہ زیادتی کرتے رہے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی ولادت کریمہ کے موقع پر قرأت کا اہتمام کرتے چلے آرہے ہیں اس جشن ولادت سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل نازل ہوتا رہا ہے۔

اور اس کے خواص سے یہ امر مجرب ہے کہ انعقاد محفل میلاد اس سال میں موجب امن وامان ہوتا ہے اور ہر مقصود و مراد پانے کیلئے جلدی آنے والی خوشخبری ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُس شخص پر بہت رحمتیں فرمائے جس نے ماہ میلاد مبارک کی ہر رات کو عید بنالیا تا کہ یہ عید میلاد اس شخص پر سخت ترین علت و مصیبت بن جائے جس کے دل میں مرض و عناد ہے۔

علامہ اسماعیل حقی کا عقیدہ

قال الامام الیسوطی قدس سرہ یستحب لنا اظھار الشکر المولدہ علیہ السلام۔ (روح البیان۔ ج 9۔ ص 56)

ترجمہ: امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک مستحب و افضل ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت پر تشکر کا اظہار کیا جائے۔

ابن حجر ھیتمی کا عقیدہ

فقدقال ابن الحجر الهيتمی انّ البد عته الحسنته متفق علی ندبها و عمل المولدوا جتماع الناس له كذالك بر عته حسنته۔

(تفسیر روح البیان پارہ 26)

ترجمہ : یہی تحقیق ابن حجر ہیتمی فرماتے ہیں کہ بدعت حسنہ کے مندوب (مستحب) ہونے پر سب متفق ہیں اور مولود پاک کرنا اوراس کے لئے لوگوں کا اجتماع کرنا بھی اسی طرح بدعت حسنہ ہے۔یعنی اچھا طریقہ ہے

امام سخاوی کا عقیدہ

قال السخاوی لميفصل ه احد من القرون انثلته و انّما حدث بعد ثم لازال اهل الاسلام من سائر الاقطارو المدن الكبار يعملون المولد وتيعد قون بانواع الصدقٰت و يعتنون بقراء ته عليهم كل فضل

(تفسیر روح البیان پارہ 26)

ترجمہ : فرمایاامام سخاوی رحمتہ اللہ علیہ نے کہ قرونِ ثلاثہ میں کسی نے بھی میلا دنہیں منایا بلکہ یہ بعد میں ایجاد ہوا پھر ہر طرف اور ہر شہر کے اھل اسلام ہمیشہ ولادت پاک مناتے رہے اور مختلف قسم کے صدقات کرتے رہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مولود پاک پڑھنے کا اہتمام کرتے رہے اوران مجالس کی برکت سے ان پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل ہوتا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی کا عقیدہ

قال الامام اليسوطی قدس سره' يستحب لنا اظهار الشكر لمولده عليه السلام۔

(روح البیان۔ج۔ا۔ص 56)

ترجمہ : امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مولدِ پاک پراظہارتشکر کرنا ہمارے نزدیک افضل ومستحب ہے

شیخ محمد طاہر محدث کا عقیدہ

مظہر مزبع الانواز والد حمته شهر ربیع الاوّل وانّه' شهر امرنا باظهار اطبور فیه کل عام (جمع بحار الانوار۔ ج3۔ ص550)

ترجمہ : ربیع الاوّل کا مہینہ منبع انوار اور رحمت کا مظہر ہے اور بیشک ربیع الاوّل ایک ایسا مہینہ ہے کہ جس میں ہمیں ہر سال خوشی و مسرت کے اظہار کا حکم دیا گیا ہے۔

عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ

ولا زال اهل 'الاسلام يحتفلون بشهرمولده صلى الله عليه وسلم

(ماثبت بالسنتہ ص79)

ترجمہ : اور ہمیشہ سے اھل اسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلادِ پاک کی ہر مہینے میں محافل منقعد کرتے آئے ہیں۔

حضرت شیخ عبداللہ سراج حنفی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ

میلاد شریف پڑھتے وقت جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا ذکر آئے تو اس وقت کھڑا ہونا بڑے بڑے ائمہ سے ثابت ہے ائمہ اسلام اور حکام نے کسی انکار اور رد کے بغیر اسے برقرار رکھا لہذا یہ مستحسن کام ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان سے بڑھ کر تعظیم کا کون مستحق ہو سکتا ہے اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کافی ہے فرماتے ہیں جس چیز کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہوتی ہے۔

(ماخوذ نوید سحر)(المستدرک علی الصحیحین للحاکم۔ ج3۔ ص78)

محمد عبداللہ بن عبداللہ بن حمید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ

میلاد النبی ﷺ، سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حصہ ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ سیرت رسول ﷺ کا مکمل یا کچھ حصہ بیان کرنا مستحب ہے اور آپکے ذکر ولادت کے وقت کھڑا ہونا تعظیم کا تقاضا ہے اور شریعت کے منافی نہیں ہے۔

(الدر المنظم ص139 تا142)(ماخوذ نوید سحر)

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ

اس میں کیا حرج ہے کہ اگر محفل میلاد میں قرآن پاک کی تلاوت کی جائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مبارکہ اور صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنھم کی شان میں قصیدے پڑھے جائیں۔

(مکتوبات دفتر سوم ص 169)

شیخ زین الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ

ولی کامل شیخ زین الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر جمعرات کو چند من چاول پکا کر رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے حضور نزرانہ پیش کرتے۔ لطف یہ ہے کہ چاول کے ہر دانہ پر تین تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی ہوتی۔ میلاد شریف کے ایام میں شیخ موصوف چاول کی اس مقدار پر ہر روز ایک ہزار پیانہ زیادہ کرتے۔ یہاں تک کہ 12 ربیع الاول شریف کو بارہ ہزار زیادہ فرماتے اندازہ کیجئے کہ ان بارہ دِنوں کا مجموعی خرچ کہاں تک پہنچا ہوگا۔ اور میلاد شریف کا لنگر کتنا وسیع ہوگا۔

(اخبار الاخیار ص 227)

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ

مکہ مکرمہ میں نبی ﷺ کے میلاد شریف کے دن میں آپ ﷺ کے مولود مبارک پر حاضر تھا جس میں حاضرین نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے تھے اور وہ معجزات بیان کرتے تھے جو آپ ﷺ کی ولادت باسعادت پر ظاہر ہوئے یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ انوار میں نے جسم کی آنکھ سے دیکھے یا روح کی آنکھ سے میں نے تامّل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ان ملائکہ کی جانب سے ہیں (جو میلاد شریف جیسے) اجتماعات و مجالس پر مقرر ہیں اور میں نے دیکھا کہ (انوارِ ملائکہ اور انوار رحمت کا باہم اختلاط ہے۔

(فیوض الحرمین ص 27)

شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ تعالی علیہ کا عقیدہ

ربیع الاول شریف کی برکت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد شریف سے ہے جتنا اُمت کی طرف سے سرکار ﷺ کی بارگاہ میں درودوں اور طعاموں کا ہدیہ پیش کیا جاتا ہے اتنا ہی اُمت پر آپ کی برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔ (فتاوی عزیزی ج ا۔ص 163)

عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالی علیہ کا عقیدہ

دوریں جاسند است مراہل موالید راکه دشب میلاد آں سرور سرور کنند وبذل نمایند یعنی البولہب که کافر بود چوں سرور میلاد آں حضرت و بذل شیر جاریه دے بجہت آں حضرت جزادادہ شد تاحال مسلماں که مملواست ببجمہت آں حضرت جزادادہ شد تاحال مسلمان که مملواست بمحبت و سرور و بذل مال دردے چه باشد لیکن باید که از بدعت ہا که عوام احداث کردہ انداز تعنی وآلات محترمه و منکرات خالی باشد. (مدارج النبوت ج دوم)

ترجمہ : (ابولہب کا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی کو آزاد کرنے کی وجہ سے قبر میں بھی پانی دیئے جانے والے) اس واقعہ میں میلاد منانے والوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شب ولادت پر خوشیاں منانے والوں اور میلاد پاک پر مال خرچ کرنے والوں کیلئے بہت بڑی دلیل ہے کیونکہ ابولہب جو کہ پکا کافر تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں اور ثویبہ لونڈی کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کی وجہ سے آزاد کرنے پر جب اسے انعام دیا گیا تو اس مسلمان کا حال کیا ہوگا جو محبت مصطفی ﷺ میں بھرپور اور محفل میلاد پر مال بھی خرچ کرتا ہے۔

لیکن اس بات کا ضرور خیال رکھا جائے کہ مولود شریف عوامی بدعتوں مثلاً گانے باجے اور حرام کاموں سے پاک ہو۔

عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایمان افروز عقیدہ

شب میلاد مبارک لیلتہ القدر سے بلاشبہ افضل ہے اس لئے میلاد کی رات خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی رات ہے اور شب قدر حضور ﷺ کو عطا کی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ جس رات کو ذات مقدسہ سے شرف ملاوہ اس رات سے ضرور افضل قرار پائے گی جو حضور کو دیئے جانے کی وجہ سے شرف والی ہے نیز لیلتہ القدر نزول ملائکہ کی وجہ سے مشرف ہوئی اور لیلتہ المیلاد بنفس نفیس حضور صلی الہ علیہ وسلم کے ظہور مبارک سے شرف یاب ہوئی اور اسلیئے بھی کہ لیلتہ القدر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر فضل واحسان ہے اور لیلتہ المیلاد میں تمام موجودات عالم پر اللہ تعالیٰ نے فضل و احسان فرمایا کیونکہ حضور رحمتہ العالمین ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تمام خلائق اہل سمٰوٰت والارضین پر عام ہوگئی۔ (ماثبت بالسنتہ ص78)

شاہ عبدالرحیم کا عقیدہ

میں (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ) ہر سال ایام مولد شریف میں کھانا پکا کر لوگوں کو کھلایا کرتا تھا ایک سال قحط سالی کیوجہ سے بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میتسر نہ ہوا میں نے وہی چنے تقسیم کر دیئے رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی بھنے ہوئے چنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان چنوں سے بہت خوش اور مسرور ہیں

(الدرالثمین ص8)

اکابرین دیوبند کے عقائد

عبداللہ بن محمد بن عبدالوھاب نجدی کا عقیدہ

وارضعته ثويبه عتيقته ابى لهب اعتقها حسين بشرته بولادته صلى الله عليه وسلم وقد رئوى البولهب بعد موته فى النوم فقيل له ماحالك ؟ فقال فى النار، الاانّه خفّف عنى كل اثنين، وانّ ذالك باعتاق ثويبته عند ما بشرتنى بولادة النبيّ صلى الله عليه وسلمو بار فنا عها له قال ابن الجوزى فازا كان هذا البوالهب الكافر الذى نزل القرآن بذمه جوزى بفرحته ليلته مولد النبيّ صلى الله عليه وسلم به فما حال المسلم الموحد من امته يسر بمولده؟

(مختصر سیرۃ الرسول ص 13)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوثویبہ جوابولہب کی آزاد کردہ لونڈی تھی نے دودھ پلایا جب ثوبیہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری ابولھب کو دی تو اس نے ثویبہ کو مولود پاک کی خوشی میں آزاد کردیا ابولہب کے مرنے کے بعد جب اسے خواب میں دیکھا گیا۔ تو اس سے پوچھا گیا کہ تو کس حال میں ہے اس نے جواب دیا میں جہنم میں ہوں۔ لیکن ہر پیر کے روز میرا عذاب ہلکا کردیا جاتا ہے اور اپنی انگلی کیطرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ میں اس کو چوستا ہوں (جس سے مجھے پانی ملتا ہے) اور یہ اسی وجہ سے ہے کہ جب ثوبیہ نے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری دی اور آپکو دودھ پلایا تھا تو میں نے اس خوشی میں اسے آزاد کردیا تھا۔

ابن جوزی فرماتے ہیں کہ ابولہب جو کہ کافر تھا اور اسکی مذمت قرآن میں مذکور ہے جب اسکو ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی منانے پر جزادی گئی ہے تو آپکی امت کا وہ مسلمان جو ولادت پرخوشی منائے وہ کیسے محروم رہ سکتا ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا عقیدہ

اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص 5)

مزید لکھتے ہیں۔

ہمارے علماء میلاد شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں تاہم علماء جواز کیطرف بھی گئے ہیں جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدّد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیئے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جاوے تو مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان ومکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں۔ (شمائم امدادیہ ص 93)

مزید لکھتے ہیں

مولد شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ ﷺ کا ذکر کیسے مذموم ہوسکتا ہے البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہیں اور قیام کے بارے میں کچھ نہیں کہلاتا ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔

(شمائم امدادیہ ص 47)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیئے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کردیا جائے ایسے امور سے انکار کرنا خیر کثیر سے بعض رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت ﷺ کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے جب کوئی آتا ہے تو لوگ اسکی تعظیم کے واسطے کھڑے ہوجاتے ہیں اگر سردار عالم وعالمیان ﷺ کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا۔ (شمائم امدادیہ ص 68)

مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی کا عقیدہ

میرے اساتذہ کرام کا اور میرا عقیدہ مولد شریف کے باب میں قدیم سے یہی تھا اور یہی ہے کہ انعقادِ مجلسی میلاد شریف بشرطیکہ منکرات سے خالی ہو جیسے گانا بجانا اور کثرت سے روشنی بیہودہ نہ

ہو بلکہ روایات صحیحہ کے مطابق ذکر معجزات اور ذکر ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا جائے۔ اور بعد اسکے اگر طعام پختہ شیرینی بھی تقسیم کی جائے اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ اس زمانہ میں جو ہر طرف سے پادریوں کا شور اور بازاروں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے دین کی مزمت کرتے ہیں اور دوسری طرف سے آریہ لوگ جو خدا انکو ہدایت کرے پادریوں کی طرح ان سے زیادہ شور مچاتے ہیں ایسی محفل کا انقعاد ان شرائط کے ساتھ جو میں نے اوپر کیں اس وقت فرض کفایہ ہیں۔

مسلمان بھائیوں کو بطور نصیحت کہتا ہوں کہ ایسی مجلس کرنے سے نہ رکیں اور اقوال بیجا منکر کیطرف جو تعصب سے کرتے ہیں ہرگز نہ التفات کریں اور معیّن یوم میں اگر یہ عقیدہ نہ کہ اس دن کے سوا اور دن جائز نہیں تو کچھ حرج نہیں اور جواز اسکا بخوبی ثابت ہے اور قیام وقت ذکر میلاد کے چھ سو برس سے جمھور علماء صالحین متکلمین اور صوفیا اور علما محدثین نے جائز رکھا ہے۔

(انوار ساطعہ ص294)

رشید احمد گنگوہی کا عقیدہ

وحق آنست کہ نفس ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و سرور نالج نمودن یعنی ایصیال ثواب بروح پر فتوح سید الثقلین از کمال سعادت انسان است

(شفاء السائل)

ترجمہ: نیا ور حق یہ ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ولادت کرنا اور آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح انور کو ایصالِ ثواب کرنے کے لئے فاتحہ خوانی کرنا انسان کیلئے بہت بڑی سعادت کی بات ہے۔

غیر مقلدین کے پیشوا صدیق حسن بھوپالی کا عقیدہ

(ولادت مبارکہ کے بارے میں) بعض نے کہا دہم (10 ربیع الاوّل) اور بعض نے کہا دوازدہم (یعنی 12 ربیع الاوّل کے مہینہ) کو اہل مکہ کا عمل اسی پر ہے۔ طیبی نے کہا روز دوشنبہ دوازدہم (یعنی پیر کا دن 12 ربیع الاوّل) کو پیدا ہوئے (بالاتفاق)

(الشمامتہ العنبر یہ ص70)

مزید لکھتے ہیں۔

عبارت سابقہ سے اظہار فرح میلاد نبوی ﷺ پر پایا جاتا ہے سو جس کو حضرات کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کا منکر ہے وہ مسلمان نہیں۔

اعتراضات کے جوابات

اعتراض: جشن مولود منانا بدعت و ناجائز ہے کیونکہ نہ تو یہ حدیث سے ثابت ہے اور نہ ہی کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کی ولادت کا دن منایا۔

جواب: اوّل تو یہ کہ جشن ولادت مبارکہ بدعت نہیں کیونکہ سابق میں ہم نے قرآن و حدیث سے ثابت کیا۔ اور اگر اسے بدعت تسلیم کر بھی لیا جائے تو ہر بدعت ناجائز و حرام نہیں۔ بلکہ بعض بدعت مستحب اور واجب بھی ہوتی ہے لہذا اسکے جواز کیلئے بدعت کے بارے میں جاننا ضروری ہے۔

بدعت کی تعریف

قال النووی البدعته کل شی عمل علی غیر مثال سبق و فی الشرع احداث مالم یکن فی عھدرسول اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم

(مرقاہ شرح مشکوۃ)

ترجمہ: امام نووی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایسی شے کہ جسکی مثل زمانہ سابق میں نہ ہو اسے بدعت کہتے ہیں اور شریعت میں کسی ایسی چیز کا ایجاد کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نہ ہو بدعت کہتے ہیں۔

ایک تعریف اس طرح بھی کی گئی ہے۔" وہ نیا کام جو زمانہ نبوی ﷺ کے بعد ایجاد ہوا یہ عام ہے کہ اس نئے کام کا تعلق اعتقاد سے ہو یا اعمال سے دینی ہو یا دنیاوی۔

بدعت کی اقسام

بدعت کی دو قسمیں ہیں (1) بدعت اعتقادی (2) بدعت عملی

(1) **بدعت اعتقادی:** ۔ وہ عقائد باطلہ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات

ظاہری کے بعد ایجاد ہوئے جیسے دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ

''اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے'' یا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا نبی آسکتا ہے'' یا'' نماز میں رسول اللہ کا خیال بیل گدھے وغیرہ کے خیال سے بدتر ہے یا''نبی مرکر مٹی میں مل گئے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک)

(2) **بدعت عملی** :۔اسکی دو قسمیں ہیں۔

(1)بدعت حسنہ (2)بدعت سیئہ

(1) **بدعت حسنہ:** وہ نیا کام جو نہ تو خلاف سنت ہو اور نہ ہی کسی سنت کو مٹانے والا ہو جیسے۔محفل میلاد شریف منانا۔یا گیارہویں شریف وعرس بزرگانِ دین رحمہم اللہ منانا۔ مدارس قائم کرنا اور درس نظامی وغیرہ کو رائج کرنا۔

(2) **بدعت سیئہ:** وہ نیا کام جو خلاف سنت ہو یا کسی سنت کو مٹانے والا ہو۔ جیسے،مزارت پر ڈھول پیٹنا، پینٹ شرٹ پہننا وغیرہ۔

حدیث سے بدعت حسنہ اور بدعت سئیہ کا ثبوت

من سن فی الاسلام سنته فله اجرها واجر من عمل بها من بعدہ من غیر ان ینقص من اجورہم شئی و من سن فی الاسلام سنته سیئته کان علیه وزرها ووزر من عمل بها من بعدہ من غیر ان ینعقص من اوزارہم شئی (مسلم شریف،مشکوۃ شریف33)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اسلام میں اچھے طریقے کو رائج کریگا تو اس کو اس کا ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کا بھی ثواب ملے گا جو اسکے بعد اسکے ایجاد کردہ فعل پر گامزن رہے اور عمل کرنے والوں کے اجر میں کچھ کمی واقع نہیں ہوگی اور جو شخص دین اسلام میں کسی برے عمل کو رائج کرے گا تو اس پر اس عمل کو رائج کرنے کا بھی گناہ ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کا بھی جو اس کے بعد اس طریقے پر چلتے رہے اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی۔

تشریح : اس حدیث سے پتہ چلا کہ اچھا طریقہ ایجاد کرنے پر ثواب ہے اور اسی اچھے عمل کو

بدعت حسنہ کہتے ہیں اور جو برا عمل ایجاد کرے گا اسے اس کا گناہ ملے گا۔ اور اسی کو بدعت سیہ کہتے ہیں۔ بدعت کی مزید وضاحت کیلئے دیکھئے ہمارا رسالہ ''شرک و بدعت کی شرعی حیثیت''
مذکورہ بالا سوال کے جواب کا خلاصہ یہ ہوا کہ جشن میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بدعت حسنہ ہے جو کہ ایک نہایت مستحسن و افضل فعل ہے۔
محفل میلاد میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سیرت و کردار، ذکر و نعت کی محافل سجائی جاتی ہیں۔
اور خوب صدقات و خیرات کا اہتمام ہوتا ہے ولادت کی خوشی میں جلسے جلوس کا انعقاد ہوتا ہے لہذا یہ ایک ایسا مستحسن فعل ہے کہ جس کا کوئی بھی مسلمان اور عشق مصطفیٰ ﷺ سے لبریز سینہ رکھنے والا انکار نہیں کرسکتا مگر ھٹ دھرم لہٰذا میلاد شریف کو مطلقاً بدعت کہنا درست نہیں۔

اعتراض: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت 9 ربیع الاوّل کو ہوئی اور آپکا وصال 12 ربیع الاوّل کو ہوا چاہیے تو یہ تھا کہ 12 ربیع الاوّل کو غم منایا جاتا لیکن تم لوگ خوشیاں مناتے ہو۔

جواب: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ 9 ربیع الاوّل کو نہیں بلکہ 12 ربیع الاوّل کو ہوئی اور اہل اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ آپ 12 ربیع الاوّل ہی کو پیدا ہوئے۔ اسکے ثبوت پر چند علمائے کرام کے نظریات پیش خدمت ہیں۔

امام قسطلانی کا نظریہ

والمشهور انه صلى الله عليه وسلم ولد يوم الاثنين ثانى عشر ربيع الاوّل و هو قول محمد ب اسحاق و غيره و قال و عليه عمل اهل مكته قديما و حديثا فى زيادتهم موضع ولده فى هٰذا لوقت (زرقانی علی المواہب ص 132)

ترجمہ: اور یہ بات مشہور ہے کہ بے بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ بروز پیر 12 ربیع الاوّل کو ہوئی اور محمد بن اسحاق اور دوسرے علماء کا بھی یہی قول ہے اور اہل مکہ کا بھی اسی پر عمل ہے کہ وہ آج تک 12 ربیع الاوّل کو آپکی ولادت کی جگہ کی زیارت کرتے ہیں۔

امام محمد بن عبدالباقی مالکی کا نظریہ

وقال ابن کثیر وھو المشھور عندالجھور و بالغ ابن الجزّار فنوّل فیه الاجماع وھوالذی علیه العمل

(زرقانی ص 132-1)

ترجمہ: فرمایا ابن کثیر نے کہ جمہور علما کے نزدیک یہی مشہور ہے (کہ آپ 12 ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے) اور ابن جزار نے اسی پر عمل کیا ہے اور آپ نے اجماع نقل کیا ہے کہ اسی پر (یعنی 12 ربیع الاوّل) پر عمل ہے۔

علامہ ابن اثیر کا نظریہ

ولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یوم الاثنین لاشنتی عشر لیلته خلت من شھر ربیع الاوّل۔

(ابن اثیر۔ج ا۔ص 205)

ترجمہ: رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ بروز پیر 12 ربیع الاوّل کو ہوئی۔

علامہ ابن ہشام کا نظریہ

ولد رسول اللہ صلی الله علیه وسلم یوم الاثین لا چننی عشر ئیلته خلت من شھر ربیع الاوّل

(ابن ہشام ج ا۔ص 167)

ترجمہ: رسول اللہ کی ولادت مبارکہ بروز پیر 12 ربیع الاول کو ہوئی۔

ابوجعفر محمد بن جریر طبری کا نظریہ

ومولود حضرت رسالت مآب صلی اللّٰہ علیه وسلم آن سال بود که ابرہه سپاہ دپیل بدر کعبه آورده بود ہلاک گشت و روسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم در امسال بوجود آمده بود در روز دو شنبه دوازدہم غزوه شہر ربیع الاوّل۔

(تاریخ طبری ج 3۔ص 339)

ترجمہ: اور حضرت رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ اس سال ہوئی جس سال

ابرہہ اپنے لشکروہاتھیوں سمیت خانہ کعبہ پر حملہ آور ہونے کے لیئے آیا اور ہلاک کر دیا گیا اور 12ربیع الاوّل بروز پیر کو آپ ﷺ کی ولادت ہوئی۔

علامہ طیبی کا نظریہ

واتفقوا علی انّه یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاوّل

(شرح مشکوٰۃ)

ترجمہ: علماء کرام نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ 12ربیع الاوّل کو ہوئی۔

مولانا جامی کا نظریہ

ولادت دے صلی اللّه علیه وسلم روز دو شنبه دوازدہم ربیع الاوّل پنجاه و پنجروز بعداز واقعه فیل دبود

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ واقعہ اصحاب فیل کے پچپن (55) دن بعد پیر کے دن 12ربیع الاوّل کو ہوئی۔

(شواہد النبوۃ ص 22)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی کا نظریہ

بداں که جمہور اہل سیر وتواریخ برآنند که تولد آنحضرت صلی اللّه علیه وسلم درعام الفیل بود بعداز چہل روز یا پنچاه پنج روز وایں قول اصح اقوال است و مشہور آئست که درربیع الاوّل بود بعضے علماء و حویٰ اتفاق بریں قول نموده ودوازدہم ربیع الاوّل بود و بعضے گفته اندبدو شبے که گزشته بودند ازوے و بعضے ہشت شبے که گزشته بوده اختیار بسیارے از علماء برایں است و نزد بعضے ده نیز آمد و قول اوّل اشہر و اکثراست و عمل اہل مکته براین است و زیادت کردن ایشاں

موضع ولادت شریف رادرین شب و خواندن مولدو۔

(مدارج النبوۃ ج2۔ص 14)

ترجمہ : جمہور اہل سیر وتواریخ اسی پر متفق ہیں کہ آنحضرت کی ولادت شریفہ عام الفیل میں ہوئی تھی صلی اللہ علیہ وسلم چالیس دن یا پچپن دن بعد یہ قول اصح (زیادہ صحیح) ہے اور مشہور یہ ہے کہ ربیع الاوّل میں ہوئی تھی اور بعض علماء نے اسی قول پر دعوٰی اتفاق کیا ہے کہ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ تھی۔بعض کہتے ہیں کہ ابھی اس ماہ کی دوراتیں ہی گزری تھیں اور بعض کے نزدیک آٹھ راتیں گزر چکی تھیں اور بہت سے علماء نے یہی قول اختیار کیا ہے اور بعض کے نزدیک دس راتیں بھی آئیں ہیں اور پہلا قول (12 ربیع الاوّل) اشہر (زیادہ مشہور) اور اکثر ہے اور اہل مکہ کا جائے ولادت شریفہ کی زیارت اور مولد دپڑھنے میں اور جو کچھ بھی اسکے آداب واوضاع ہیں ادا کرنے میں اسی قول یعنی بارہویں رات اور پیر کے دن پر عمل ہے۔

دیوبندیوں کے مفتی محمد شفیع کا نظریہ

الغرض جس سال اصحاب فیل کا حملہ ہوا اسکے بارہ ربیع الاوّل کی بارہویں تاریخ روز دو شنبہ (پیر کا دن) دنیا کی عمر میں ایک نرالا دن ہے کہ آج پیدائش عالم کا مقصد لیل و نہار کے انقلاب کی اصلی غرض آدم اور اولادِ آدم کا فخر کشتی نوح کی حفاظت کا راز ابراہیم کی دعا اور موسٰی و عیسی کی پیشنگوئیوں کا مصداق یعنی ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللّٰہ علیه وسلم رونق افروز عالم ہوتے ہیں۔

(سیرت خاتم الانبیاء ص 8-9)

اس عبارت پر حاشیہ بیان کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں

اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ولادت باسعادت ماہ ربیع الاوّل میں ہوئی دوشبنہ کے دن ہوئی لیکن تاریخ کے تعین میں چار اقوال مشہور ہیں

(1) دوسری تاریخ (2) آٹھویں تاریخ (3) دسویں تاریخ (4) بارہویں تاریخ۔ حافظ مغلطائی نے دوسری تاریخ کو اختیار فرما کر دسرے اقوال کو مرجوح قرار دیا۔مگر مشہور قول بارہوین تاریخ کا

ہے یہاں تک کہ ابن الجزار نے اس پر (یعنی بارہ تاریخ پر) اجماع نقل کر دیا ہے اور اسی (یعنی بارہ تاریخ) کو کامل ابن اثیر میں اختیار کیا ہے اور محمود پاشا فلکی مصری نے جو نویں تاریخ کو بذریعہ حساب اختیار کیا ہے یہ جمہور کے خلاف ہے۔

(سیرت خاتم الانبیاء ص 8)

خلاصہ: معتبر و مستند علماء کرام اور بزرگان دین کے فتاوٰ جات سے ثابت ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ بارہ 12 ربیع الاوّل کو ہوئی اور دوسری، نویں یا دسویں تاریخ کے اقوال غیر مستند اور ضعیف ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

ایصالِ ثواب
اور ہمارا عقیدہ

ایصال ثواب اور ہمارا عقیدہ

عقیدہ اہلسنت والجماعت

ہمارا عقیدہ ہے کہ ہر انسان اپنے نیک اعمال کا ثواب زندہ و مردہ دونوں کو ایصال کر سکتا ہے بشرطیکہ اس کی موت ایمان پر ہوئی ہو اب چاہے ان اعمال کا تعلق خالص بدنی عبادات مثلاً نماز، روزہ وغیرہ سے ہو یا فقط مالی عبادات مثلاً، صدقات وغیرہ سے یا بدنی و مالی عبادات کے مرکب سے اس کا تعلق ہو مثلاً حج وغیرہ اوران عبادات کا ثواب دوسروں کو پہنچتا ہے اوراس سے انہیں نفع بھی حاصل ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں قرآن پاک بے شمار احادیث مبارکہ اور بزرگان دین کے اقوال وافعال موجود ہیں۔

قرآن پاک سے ایصال ثواب کا ثبوت

والذین جائوامن بعد ھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان۔

ترجمہ کنز الایمان: اوروہ جوان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

تشریح: اس آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ فوت شدہ کے لیے بعد میں آنے والے ان کے لیے دعائے مغفرت فرمادے گا جس سے ثابت ہوا کہ وفات یافتہ لوگوں کو اپنے اعمال کے علاوہ زندوں کی دعا سے نفع حاصل ہوتا ہے اور ایصال ثواب کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ کچھ پڑھ کر مردوں کو اس کا ثواب پہنچایا جائے تاکہ انہیں اس سے نفع حاصل ہو اوران کی بخشش و مغفرت کا سامان ہو۔

حضرت ابراہیم کی دعائے مغفرت

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے

ربنا اغفرلی والوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب۔

(پارہ ۱۳، سورہ ابراہیم، آیت ۴۱)

ترجمہ کنز الایمان : اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

تشریح : ثابت ہوا کہ وفات یافتہ لوگوں کے لیے دعائے مغفرت کرنا تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کی بخشش فرما دے اور انہیں نفع حاصل ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت مبارکہ ہے۔

احادیث سے ایصال ثواب کا ثبوت

تین اعمال کا سلسلہ منقطع نہیں ہوتا

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله اذامات الانسان انقطع عمله الامن ثلاث صدقة جارية و علم ينتفع به و ولد صالح يد عوله۔ (مسلم شریف ج ۲ ص ۴۱) (ابوداؤج ص ۴۲) (ترمذی شریف، ج، ص ۱۶۵)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین اعمال منقطع نہیں ہوتے۔

(۱) صدقہ جاریہ (۲) ایسا علم جس کے ساتھ نفع حاصل کیا جائے

(۳) ایسی صالح اولاد جو اس میت کے لیے دعا کرے۔

تشریح : اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ انسان کے مرنے کے بعد بھی اسے فائدہ پہنچایا جا سکتا ہے جیسا کہ لڑکے کی دعا سے فوت شدہ والدین کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

صدقہ سے میت کو فائدہ ہوتا ہے

عن عائشه رضی اللّٰه تعالی عنها ان رجلا قال یارسول اللّٰه ان امی اختلتت نفسها لم توص و اظنها و تکلمت تصدقت فهل لها اجران تصدقت عنها قال نعم۔

(صحیح بخاری) (مسلم شریف ج ۲، ص ۴۱) (سنن ابی داؤد ج ۲، ص ۴۳) (مشکوۃ شریف)

ترجمہ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری ماں فوت ہوگئی ہے اور انہوں نے کسی قسم کی وصیت نہیں کی اور میرا گمان ہے کہ اگر انہیں کلام

کرنے کا موقع ملتا تو وہ صدقہ دیتی پس کیا اگر میں اس کی جانب سے صدقہ کروں تو اسے ثواب حاصل ہوگا تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

تشریح : اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ میت کی طرف سے صدقہ کرنے سے ثواب حاصل ہوتا ہے اور صحابہ کرام کا اس پر معمول رہا اور خود نبی کریم ﷺ نے ایصال ثواب کی اجازت مرحمت فرمائی۔

ایصال ثواب سے میت کا درجہ بلند ہوتا ہے

عن ابی هریرة قال قال رسو ل الله ان الله عزوجل لیر فع الدر جة للعبد الصالح فی الجنة فیقول یارب انی لی هذه فیقول با ستغفار ولد ك لك.

(مشکوۃ شریف ص ۲۰۶)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کے درجہ کو جنت میں بلند کرتا ہے تو وہ بندہ عرض کرتا ہے یارب عزوجل مجھے یہ مقام کیسے ملا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیرے بیٹے نے تیرے لیے مغفرت کی دعا کی تھی۔

تشریح : معلوم ہوا کہ انسان کو مرنے کے بعد اپنے اعمال کے علاوہ دوسرے کے اعمال سے بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

میت دعا و ثواب کی منتظر رہتی ہے

عن عبداللّٰه بن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما المیت فی القبر الا کالفریق المتغوث ینتظر دعوة تلحقه من اب وام واخ اوصدیق فاذا الحقتبه کان احب الیه من الدنیا وما فیها وان الله تعالی لیدخل علی اهل الارض امثال الجباله وان هدیة الحیاة الی الاموات الا ستغفار لهم.

(مشکوۃ شریف ص ۲۰۶)(بیہقی شریف فی شعب الایمان)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میت اپنی قبر میں ڈوبنے والے شخص کی مثل ہوتی ہے۔ جو فریاد کرتا ہے اس وقت میت اپنے باپ، ماں، بھائی، یا دوست کی دعا کی منتظر ہوتی ہے اور جب اسے ان کی دعا و ثواب پہنچتا

ہے تو اس وقت میت کو ان کی بھیجی ہوئی دعا دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ عزیز اور محبوب ہوتی ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ ان پر پہاڑوں کی مثل رحمت داخل فرما دیتا ہے اور بے شک مردوں کے لیے زندوں کا تحفہ یہ ہے کہ وہ ان کے لیے استغفار کرتے رہیں۔

بندے کی دعا سے میت کے درجات بلند ہوتے ہیں

عن ابی هريره رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ان الله عزوجل يرفع الدرجة للعبد الصالح فی الجنة فيقول يارب انی لی هذه فيقول با ستغفار ولدك لك۔ (مشکوۃ شریف باب التوبہ، رواہ احمد)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ جنت میں کسی بندے کا درجہ بلند فرماتا ہے تو وہ بندہ عرض کرتا ہے اے میرے رب عزوجل یہ درجہ مجھے کیسے ملا تو ارشاد باری تعالیٰ ہوگا تیری اولاد کے تیرے لیے استغفار کرنے کی وجہ سے۔

تشریح : ثابت ہوا کہ اولاد کی دعا سے والدین کو قبر کے اندر فائدہ حاصل ہوتا ہے اور اولاد کی دعا والدین کے لیے بلندی درجات کا سبب بنتی ہے۔

والدین کے ایصال ثواب کے لیے نفلی نماز پڑھو

ان من البر بعد البر ان تصلی لا بويك مع صلاتك رتصوم لهما مع صو ملك۔ (مسلم شریف ج ا، باب بیان الاسناد من الدین)

ترجمہ : بے شک نیکی کے بعد نیکی یہ ہے کہ تم اپنی نماز کے ساتھ ایصال ثواب کی نیت سے اپنے والدین کے لیے بھی نماز پڑھو اور اپنے روزوں کے ساتھ والدین کے لیے بھی روزے رکھو۔

تشریح : اس حدیث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ نفلی عبادات چاہے نفل نماز ہو یا نفل روزے مردوں کو ایصال ثواب کر سکتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

عن ابی ھریرہ ان رجلا قال للسبی ان مات و تبرک ملاولم یوص فھل یکفر عنه ان تصدق عنه (ان اتصدق عنه) قال نعم۔

(مسلم شریف باب وصول ثواب، الصدقۃ الی لیت)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی کہ میرا باپ فوت ہو گیا ہے اور انہوں نے مال چھوڑا ہے اور وصیت نہیں کی تو کیا ان کا کفارہ ادا ہو جائے گا اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو آپ نے فرمایا۔ ہاں۔

سورہ اخلاص اور سورہ تکاثر ایصال ثواب کرو

عن ابی ھریرہ قال قال رسول الله من دخل المقابر ثم قیرا فاتحة الکتاب وقل ھو اللہ احد ، والھکم التکاثر ثم قال انی جعلت ثواب ماقرات من کلامك لاھل المقابر و المومنین و المومنات کانوا اشفعاء له الی اللّٰه تعالی۔

(مرقات، ج ۴، ص ۸۱)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص قبرستان میں داخل ہو پھر سورہ فاتحہ، قل ھو اللّٰہ احد، اور الھکم التکاثر پڑھے پھر کہے کہ میں نے جو کچھ پڑھا اس کا ثواب اہل قبرستان کو مومنین و مومنات کو پہنچاتا ہوں تو تمام لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی شفاعت کریں گے۔

باپ کی طرف سے حج ادا ہو گیا

عن ابن عباس امراة سالت النبی عن ابیھامات ولم لیحج قال حجبی عن ابیك۔

(نسائی شریف جلد ۲)

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں اپنے باپ کے بارے میں سوال کیا کہ وہ فوت ہو گیا ہے اور اس نے حج ادا نہیں کیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا تو اپنے باپ کی طرف سے حج کر لے۔

تشریح : سبحان اللہ معلوم ہوا کہ نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ خود اس بات کی تلقین فرما رہے ہیں کہ اولاد کی نیکی اور اس کے عمل سے فوت شدہ والدین کو نفع حاصل ہوتا ہے اور ان کے فرائض

بھی ساقط ہو جاتے ہیں۔

قبر پر تسبیح پڑھنے سے عذاب دور ہو گیا

تسبیح رسول اللّٰہ ﷺ فسبحنا طویلا ثم کبر فکبر نا فقیل یا رسول اللّٰہ لم سبحت ثم کبرت قال لقد تضایق علی ھذا العبد الصالح قبرہ حتی فرجل اللّٰہ عنہ۔ (رواہ احمد، مشکوۃ شریف)

ترجمہ : (حضرت جابر رضی اللہ عنہ) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی تدفین کا واقعہ بیان کرتے ہیں حضرت سعد کی تدفین کے بعد رسول اللہ ﷺ نے تسبیح پڑھی تو ہم نے بھی ایک طویل تسبیح پڑھی پھر آپ نے تکبیر پڑھی تو ہم نے بھی تکبیر پڑھی آپکی بارگاہ میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے تسبیح اور تکبیر کیوں پڑھی تو آپ نے فرمایا اس نیک و صالح بندے (یعنی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ) پر قبر تنگ ہوگئی تھی حتی کہ اللہ تعالیٰ نے اسے (تسبیح کی برکت سے) کھول دیا۔

تشریح : ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے میت کو نفع حاصل ہوتا ہے اور ایصال ثواب میں بھی ذکر و اذکار اور تلاوت کلام پاک وغیرہ کا اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ میت کو فائدہ حاصل ہو۔

موت کے بعد میت کو نفع دینے والے اعمال

عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ ان مما یلعق المومن من عملہ و حسنا تہ بعد موتہ علما علمہ و ولدا صبا طا ترکہ او مصحفا ورثہ او مسجد ا بناہ او بیتا لابن السبیل بناہ او نھر اجراہ او صد قۃ اخر جھا من ما لہ فی صحتہ وحیاۃ تلحقہ من بعد موتہ۔

(مشکوۃ شریف، ابن ماجہ بیہقی شریف)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن کے اعمال و حسنات جو اسے موت کے بعد بھی پہنچتے رہتے ہیں اس کا وہ علم ہے جو اس نے دوسروں کو سکھایا اور اولاد صالح جو اس نے پیچھے چھوڑی اور کلام پاک جس کا اس نے وارث بنایا اور وہ مسجد جو اس نے بنائی اور سرائے جو اس نے مسافروں کے لیے تعمیر کی اور نہر جو اس نے جاری کی اور وہ

صدقہ جو اس نے صحت اور اپنی زندگی میں اپنے مال سے ادا کیا موت کے بعد بھی اس کو پہنچتے رہتے ہیں۔

بعد دفن قبر پر سورہ بقرہ پڑھو

عن عبد اللہ بن عمر قال سمعت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول اذا مات احد کم فلا تحسبوہ واسر عوابہ الی قبرہ ویقرء عند اسہ فا تحۃ البقرۃ وعند رجلیہ بخا تمۃ البقرۃ۔ (مشکوۃ شریف باب دفن لیت، بیہقی شریف)

ترجمہ : حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ایک فوت ہو جائے تو اس کو روکے نہ رکھو اور اسے قبر تک جلدی لے چلو اور اس میت کے سر کی طرف سے سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات اور اس کے پاؤں کی طرف سے سورہ بقرہ کی آخری آیات تلاوت کرو۔

تشریح : اس حدیث پاک سے یہ مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ میت کو اس کے اپنے عمل کے سوا دوسرے کی تلاوت سے نفع حاصل ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے خود اس کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔

اگر نفع حاصل نہ ہوتا تو حضور نبی کریم ﷺ قبر پر تلاوت قرآن پاک کی اجازت ارشاد نہ فرماتے۔

فدیہ ادا کرنے سے میت کو ثواب ملتا ہے

عن ابن عمر عن النبی قال ومن مات وعلیہ صیام شہر رمضان ملیطعم عنہ مکان کل یوم مسکین۔ (ترمذی شریف۔ مشکوۃ شریف باب قضاء العلوم)

ترجمہ : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس حالت میں فوت ہو جائے کہ اس پر ماہ رمضان کے روزے ہوں تو اس کی طرف سے ایک روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔

تشریح : اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ میت پر اگر کوئی فرائض باقی ہوں تو اس کی طرف سے روزوں کا فدیہ ادا کرنے سے اس کو ثواب بھی حاصل ہوگا اور روزہ بھی ساقط ہوگا لہذا ثابت ہوا کہ میت کو اپنے عمل کے علاوہ دوسرے عمل سے جو اسے ایصال ثواب کیا جائے نفع حاصل ہوتا

ہے۔

ثواب ایصال نہ کرنے سے مردے غمگین ہوتے ہیں

عن انس سمعت رسول اللّٰہ یقول مامن اھل بیت یموت منھم و یتصدقون عنه بعد موته الا اھدی له جبرائیل علی طبق من نور ثم یقف علی شفیر القبر یا صاحب القبر ا لعمیق ھدہ ھیدۃ اھداھا الیك اھلك فقبلها فیدخل علیه فیفرج بها فیستبشر و لیحزن جیر انه الذین لایھدی الیھم شئی۔ (تفسیر مظہری)

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب اہل خانہ میں سے کوئی شخص فوت ہوجائے اور اہل خانہ اس کی وفا ت کے بعد اس کی طرف سے صدقہ کریں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اس صدقہ کو نور کے طباق میں لے کر اس قبر والے کے سرہانے کھڑے ہوجاتے ہیں۔اور کہتے ہیں گہری قبر والے یہ ہدیہ ہے تیرے اہل خانہ نے تیری طرف بھیجا ہے تو اس کو قبول کرلے پس وہ ہدیہ اس کے پاس پہنچتا ہے اور اس سے وہ خوش ہوتا ہے اور اس مردے کے وہ پڑوسی جن کی طرف کوئی ہدیہ نہیں پہنچتا وہ غمگین ہوجاتے ہیں۔

ثواب ایصال کرنے والے کے اجر میں کمی نہیں آتی

عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنھما قال قال رسول اللّٰہ اذا تصدق احد کم بصدقة تطوعا فلیجعل ھا عن ابو یه فیکون لھما اجر ھا ولا ل ینقص من اجر ہ شی۔ (مراقی الفلاح،ص ۳۷۶)

ترجمہ : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں کوئی شخص نفلی صدقہ کرے اور اس کا ثواب والدین کو بھیجے تو اس کے والدین کو بھی اس کا ثواب ملے گا اور بھیجنے والے کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں آئے گی۔

صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایصال ثواب کے لیے باغ صدقہ کردیا

عن ابن عباس رضی الله عنها ان وجلا قال یارسول الله ان امی تو فیت افینفعها ان تصدقت عنها قال نعم قال فان لی مغرفا فاشهدك انی قد صدقت به عنها۔ (تحفۃ الاخودی شرح ترمذی شریف ج ۲، ص ۳۵)

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میری ماں وفات پا گئی ہیں تو کیا میں اگر اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اس کو اس کا نفع پہنچے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تو اس نے عرض کیا کہ میرا ایک باغ ہے پس میں آپ ﷺ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ وہ باغ میں نے اپنی ماں کو صدقہ کر دیا۔

ایصال ثواب سے میت خوش ہوتی ہے

وعن انس انه رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال یا رسول الله انا نتصبدق عن موتا ناولحج عنهم و ند عو لهم یصل الیهم (یا رسول الله)فقال نعم انه لیعصل و یفر حون به کما یفرح احد کم با طبق اذا اهدی الیه رواه ابو حفص۔ (حاشیہ مراقی الفلاح ص ۳۷۲)

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں۔ ان کی طرف سے حج ادا کرتے ہیں ان کے لیے دعا کرتے ہیں تو کیا انہیں یہ ثواب پہنچتا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ مردے اس طرح خوش ہوتے ہیں جیسے تم میں سے کوئی دنیا میں جب اس تھال میں کوئی تحفہ پیش کیا جائے تو وہ خوش ہوتا ہے اسے ابوحفص نے روایت کیا ہے۔

بزرگان دین کے نظریات

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نظریہ

عن علی مرفوعا من مر علی المقابر وقئر (قل هو اللّٰه احد ......)احدی عشرة مرة ثم وهب اجره للا موات اعطبی من الا جر بعدد الاموات۔

(مرقات ج ۴، ص ۸۱)

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جو شخص قبرستان میں سے گزرے اور "قل هو اللّٰه احد" گیارہ مرتبہ پڑھے پھر اس کا ثواب مردوں کو ہبہ کرے تو اسے مردوں کی تعداد کے برابر ثواب ملے گا۔

امام احمد بن حنبل کا نظریہ

قال محمد بن احمد المروزی سمعت احمد بن حنبل یقول اذا دخلتم المقابر فاقز بفاحشة الکتاب و المعوذتین وقل هو اللّٰه احد واجعلو ثواب ذلك لاهل المقابر فانه یصل الیهم ولمقصود من زیادة القبور للزائر الاعتبار ولمزور الانتفاع بدعا ئه۔ (مرقات ج ۴، ص ۸۱)

ترجمہ : محمد بن آحمد مروزی نے فرمایا کہ میں نے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے سنا آپ نے فرمایا کہ جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورہ فاتحہ، معوذتین (سورہ فلق اور سورہ والناس) اور قل هو اللّٰه احد پڑھو اور اس کا ثواب اہل قبرستان کو ایصال کرو اس لیے کہ اسکا ثواب انہیں پہنچتا ہے اور قبروں کی زیارت سے مقصود یہی ہوتا ہے کہ زائر عبرت حاصل کرے اور جن کی زیارت کی جائے انہیں اس کی دعا سے نفع حاصل ہو۔

علی بن ابوبکر فرغانی کا نظریہ

الا صل فی هذا الباب ان الا نسان له ان یجعل ثواب عمله بغیره صلاة او صوما او صدقة اورغیر ها عند اهل السنة والجماعت۔

(حدائیہ باب الج)

ترجمہ: اصل اس باب میں یہ ہے کہ بے شک انسان کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے کو ایصال کردے چاہے اس عمل کا تعلق نماز سے ہو یا روزہ سے صدقہ سے ہو یا اس کے علاوہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ جائز ہے۔

علامہ نسفی کا نظریہ

وفی دعاء الاحیاء اللاموات نفع لھم۔

(شرح عقائد)

ترجمہ: زندوں کی دعا سے مردوں کو نفع حاصل ہوتا ہے۔

امام طاؤس کا نظریہ

قال الامام احمد بن حنبلی فی کتاب الذھد حد ثنا ھا شم بن القاسم قال ثناء الا شجمی عن سفیان قال قال طائوس ان الموتی یفتنون فی قبور ھم سبعا فکانوا یستحیون ان یطعمو عنھم تلك الایام۔

(الحاوی للفتاوی ج ۲، ص ۱۸۷)

ترجمہ: امام احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہ کتاب زہد میں فرماتے ہیں کہ ہم کو ہاشم بن قاسم نے خبر دی انہوں نے فرمایا اشجعی نے سفیان سے روایت کیا اور انہوں نے فرمایا کہ حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ بے شک مردے اپنی قبروں میں سات دن تک آزمائش میں مبتلا ہوتے ہیں تو علمائے کرام نے مردوں کی طرف سے ان سات دنوں میں (ایصال ثواب کے لیے) کھانا کھلانا مستحب و افضل قرار دیا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی کا نظریہ

قال السیوطی واما القرائت علی القبر فجزم بمشرو عیتھا اصحابنا وغیر ھم۔

(مرقات ج ۴، ص ۲۸)

ترجمہ: امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قبر پر قرآن پڑھنا ہمارے اصحاب اور اُن کے علاوہ نے اس کے جائز ہونے کا یقین کیا ہے۔

احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی کا نظریہ

ویستحب الزاهی سوره پس لما ورد عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله (من دخل المقابر فقرا)سوره (پس)یعنی واهدی ثوابها للاموات (خفف الله عنهم یو میئذ)العذاب ورفعه(وکان له)ای للقاری (بعد ما فیها) (شرح نورالایضاح)

ترجمہ : قبور کی زیارت کرنیوالے کے لیے مستحب ہے کہ وہ سورہ یس پڑھے بسبب اس کے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص قبرستان میں آئے اور سورہ یس پڑھ کر مردوں کو اسے ہدیہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس دن ان سے عذاب اٹھالے گا اور قراءت کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنے مردے قبرستان میں ہوں گے۔

ابی العلی محمد عبدالرحمٰن المبارکفوری کا نظریہ

وان المسلمین مازالو افی کل مصرو عصر یجتمعون و یقولون لمو تاهم من نکیر فکان ذلك کله الحافظ شمس الدین عبدالواحد المقدسی

(تحفۃ الاحوذی ج۲ ص۲۶)

ترجمہ : بے شک ہر زمانے اور ہر علاقے میں مسلمانوں کا ہمیشہ یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ جمع ہو کر اپنے وفات یافتہ لوگوں کے لیے قرآن کی قرآت کرتے تھے اور کسی نے اس پر انکار نہیں کیا اور اس کا تمام علماء امت نے ذکر کیا اور حافظ شمس الدین عبدالواحد مقدسی نے بھی اسی طرح کہا۔

علامہ علاؤ الدین کا نظریہ

فی الحدیث من قرالا خلاص احد عشر مرة ثم وهب اجرها للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات. (درمختار باب قراءت للمیت)

ترجمہ : حدیث میں کہ جو شخص سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے اور اس کا ثواب مردوں کو ہبہ کرے تو تمام مردوں کی تعداد کے برابر اسے ثواب ملے گا۔

امام جلال الدین سیوطی کا نظریہ

واخرج الامام احمد فی الذھد ابو نعیم فی الحلیة عن طا نوس قال ان الموتی یفتنون فی قبور ھم سبعا فکانوا یستحیون ان یطعم عنھم تلک الایام۔ (شرح الصدور)

ترجمہ : امام احمد نے "زھد میں" اورابو نعیم نے "حلیہ" میں حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے بیان فرمایا ہے کہ مردوں سے سات دن تک انکی قبروں میں سوالات کئے جاتے ہیں (تو صحابہ کرام) اس بات کو محبوب رکھتے تھے کہ ان دنوں میں (ایصال ثواب کے لیے) ان کی طرف سے کھانا کھلایا جائے۔

امام نووی کا نظریہ

وفی الحدیث جواز الصدقة عن البیت واستحبا بھا وان ثوابھا یصلہ و ینفعہ المتصدق ایضا وھذا کلہ اجمیع علیہ المسلون۔

(شرح مسلم)

ترجمہ : حدیث میں میت کی طرف سے صدقہ کرنے کا جواز اوراس کا استحباب (اچھا عمل) موجود ہے اور بے شک میت کو اسکا ثواب ملتا ہے اور میت اس ثواب سے نفع حاصل کرتی ہے اور صدقہ کرنے والے کو بھی نفع ملتا ہے اوراس بات پر (کہ میت کو ایصال ثواب جائز ہے) تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی کا نظریہ

صرح علماء نا فی باب الحج عن الغیر بان لا نسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلاۃ اَو صو ما او صدقة اوغیر اکذ فی الھدایة بل فی زکاۃ التا تار خانیة من المحیظ الا فضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المومنین والمومنات لانھا تصل الیھم ولا ل ینقض من اجرہ سئی وھو مذھب اھل

السنة والجماعت۔ (ردالمحتار ص ۶۶۶)

ترجمہ: ہمارے علماء کرام نے باب الحج عن الغیر میں تصرح فرمائی ہے کہ انسان کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے عمل کے ثواب کو ایصال ثواب کرے چاہے وہ نماز ہو یا روزہ صدقہ ہو یا اس کے علاوہ کوئی چیز، ہدایہ اور تاتارخانیہ میں بحوالہ محیط ہے کہ جو آدمی صدقہ کرے وہ تمام مومنین و مومنات کی طرف صدقہ کرنے کی نیت کرے کیونکہ ان کا ثواب تمام مومنین و مومنات کو پہنچتا ہے اور صدقہ کرنے والے کے ثواب میں بھی کسی قسم کی کمی نہیں ہوگی اور یہ ہی اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے۔

عبدالحق محدث دہلوی کا نظریہ

ومستحب است کہ تصدق کردہ شود ازمیت بعد از دفن او از عالم تا ہفت روز وتصدق از میت نفع میکنداو رایے خلاف میاں اہل علم و وارد شدہ است دراں احادیث صحیحہ خصوصا۔

(اشعۃ اللمعات ج ا،ص ۷۱۶)

ترجمہ: مستحب یہ ہے کہ مردہ کے عالم دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد سات دن تک اس کی طرف سے صدقہ کیا جائے کیونکہ اس سے میت کو فائدہ حاصل ہوتا ہے اور اس پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے اور اس پر بالخصوص احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہیں۔

مزید لکھتے ہیں۔

ودربعض روایات آمدہ است کہ روح میت می آید خانہ خود راشب جمعہ پس نظر میکند کہ تصدیق میکندازوئے یانہ ''

(اشعۃ اللمعات ج ا،ص ۷۱۷)

ترجمہ: بعض روایات میں آیا ہے کہ شب جمعہ میت کی روح اپنے گھر آتی ہے اور اہل خانہ کی طرف دیکھتی ہے کہ لوگ میرے لیے صدقہ کرتے ہیں یا نہیں۔

محدث دہلوی شاہ عبدالعزیز کا نظریہ

طعامیکعه ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایند برآں فاتحه و قل و درود خواندن تبرک می شودو خوردن بسیار خوب ست.

(فتاوی عزیزیہ، ج ا، ص ۷۸)

ترجمہ : جو کھانا حضرات حسنین (امام حسن و امام حسین) رضی اللہ عنھما کو نیاز کریں اس کھانے پر سورہ فاتحہ، قل شریف اور درود شریف پڑھنا باعث برکت ہے اور ایسے کھانے کا کھانا بھی اچھا بہت ہے۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

اگر ما لیده و شیر برائے فاتحه بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پخته بخوراند جائز است مضائقه نیست.

(فتاوی عزیزیہ ص ۴۱)

ترجمہ : بزرگوں کی ارواح کو ثواب پہنچانے کے لیے دودھ اور مالیدہ پکانا جائز ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا نظریہ

وشیر برنج بنا بر فاتحة بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں یزند و بخورند مضائقه نیست و اگر فاتحة بنام بزرگے و اده شود اغنیار اهم خوردن جائز است۔ (زبدۃ النصائح صفحہ ۱۳۲)

ترجمہ : دودھ چاول پر کسی بزرگ کو فاتحہ دی ان کی روح کو ثواب پہنچانیکی نیت سے پکائیں اور کھائیں اور اگر کسی بزرگ کی فاتحہ دی جائے تو مالداروں کو بھی کھانا جائز ہے۔

علماء دیو بند کے نظریات

اشرف علی تھانوی کا نظریہ

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت مکان سے میت کا جنازہ اٹھانے سے قبل مکان ہی پر ایصال ثواب کے لیے کچھ تقسیم کر دیا جائے کیسا ہے؟

فرمایا بہت مناسب ہے عرض کیا کہ ہمارے یہاں رسم ہے کہ نماز جنازہ سے فارغ ہو کر کچھ تقسیم کرتے ہیں اور نماز جنازہ ایک خاص مقام پر ہوتی ہے وہاں تقسیم کرتے ہیں فرمایا ہاں! تقسیم کرنا اکثر ریا و تفاخر کی نیت سے ہوتا ہے اس لیے مکان پر ہی تقسیم کرنا مناسب ہے

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا نظریہ

بلکہ اگر کوئی مصلحت باعث تقیید ہیت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا کہ بمصلحت نماز میں سورہ خاص معین کرنے کو فقہائے محققین نے جائز رکھا ہے اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے اور تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کر لی متاخرین نے یہ خیال کیا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب ولسان کے لیے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو تو کھانا روبرو لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے کہ اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے کہ جمع بین العبادتین ہے۔

گیارہویں شریف حضور غوث پاک قدس سرہ اور دسواں بیسواں، چہلم و ششماہی و سالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبد الحق رودولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ وحلوائے شب براءت ودیگر ثواب کے کام اسی قاعدہ پر مبنی ہیں (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۶، ۷)

اسماعیل دہلوی کا نظریہ

یہ نہ سمجھا جائے کہ مردوں کو کھانے اور فاتحہ خوانی کے ساتھ نفع پہنچانا اچھا نہیں ہے (یعنی فاتحہ خوانی کے ساتھ نفع پہنچانا اچھا ہے) بلکہ نفع پہنچانا ہی مقصود ہو تو کھانے پر ہی موقوف نہیں کرنا چاہیے اگر میسر ہو تو بہتر ورنہ صرف سورہ فاتحہ اور اخلاص کا ثواب بہترین ثواب ہے۔

(صراط مستقیم)

رشید احمد گنگوہی کا نظریہ

رشید احمد گنگوہی سے کسی نے سوال کیا۔

سوال : ایصال ثواب میں نیت سب اموات کی کرے تو سب کو برابر پہنچے گا یا تقسیم ہو کر پہنچے گا۔

جواب : یہ ثواب سب پر حصہ رسد تقسیم ہوگا جیسا کہ ظاہر ہے اور سب کو ہر ہر واحد کو پورا ثواب جیسا مشہور ہے ایک اور سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

سوال : ایک شخص کے جس وقت دل میں آتا ہے تو یوں کہتا ہے کہ الٰہی جس قدر مجھ سے نیکیاں تمام عمر میں ہوئی ہیں میں نے ان کا ثواب اپنے والدین کو بخشا ایک شخص نے یہ بات سن کر اس سے کہا کہ یوں اموات کو ہرگز ثواب نہیں پہنچتا تاوقتیکہ کوئی چیز خاص ایصال ثواب کے واسطے نہ پڑھی جاوے تو یہ کہنا اس شخص کا صحیح ہے یا نہیں اور اس طرح سے ثواب بھی پہنچتا ہے یا نہیں۔

جواب : ثواب ہر طرح پہنچ جاتا ہے قول مانع (ایصال ثواب سے روکنے والے کا قول) صحیح نہیں۔

(فتاوی رشیدیہ ص ۲۷۹، مکتبہ رحمانیہ)

انور شاہ کشمیری کا نظریہ

میت کی طرف سے قرضوں کو ادا کرنا صدقات کرنا اور دیگر تمام عبادات معتبر ہیں۔

(فیض الباری)

شبیر احمد عثمانی کا نظریہ

ان احادیث اور آثار کے علاوہ آثار ہیں جو حد تواتر تک پہنچتے ہیں اور ان سے ایصال ثواب ثابت ہے خلاصہ یہ کہ جو شخص اپنی عبادات کا ثواب دوسروں کو پہنچاتا ہے اس سے دوسروں کو نفع ہوتا ہے

غیر مقلدین کے پیشوا نواب صدیق حسن بھوپالی کا نظریہ

زندہ انسان نماز، روزہ، تلاوت قرآن، حج اور دیگر عبادات کا جو ثواب میت کو ہدیہ کرتا ہے وہ میت کو پہنچتا ہے اور زندہ انسان کا اپنے فوت شدہ بھائی کے لیے یہ عمل نیکی احسان اور صلہ رحمی کے قبیل سے ہے اور تمام مخلوقات میں جس کو نیکی اور احسان کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ میت ہے جو تحت الثریٰ میں رہتے ہیں اور اب نیک اعمال کرنے سے عاجز پھر اپنے فوت شدہ بھائی کے لیے عبادات کا ہدیہ پیش کرنا ایک نیکی ہے اور ہر نیکی کا دس گناہ اجر ملتا ہے سو جو شخص میت کے لیے ایک دن کے روزے یا قرآن پاک کے ایک پارہ کی تلاوت کا ہدیہ پیش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دس روزوں اور دس پاروں کا اجر عطا فرمائے گا اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ اپنی عبادات کو دوسروں کے لیے ہدیہ پیش کرنا اس سے بہتر ہے کہ انسان ان عبادات کا اپنے لیے ذخیرہ کرے۔

(السراج الوہاج، ج ۲، ص ۵۵)

اعتراضات کے جوابات

اعتراض (۱) قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ : اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ انسان صرف اپنے ہی اعمال کا اجر پائے گا دوسرے انسان کا عمل اسے کچھ نفع نہیں پہنچا سکتا۔

جواب : اللہ تعالیٰ نے کلام پاک کے اندر بے شمار مقام پر مسلمانوں کے لیے مغفرت طلب کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے خود اللہ تعالیٰ کے معصوم فرشتے مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امت اور والدین واہل خانہ کے لیے استغفار کرتے رہے اب اگر آپکے اعتراض کو پیش نظر رکھا جائے تو لازم آئے گا کہ فرشتے اور انبیاء نے

لوگوں کے لیے مغفرت کی دعائیں مانگ کر قرآن کی (معاذ اللہ) خلاف ورزی کی اور اپنا وقت ضائع کرتے رہے۔لہذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ آیت کا حقیقی معنی ومفہوم کچھ اور ہے۔

علامہ عبدالرزاق بھترالوی صاحب نے اس کے پانچ جواب ارشاد فرمائے ہیں۔

جواب (۱) یہ آیت کریمہ (جو اعتراض میں مذکور ہوئی) دوسری آیت کریمہ: سے منسوخ ہے اس دوسری آیت کا ترجمہ یہ ہے اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملادی اور ان کے عمل میں انہیں کچھ کمی نہ دی سب آدمی اپنے کئے میں گرفتار ہیں۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ اباء کی نیکیوں کیوجہ سے ان کی اولاد کو بھی جنت میں داخل کردیا جائے گا جبکہ ان کے اعمال میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

جواب (۲) اس آیت کریمہ کا حکم قوم ابراہیم علیہ السلام اور قوم موسیٰ علیہ السلام سے خاص ہے کہ انہیں صرف اپنے ہی اعمال کا فائدہ ہوتا تھا اس آیت سے پہلے قوم ابراہیم علیہ السلام اور قوم موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے لیکن امت مصطفیٰ ﷺ کو اپنے اعمال کا بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے اور دوسرے لوگ جو اپنی عبادات کا ثواب انہیں پہنچاتے ہیں اس کا فائدہ بھی انہیں حاصل ہوتا ہے

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا اس آیت کریمہ کے متعلق یہی قول ہے۔

جواب (۳) اور آیت کریمہ (جو اعتراض میں مذکور ہوئی) میں جو انسان کا ذکر ہے اس سے مراد کافر ہے کہ کافر کو کسی شخص کے عمل کا کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا لیکن مومن کو اپنے اعمال کا بھی فائدہ ہوگا اور دوسروں کے اعمال کا بھی جن کا ثواب اسے پہنچایا گیا ہو اس آیت کریمہ کی وضاحت میں حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے۔

جواب (۴) آیت کریمہ میں جو یہ ذکر کیا گیا ہے کہ انسان صرف وہی پائے گا جو اس نے خود کوشش کی اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے نظام میں صرف عدل کی بات ہوتی تو یہ شخص کسی دوسرے کے عمل کا فائدہ حاصل نہ کرسکتا لیکن نظام قدرت میں فضل کو بھی عظیم دخل ہے اس لیے وہ اپنے فضل سے انسان کو اس کے اپنے اعمال کا فائدہ بھی دے گا اور دوسروں سے پہنچائے گئے ثواب کا فائدہ بھی دے گا وہ اپنے فضل سے جتنا چاہے انسان کے مراتب کو زیادہ

کرے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں یہی قول حضرت حسین بن فضل رضی اللہ عنہ کا ہے۔

جواب (۵) (آیت میں) للانسان میں لام بمعنی علی کے ہے اب آیت کریمہ کا معنی یہ ہوگا کہ انسان کو نقصان صرف اپنے برے اعمال کا ہوگا کسی دوسرے کی بداعمالیوں کا اسے نقصان نہیں ہوگا۔

اعتراض : ارشاد ہوتا ہے۔

ترجمہ : ان کو وہ ملے گا جو انہوں نے کمایا اور تم کو وہ جو تم نے کیا۔

تشریح : اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ ہر انسان کو صرف اپنے ہی عمل سے نفع حاصل ہوگا دوسرے کا عمل اسے نفع نہیں پہنچا سکتا۔

جواب : اس آیت کریمہ کا جو مطلب آپ نے بیان کیا وہ صحیح نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو دنیا کے اندر جس قسم کا عمل اختیار کرے گا۔ اسے اسی قسم کا بدلہ دیا جائے گا اگر دنیا میں نیکی کی تو اس کا بدلہ بھی اچھا ہوگا اور اگر برائی کی تو اس کا بدلہ بھی جہنم ہوگا لہذا ثابت ہوا کہ یہ آیت ایصال ثواب کے عدم جواز پر دلالت نہیں کرتی۔

وآخردعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ہم تقلید کیوں
کرتے ہیں؟

عقیدہ اھلسنت و الجماعت

ہم تقلید کیوں کرتے ہیں

ہر شخص اس بات کی اہلیت نہیں رکھتا کہ وہ شرعی احکام کو قرآن وحدیث سے اخذ کر سکے، لہٰذا ضروری ہے کہ وہ مجتہدین کی پیروی کرے۔

فقہائے کرام کا اس بات پر اجماع ہوگیا ہے کہ اصول اجتہاد وضع کرنے کی ضرورت ختم ہوگئی ہے لہٰذا اب اگر کوئی شخص اجتہاد کرنا چاہے گا تو ائمہ اربعہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) میں سے کسی امام کے اجتہادی اصولوں کو سامنے رکھ کر اجتہاد کریگا۔

کیونکہ قرآن وحدیث کے اندر جتنی دقت نظری، باریک بینی اور وسعت نظری متقدمین فقہاء میں تھی وہ وسعت علمی متاخرین میں نہیں پائی جاتی۔ قرآن وحدیث سے مسائل کو مستنبط کرنے کی جو مہارت متقدمین کو عطا ہوئی وہ مہارت متاخرین کے حصہ میں نہ آسکی لہٰذا ہر عام وخاص کیلئے ضروری ہے کہ وہ ایک امام کی تقلید کرے۔

ایک ضروری بات

جو شخص جس امام کی تقلید کرتا ہے اسے اس بات کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ ہم حقیقت میں قرآن وسنت ہی پر عمل کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے احکامات کی پیروی کر رہے ہیں اور اپنے امام کی تقلید اس لئے کرتے ہیں کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کو منظم اور آسان فہم کر کے ہم تک پہنچائے کیونکہ شریعت نافذ کرنے والا تو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ہے امام تو ایک مبلغ ہے جیسا کہ امام اعظم کے بارے میں منقول ہے۔

فقد جاء عن ابی حفیفة من طرق کثیرژ ما ملخصه انّهٗ اولا یاخذ بما فی القرآن فان لم یجد فبالسنّة فان لم یجد فبقول الصحابة فان اختلفوا اخذبما کان اقرب الی القرآن اوالسنّة من اقوالهم ولم یخرخ عنهم فان

لـم يـجـد لاحـدمنهم قولا لم ياخذ بقول احد من التابعين بل يجتهد كم ا جتهدوا۔ (الخیرات الحسان ص۲۹)

ترجمہ : حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کثیر طرق سے آیا ہے کہ آپ جب کوئی مسئلہ اخذ کرتے تو قرآن سے لیتے اور اگر اس میں نہ پاتے تو سنت رسول کی طرف رجوع کرتے اور اگر اس میں بھی نہ پاتے تو صحابہ کرام کے قول کو لیتے۔ اور اگر صحابہ کرام میں بھی اختلاف پاتے تو جو قول قرآن اور حدیث کے زیادہ قریب ہوتا اسے پکڑتے اور اس سے خرچ نہ کرتے اور اگر ایسا بھی ممکن نہ ہوتا تو تابعین کے قول کو لینے کی بجائے خود اجتہاد کرتے جیسا کہ صحابہ کرام نے اجتہاد کیا۔

اور اگر بالفرض کسی مقام پر امام کا قول قرآن اور حدیث کے خلاف ہو تو ہم اپنے امام کے قول کو چھوڑ کر قرآن وحدیث پر عمل کریں گے کیونکہ بتقاضائے بشریت یہ ممکن ہے کہ امام سے خطا سرزد ہوئی ہو اور حدیث میں مجتہدین کی خطا پر بھی ثواب ہے۔

تقلید کی تعریف

التقليد اتباع الرجل غيره فيما سمعه يقول اوفى فصله على زعم انه محقق بلا نظر فى الدليل۔ (نورالانوار)

ترجمہ: کسی شخص کا اپنے علاوہ شخص کے قول یا فعل کی دلیل میں بغیر نظر کیئے اسلئے اطاعت کرنا کہ یہ محقق ہے تقلید کہلاتا ہے۔

یعنی آسان لفظوں میں یوں سمجھ لیں کہ کسی مجتہد کے قول وفعل کو اپنے اوپر اسطرح لازم وضروری سمجھنا کہ اس مجتہد کا قول وفعل میرے لئے شرعی حجت ہے کیونکہ اس کی قرآن وحدیث میں نظر دقیق ہے اور یہ قرآن وحدیث کے رموز واسرار سے واقف ہے۔

تقلید کی اقسام

تقلید کی دوقسمیں ہیں۔

۱) تقلید شرعی ۲) تقلید غیر شرعی

۱) **تقلید شرعی**

شرعی احکام میں کسی مجتھد کی پیروی کرنا تقلید شرعی ہے

جیسے نماز، روزہ، حج زکوٰۃ، وضو، نکاح، طلاق کے مسائل کہ ان میں مجتھدین ائمۂ دین کی اطاعت کی جاتی ہے

۲) **تقلید غیر شرعی**

دنیاوی معاملات میں کسی شخص کی اطاعت کرنا تقلید غیر شرعی ہے۔

جیسے علم طب میں طبیب حضرات بوعلی سینا کی پیروی کرتے ہیں اور علم نحو میں امام سیبویہ اور امام خلیل کی پیروی کی جاتی ہے۔

حکم: تقلید غیر شرعی اگر شریعت سے ٹکرا رہی ہو تو تقلید کرنا حرام ہے اور اگر شریعت کے خلاف نہیں تو جائز و مباح ہے۔

عقائد میں تقلید جائز نہیں

عقائد میں کسی امام کی تقلید جائز نہیں مثلاً یوں نہیں کہہ سکتے کہ توحید رسالت امام اعظم کے کہنے سے مانی بلکہ یہ عقیدہ رکھنا پڑے گا کہ توحید و رسالت کو دلائل سے تسلیم کیا۔

صریح احکام میں بھی تقلید جائز نہیں

صریح احکام مثلاً پانچ نمازیں تیس روزے زکوٰۃ و حج کی فرضیت میں تقلید جائز نہیں۔ کیونکہ یہ مسائل قرآن وحدیث سے صراحت کے ساتھ ثابت ہیں چنانچہ کوئی شخص یوں نہیں کہہ سکتا کہ نماز کی فرضیت تیس روزے امام اعظم امام شافعی امام مالک امام احمد بن حنبل کے کہنے سے تسلیم کیئے ہیں بلکہ یوں کہنا پڑے گا کہ قرآن وحدیث میں اس پر صراحۃً دلائل موجود ہیں۔

غیر مجتہدین پر تقلید واجب ہے مجتہدین پر نہیں

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

مکلّف مسلمان دو طرح کے ہوتے ہیں ایک مجتہد اور دوسرے غیر مجتہد وہ ہے جس میں اس قدر علمی لیاقت اور قابلیت ہو کہ قرآنی اشارات و رموز سمجھ سکے اور کلام کے مقصد کو پہچان سکے اس سے

مسائل نکال سکے ناسخ ومنسوخ کا پورا علم رکھتا ہو علم صرف ونحو بلاغت وغیرہ میں اسکو پوری مہارت حاصل ہو احکام کی تمام آیتوں اور احادیث پر اس کی نظر ہو اسکے علاوہ ذکی وخوش فہم ہو جو اس درجہ پر نہ پہنچتا ہو وہ غیر مجتہد یا مقلد ہے
غیر مجتہدین پر تقلید ضروری ہے مجتہد کیلئے تقلید منع۔

قرآن پاک سے تقلید کا ثبوت

(اہل علم سے پوچھو)

فاسئلو اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ (پارہ ۱۷ سورہ انبیاء۔ آیت ۷)

ترجمہ کنزالایمان : تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔

تشریح : اس آیت کریمہ میں رب تعالیٰ خود ارشاد فرما رہا ہے کہ وہ مسائل جنکو سمجھنے یا قرآن سے اخذ کرنے کی تمہارے اندر طاقت نہیں اہل علم ومجتہدین سے پوچھو۔ کیونکہ عام آدمی میں اتنی استعداد نہیں ہوتی کہ وہ ہر مسئلہ قرآن وحدیث سے آسانی کے ساتھ مستنبط کر سکے لہٰذا اسے چاہئے کے وہ کسی قرآن وحدیث کے اندر کامل مہارت رکھنے والے کلام الٰہی اور فرمان رسول کے رموز واسرار سے واقفیت رکھنے والے مجتہد کی بارگاہ میں حاضر ہو کر انکی اتباع وپیروی کرے اور اسی کا نام تقلید ہے۔

اللہ والوں کی اتباع کرو

واتّبع سبیل من اناب الیّ۔ (پارہ ۲۱ سورہ لقمان۔ آیت ۱۵)

ترجمہ کنزالایمان : اور اسکی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا۔

تشریح: اس آیت کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والوں کی اتباع کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس اتباع کا نام ہی تقلید کہلاتا ہے۔

اے اللہ ہمیں مقربین کی راہ چلا

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم۔

(سورہ فاتحہ۔آیت ۵)

ترجمہ کنزالایمان : ہم کوسیدھا راستہ چلا راستہ انکا جن پر تو نے انعام کیا۔

تشریح : اس آیت کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں اور انعام یافتہ لوگوں کی راہ چلنے کا درس دے رہا ہے اور انعام یافتہ لوگ اس امت کے اولیاء کرام ہیں حضور داتا علی ہجویری، سیدالاولیاء حضور غوث اعظم، حضرت معین الدین چشتی اجمیری، خواجہ غلام فرید، حضرت صابر کلیری حضرت بختیار کاکی، حضرت نظام الدین اولیاً حضرت سلطان باہو، حضرت شاہ عبد الطیف بھٹائی، حضرت بایزید بسطامی، حضرت جنید بغدادی اور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمھم اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔اوران تمام بزرگان دین نے ائمہ مجتہدین کی تقلید کی۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ تقلید ہی صراط مستقیم ہے اور یہی فلاح وکامیابی کا بہترین راستہ ہے اور تقلید سے ہٹ کر علیحدہ راہ اختیار کرنے میں گمراہی ہے

مجتہدین کی بارگاہ میں رجوع کرو

ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمۃ الذین یستنبطونہ منہم۔

(پارہ ۵۔سورہ النساء۔آیت ۸۳)

ترجمہ کنزالایمان : اور اگر اس میں رسول اور اپنے ذی اختیار لوگون کی طرف رجوع لاتے تو ضرور ان سے اس کی حقیقت جان لیتے یہ جو بعد میں کاوش کرتے ہیں۔

تشریح: اس آیہ کریمہ سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ جب بھی کسی عام شخص کو کوئی مسئلہ درپیش آئے تو وہ مستنبطین (مجتہدین) کی بارگاہ میں حاضر ہو اور جس طرح وہ حکم ارشاد فرمائیں اسی پر عمل کریں۔

بروز قیامت ہر شخص کو اسکے امام کے ساتھ بلایا جائیگا

یوم ندعو کل اناس بامامھم۔ (پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل۔ آیت ۷۱)

ترجمہ کنزالایمان : جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ بروز قیامت لوگوں کو اے حنفی۔ اے شافعی وغیرہ کہہ کر بلایا جائے گا۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا ائمہ کرام ائمہ مجتہدین کا دامن پکڑنا لازم وضروری ہے اوران آئمہ مجتہدین کے طریقہ شریعت پر چلنا ہی تقلید کہلاتا ہے۔

جو مسلمان کی راہ سے جدا ہوا اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے

ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین لہ الھدی و یتبع غیر سبیلہ لمومنین نولہ ماتولی و نصلہ جھنم و سائت مصیرا۔

(پارہ ۵ سورہ نساء۔ آیت ۱۱۵)

ترجمہ کنزالایمان : اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اسکے کہ حق کا راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسکو اسکے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے۔ اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔

تم میں سے ایک گروہ علم دین کے حصول کیلئے نکلے

فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون۔ (سورہ توبہ۔ آیت ۱۲۲۔ پارہ ۱۱)

ترجمہ کنزالایمان : تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں۔

تشریح: اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ بعض لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ وہ علم دین حاصل کر کے امت مسلمہ کے تمام لوگوں کو اللہ اور رسول کے احکامات پہنچائیں۔ اور دین میں غور وفکر کر کے قرآن واحادیث کے رموز واسرار کو دقیق مسائل آسان فہم کر کے لوگوں کو

بتائیں اور ہر جدید قسم کے مسائل کو قرآن وسنت پر قیاس کر کے ان کا حل عوام الناس تک پہنچائیں اور عوام الناس کو چاہئے کہ وہ ان فقہاء کرام کے اقوال پر عمل کریں یہی تقلید ہے۔

احادیث سے تقلید کا ثبوت

اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار۔

(مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام)

ترجمہ : اتباع کرو بڑے گروہ کی کیونکہ جو جماعت سے الگ رہا وہ علیحدہ ہی جہنم میں ڈالا جائے گا۔

تشریح: اس حدیث میں سواداعظم (بڑے گروہ) کی پیروی کرنے کا حکم ہوا ہے۔ اور الحمد للہ امت محمدیہ کے ہر دور میں اہلسنت والجماعت ہی واحد گروہ ہے جو اکثریت میں ہے اور تمام اہلسنت والجماعت ائمہ اربعہ کے مقلدین ہیں اور جو ائمہ اربعہ (امام اعظم، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل) کے مذہب سے الگ رہا حدیث کی رو سے الگ ہی جہنم میں جائیگا لہذا ثابت ہوا کہ مقلدین ہی سواداعظم ہیں۔

جو جماعت کو متفرق کرے اسے قتل کردو

من اتاکم وامرکم جمع علی رجل و احد یرید ان یشق عصاکم و یفرق جماعتکم فاقتلوه۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب الامارہ)

ترجمہ : وہ شخص جو تمہارے پاس آئے حالانکہ تم کسی ایک شخص کے حکم کی پیروی میں ہو اور آنے والا شخص ارادہ کرے کہ تمہاری لاٹھی توڑ دے اور تمہاری جماعت کو منتشر کرنا چاہے تو تم اس کو قتل کردو۔

جس کا امام نہیں وہ جہالت کی موت مرا

منمات و لیس فی منقه بیعته مات میة جاہلیة۔

(مشکوٰۃ شریف کتاب الامارہ)

ترجمہ : جو شخص اس حالت میں مرا کہ اس کی گردن میں کسی کی بیعت نہیں وہ جہالت کی

موت مرا۔

تشریح: الحمدللہ عزوجل اہلسنت والجماعت سواداعظم اس حدیث کا مصداق ہیں کہ جس نے طریقت کے میدان میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بیعت کا پٹا اپنے گلے میں ڈال رکھا ہے اور شریعت کے میدان میں حضور سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کی بیعت کا ہار گلے میں سجایا ہے۔

صحابہ کرام سے تقلید کا ثبوت

میرے صحابہ کی تقلید کرو

اصحابی کالنجوم فبایهم اقتدیتم اهتدیتم۔

(مشکوٰۃ شریف باب فضائل صحابہ)

ترجمہ : (رسول ﷺ نے فرمایا) میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس نے ان کی اقتداء (تقلید) کی اس نے ہدایت پائی۔

تشریح : اس حدیث پاک میں حضور اکرم ﷺ خود صحابہ کرام کی پیروی وتقلید کا حکم ارشاد فرما رہے ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

عن عمر بن الخطاب قال سمعت رسول الله ﷺ يقول سالت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحیالی یامحمد ان اصحابك عندی بمنزلة النجوم فی السماء بعضها اقوی من بعض ولكل نور فمن اخذ بشیء مما هم علیه من اختلافهم فهو عندی علی هدی۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۶)

ترجمہ : حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب عزوجل سے اپنے وصال ظاہری کے بعد اپنے صحابہ کرام کے اختلاف کے بارے مین سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی اور فرمایا اے محمد ﷺ بیشک آپکے صحابہ میرے نزدیک آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے بعض صحابہ دوسرے بعض سے قوی ہیں ہر ایک کے پاس نور ہے تو جس شخص نے بھی ان سے جو حاصل کیا پس وہ

میرے نزدیک ہدایت یافتہ ہے۔

تشریح : اس حدیث میں بھی روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ صحابہ کرام کا آپس میں مسائل کے اندر اختلاف کے باوجود انہیں آسمان کے ستارے کہا گیا۔ اور ان کی اطاعت وتقلید کرنے والے کو بھی ہدایت کی نوید سنائی گئی جس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کا آپس میں فقہی مسائل پر اختلاف اجتہادی مسائل میں ہوتا تھا جس میں فقہیہ صحابہ خود اجتہاد کر کے مسائل مستنبط کرتے تھے اور عوام الناس انکی تقلید کرتے تھے جیسا کہ آئندہ احادیث میں آرہا ہے۔

صحابہ کرام ایک دوسرے کی تقلید کرتے تھے

عن هزيل بن شرجيل يقول سئل ابو موسىٰ فاتينا ابا موسىٰ (وفيه) فا خبر نا ه بقول ابن مسعود فقال لا تسئلوا فى مادام هذا اطبر فيكم.

(بخاری شریف ص ۹۹۷)

ترجمہ : حضرت ہزیل بن شرجیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے کسی مسئلہ کے بارے سوال کیا گیا (پھر یہی سوال حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کیا گیا) تو آپ نے حضرت موسی اشعری کے جواب کیخلاف فتوی سے آگاہ کیا تو آپ (یعنی حضرت ابوموسی اشعری) نے فرمایا کہ جب تک یہ معتبر شخصیت (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود) تم میں ہیں انکے علاوہ کسی سے سوال نہ کیا کرو۔

تشریح: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام ایک دوسرے کی تقلید کرتے تھے اور کم علم صحابی اپنے سے زیادہ علم والے صحابی کی تقلید کرتا تھا۔

جیسا کہ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنے فتوی سے رجوع فرما کر حضرت عبداللہ کی تقلید کی اور آپ نے خود لوگوں کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تقلید کرنے کا حکم فرمایا۔

حضرت جابر حضرت عباس کی تقلید کرتے تھے

عن جابر بن زيد و عكرمة انهما يكرهان ابسرو حد ه وياعو خذان ذالك عن ابن عباس۔

(ابوداؤد شریف۔ج۔ا۔ص ۱۶۵)

ترجمہ : حضرت جابر اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ دونوں نیم پختہ

خرے کومکروہ جانتے تھے اور اس طرح کے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کو پکڑتے تھے (یعنی انہی کے فتوے پر عمل کرتے تھے)۔

تشریح : اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت جابر اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تقلید کرتے تھے اور انہی کے فتویٰ پر عمل کرتے

اہل مکہ ابن عباس کی تقلید کرتے تھے

اختلف فی کثیر منالاحکام واتبعہٗ فی ذٰلک اصحابہ من اہل مکۃ۔

ترجمہ : (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مکہ میں قیام فرمایا) تو کثیر مسائل میں آپ نے دوسرے صحابہ کرام سے اختلاف کیا اور اہل مکہ حضرت ابن عباس کے قول کو ترجیح دیتے تھے۔

اہل مدینہ حضرت زید کی تقلید کرتے تھے

عن اکرمۃ ان اھل مدینۃ سالو ابن عباس عن امراۃ طافت ثم حاضت قال لھم تنف قالو الا ناخذ بقولك و ندع قول زید۔

(صحیح بخاری ج۔۱۔ص ۲۳)

ترجمہ : حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک اہل مدینہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ دوران طواف اگر عورت کو حیض آ جائے تو کیا حکم ہے (یعنی وہ طواف چھوڑ کر جا سکتی ہے) تو آپ نے جواب دیا کہ ہاں وہ طواف چھوڑ کر جا سکتی ہے تو اہل مدینہ نے کہا کہ ہم آپ کے قول (یعنی فتویٰ) پر عمل نہیں کریں گے بلکہ حضرت زید رضی اللہ عنہ (جو کہ مدینہ کے مفتی تھے) کے قول پر عمل کریں گے۔

تشریح : ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کے دور میں تقلید کا عام رواج تھا اور عام لوگ اپنے معتمد فقیہہ صحابی کے قول کو دوسرے صحابی کے قول پر ترجیح دے کر اسکی اطاعت و پیروی کرتے اور اسی کا دوسرا نام تقلید ہے۔

حضرت ابراہیم نخعی حضرت عبداللہ بن مسعود کی تقلید کرتے

وکان ابراھیم و اصحابہ یرون ابن مسعود واصحابہ اثبت الناس فی الفقہ۔

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ اور آپکے ساتھی حضرت عبداللہ بن مسعود اور آپکے شاگردوں کو فقہ کے اندر اثبت الناس سمجھتے تھے۔

تشریح: ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کے زمانہ اقدس میں تقلید کا عام رواج تھا اور جو مسئلہ قرآن و حدیث میں نہ ہوتا صحابہ کرام اپنے قیاس سے اجتھاد کرتے اور عوام الناس انکی تقلید کرتے تھے۔

بزرگان دین کے نظریات

امام فخر الدین رازی کا نظریہ

ولا یجوز تقلید ما عدالمذھب الا ربعۃ وافق قول الصحابۃ والحدیث الصحیح والایۃ فالخارج عن المذاھب الاربعۃ ضال مضل وربما اداہ ذالک للکفر لان الا خذ بظواھر الکتاب والنۃ من اصول الکفر۔

(تفسیر صاوی)

ترجمہ: چاروں مذاہب کے علاوہ کسی کی تقلید جائز نہیں ہے۔ چاہے وہ قول صحابہ اور احادیث صحیحہ اور آیت کے موافق ہو۔ پس جو شخص ان چاروں مذاہب سے خارج ہے وہ خود بھی گمراہ اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔ اس لئے کہ قرآن وحدیث کے ظاہر سے کوئی مسئلہ اخذ کرنا کفر کے اصول میں سے ہے۔

امام نووی کا نظریہ

وقد یتناول ذالک علی الائمۃ الذین ھم علماء الدین وان من نصیحتھم قبول مادووہ و تقلید ھم فی الاحکام و احسان الظن بھم۔

(اربعین نووی)

ترجمہ: (امام مسلم کی حدیث جو تقلید کے جواز پر دلالت کرتی ہے) ان ائمہ کرام کو بھی شامل

ہے جو دین کے علماء ہیں۔ انکی وہ حدیثیں جو انہوں نے روایت کیں کو قبول کرنا اور احکام میں انکی تقلید کرنا اور ان کیساتھ اچھا گمان کرنا (ان کے لئے لازم وضروری ہے)۔

مولانا عبدالحئی لکھنوی کا نظریہ

وقدروی عن الامام الاعظم جواز تقلید المجتهد بمن هوا علم منه

(فتح القدیر)

ترجمہ: ائمہ اربعہ (امام اعظم، امام شافعی، امام مالک، امام حنبل) کے خلاف عمل نہ کرنے پر اجماع منعقد ہو گیا ہے۔

صاحب شرح ھدائیہ کا نظریہ

واذا کان المفتی علی هذه الصفة فعلی العاص تقلیده وان کان المفتیا خطاء ذٰلك ولا معتبر بغیره۔ (الکفائیہ شرح ھدائیہ کتاب الصوم)

ترجمہ : اور جب مفتی کے اندر یہ صفات ہوں (یعنی وہ مجتہد ہو) تو عام لوگوں پر ضروری ہے کہ اسکی تقلید کریں۔ اگرچہ مفتی کو اس مسئلہ میں خطاء ہی کیوں نہ ہو جائے اور اسکے علاوہ کا کوئی اعتبار نہیں۔

امام طحاوی کا نظریہ

من کان خارجاعن هذه الاربعة فی الذمان فهو من اهل البدعة والنار

(طحاوی شریف)

ترجمہ : فی زمانہ جو آدمی چاروں مذاہب سے خارج ہوا تو وہ اہل بدعت اور اہل نار میں سے ہے۔

امام جلال الدین سیوطی کا نظریہ

یجب علی الصامی و غیره ممن لم یبلغ مرتبة الاجتهاد التذامه مذهب معین من مذاهب المجتهدین۔ (شرح جمع الجوامع)

ترجمہ: جو شخص مرتبہ اجتہاد تک نہ پہنچا ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ مجتہدین کے مذاہب میں

سے کسی مذہب کولازم پکڑے۔

علامہ ابن حجر مکی کا نظریہ

فقال ائمتنا لا یجوز تقلید غیر الائمة الاربعة الشافعی و مالك وابی حنیفة و احمد بن حنبل۔ (فتح المبین شرح اربعین)

ترجمہ : ہمارے ائمۃ کرام فرماتے ہیں کہ ائمۃ اربعہ یعنی امام شافعی۔امام مالک امام ابوحنیفہ اورامام احمد بن حنبل کے سوا کسی کی تقلید جائز نہیں۔

علامہ محب اللہ بہاری کا نظریہ

غیر المجتهد المطلق ولو کان عالما یلزمه التقلید لمجتهد ما فیما لا یقدر علیه من الاجتهاد۔ (فواتح الرحموت ص۹۲۶)

ترجمہ : غیر مجتھد مطلق اگر چہ وہ عالم ہی کیوں نہ ہو اور اس کو اجتھاد پر قدرت حاصل نہ ہو تو لازم ہے کہ وہ کسی مجتھد کی تقلید کرے۔

عبدالوھاب شعرانی کا نظریہ

فان قلت فهل یجب المحجوب عن الاطلاع علی العین الاولی للشریعة التقلید بمذهب معین فالجواب نعم یجب علیه ذلك لئلا یضل فی نفسه و یضل غیره۔ (میزان کبریٰ ص۳۴)

ترجمہ : پس اگر تو کہے کہ وہ شخص جو محجوب عن الاطلاع ہو شریعت کے معاملہ میں تو کیا اس پر تقلید کرنا واجب ہے تو جواب یہ کہ ہاں اس پر تقلید کرنا واجب ہے تا کہ وہ خود اور دوسروں کو بھی گمراہ نہ کر سکے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا نظریہ

هذا المذاهب لا لربعة المدونة المحررة قد اجتمعت الامةاو منيعتد بهامنها علی جواز تقليدها الی يومناهذا۔ (حجۃ اللہ البالغۃ)

ترجمہ : ائمہ اربعہ کے چاروں مذاہب کے تقلید کے جواز کے بارے میں امت یا امت کے قابل اعتماد حضرات نے اجماع کرلیا۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

يحب علی من لم يجمع هذه الشرائط تقليده فيما يعنی له الحوادث۔

(عقد الجید ص ۸)

ترجمہ : جس شخص میں یہ شرائط (یعنی مجتھدانہ شرائط) نہ ہوں اس پر واجب ہے کہ نئے درپیش مسائل میں کسی (مجتھد) کی تقلید کرے۔

وہابیوں، دیوبندیوں کے امام ابن تیمیہ کے نظریات

ومن خالف الائمة الاربعة مخالف الاجماع و قد صرح فی التحرير ان الاجماع انعقد علی عدم العمل بمذهب مخالف لا ربعة لانضباط مذابهم و كثرة اتباعهم۔

ترجمہ : جس شخص نے ائمہ اربعہ (امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل) کی مخالفت کی گویا اس نے اجماع کی مخالفت کی۔

(امام ابن الہمام) نے "تحریر" میں تصریح کی ہے کہ مذاہب اربعہ (یعنی چاروں اماموں کے مذاہب) کے علاوہ کسی مذہب پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔ اسلیئے کہ ان کے مذاہب اور ان کی اتباع کرنے والے کثیر ہیں۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

وحكی عن محمد بن الحسن وغيره انه يجوزله التقليد قيل مطلقا وقيل يجوز تقليد الاعلم (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲ ص ۲۰۲)

ترجمہ : امام محمد بن حسن رضی اللہ عنہ وغیرہ سے حکایت کیا گیا ہے اسے (یعنی مجتھد) کیلئے

تقلید جائز ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مطلقاً جائز ہے اور کہا گیا ہے کہ اپنے سے زیادہ عالم کی تقلید جائز ہے۔

اعتراضات کے جوابات

تقلید کے بارے میں بعض حضرات مختلف قسم کے جاہلانہ اعتراضات کرتے ہیں۔اور عام سادہ قسم کے لوگوں کو ہر ممکن طریقہ سے ورغلانے اور انہیں دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں لہٰذا یہاں پر انکے چند مشہور و معروف اعتراضات کے جوابات پیش کیئے جائیں گے تاکہ ہمارے سادہ لوح مسلمان حضرات انکے دھوکے میں آنے کی بجائے اپنا دفاع کرسکیں اور جماعت سے منتشر و بکھرنے کی بجائے قرآن و حدیث اور بزرگان دین کے طریقہ شریعت کو مضبوطی سے تھامے رہیں

ان تمام اعتراضات کے جوابات حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرۂ آفاق تصنیف ''جاءالحق'' سے ماخوذ ہیں ملاحظہ ہوں۔

اعتراض: رہبر کیلیئے قرآن وحدیث کافی ہیں ان میں کیا نہیں جو کہ فقہ سے حاصل کریں (اللہ تعالیٰ قرآن میں) فرماتا ہے۔

ترجمہ: اور نہیں ہے کوئی تر اور خشک چیز جو ایک روشن کتاب میں لکھی نہ ہو اور بیشک ہم نے قرآن یاد کرنے کیلیئے آسان فرمادیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا''

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ قرآن میں سب ہے اور قرآن سب کے لیے آسان بھی ہے پھر کس لیئے مجتھد کے پاس جاویں۔

جواب: قرآن وحدیث بیشک رہبری کیلیئے کافی ہیں اور ان میں سب کچھ ہے مگر ان سے مسائل نکالنے کی قابلیت ہونی چاہیئے۔سمندر میں موتی ہیں مگر ان کو نکالنے کیلیئے غوطہ خور کی ضرورت ہے۔ائمہ مجتہدین (امام ابوحنیفہ۔امام شافعی۔امام مالک۔امام احمد بن حنبل) اس سمندر کے غوطہ زن ہیں۔

طب کی کتابوں میں سب پتہ لکھا ہے مگر ہم کو حکیم کے پاس جانا اور اس سے نسخہ تجویز کرانا ضروری ہے۔ائمہ دین طبیب ہیں۔

میں فرمایا ہے کہ ہم نے قرآن کو حفظ کرنے کے لیئے آسان کیا ہے نہ کہ اس سے مسائل استنباط (نکالنے) کے لیئے اگر مسائل نکالنا آسان ہیں تو پھر حدیث کی بھی کیا ضرورت ہے قرآن میں سب کچھ ہے اور قرآن آسان ہے نیز پھر قرآن سکھانے کے لیئے نبی کیوں آئے۔

اعتراض: تقلید میں غیر خدا کو اپنا حکم بنانا ہے اور یہ شرک ہے لہٰذا تقلید شخصی شرک ہے قرآن میں ہے

ان الحکم الا للّٰہ **ترجمہ** : نہیں ہے حکم مگر اللہ کا۔

جواب : اگر غیر خدا کو حکم بنانا شرک ہے تو حدیث ماننا بھی شرک ہوا نیز سارے محدثین مفسرین مشرک ہو گئے کیونکہ ترمذی ابوداؤد مسلم وغیرہ حضرات تو مقلد ہیں اور امام بخاری وغیرہ مقلدوں کے شاگرو (کیونکہ یہ تمام محدثین مثلاً امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداؤد وغیرہ سب کے سب شافعی ہیں اور امام شافعی کی تقلید کرتے ہیں۔

جس روایت میں ایک راوی فاسق آجائے وہ روایت ضیعف یا موضوع ہے تو جس روایت میں کوئی مقلد آجاوے تو مشرک آگیا لہٰذا وہ بھی باطل پھر ترمذی و ابوداؤد تو خود مقلد ہیں مشرک ہوئے ان کی روایات ختم ہوئیں بخاری وغیرہ پہلے ہی ختم ہو چکے کہ وہ مشرکوں کے شاگرد ہیں اب حدیث کہاں سے لاؤ گے۔

قرآن پاک فرماتا ہے۔

وان خفتم شقاق بینهما فابعثوا حکما من اهلہٖ و حکمامن اهلها۔

ترجمہ : اور اگر تم کو میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک حکم مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے بھیجو۔

حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنھما نے جنگ صفین میں حکم بنایا۔ خود حضور علیہ اسلام نے بنی قریظہ کے معاملہ میں حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم بنایا۔ آیت (جو اعتراض میں مذکور ہوئی) کے معنی یہ ہیں کہ حقیقی حکم خدائے پاک ہی کا ہے اور جو اسکے سوا کے احکام ہیں علماء فقہا اور مشائخ یا اسی طرح احکام حدیث یہ تمام بالواسطہ خدائے تعالیٰ ہی کے حکم ہیں اگر یہ معنی ہوں کہ کسی کا حکم سوائے خدا کے ماننا شرک ہے تو آج تمام دنیا جج کا فیصلہ کچہریوں کے مقدمات کو مانتی ہے سب ہی مشرک ہو گئے۔

اعتراض : امام یوسف اور امام محمد حنفی ہیں لیکن اسکے باوجود امام ابوحنیفہ کی مختلف مقامات پر مخالفت کیوں کی؟۔

جواب : ہم نے پیچھے عرض کیا تھا کہ مجتہد کو تقلید کرنا حرام ہے لیکن اصول وقواعد میں امام کی تقلید کرنا ضروری ہے امام یوسف اور امام محمد اصول وقواعد میں تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کریں گے لیکن فقہی مسائل میں یہ دونوں مجتہد ہیں لہذا ان مسائل میں یہ تقلید نہیں کریں۔

اعتراض : بعض مسائل میں تم لوگ امام یوسف اور امام محمد کے قول کو ترجیح دیتے ہو اور امام اعظم کے قول کو چھوڑ دیتے ہو پھر تم حنفی کیسے ہوئے لہذا چاہیئے کہ اپنے آپ کو یوسفی یا محمدی کہلواؤ۔

جواب : کیونکہ امام یوسف اور امام محمد کے تمام اقوال وفتاوئ امام اعظم ابوحنیفہ کے اصول و ضوابط پر بنے ہیں۔لہذا ان دونوں میں کسی کے قول کو ترجیح دینا حقیقت میں امام اعظم کے قول کو لینا ہے مثال کے طور پر حدیث پر عمل کرنا قرآن پر عمل کرنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم ارشاد فرمایا۔

اسی طرح امام اعظم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے قول کے مقابلے میں اگر کوئی صحیح حدیث مل جائے تو وہی حدیث ہی میرا مذہب ہے اب اگر کوئی مجتہد امام صاحب کے قول کے مقابلہ میں صحیح حدیث پالے اور اس پر عمل کرے تو وہ اس سے حنفی ہی رہیگا کیونکہ اس نے حقیقت میں امام صاحب کے قاعدے ہی پر عمل کیا (یعنی میرے قول کے مقابلہ میں اگر صحیح حدیث مل جائے تو وہ ہی میرا مذہب ہے)۔

لہذا امام یوسف اور امام محمد کے قول پر عمل کرنا حنفیت سے خارج نہیں کرتا۔

اجتہاد (یعنی قیاس) کے بارے میں اعتراضات کے جوابات

اعتراض: قیاس کرنا مجتہد کا ظن ہوتا ہے اور قرآن کریم میں ظن کو گناہ کہا گیا ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

,, یاایّھا الذین اٰمنو اجتنبوا کثیرا من الظنّ انّ بعض الظنّ اثم ولا تحبسّوا ولا بعضکم بعضاً

ترجمہ : اے ایمان والوں بہت گمانوں سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈ و اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔

جواب: قیاس کو مطلقاً ناجائز و گناہ کہنا غلط ہے قیاس کے جواز پر بے شمار احادیث مبارکہ موجود ہیں جس میں سے چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

حضرت معاذ اور قیاس کا جواز

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

کہ جب حضرت معاذ ابن جبل کو حضور علیہ السلام نے یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو پوچھا کہ کس چیز سے فیصلہ کرو گے۔؟ عرض کیا کتاب اللہ سے فرمایا اگر اس میں نہ پاؤ تو عرض کیا کہ اسکے رسول کی سنت سے فرمایا اگر اس میں بھی نہ پاؤ؟۔تو عرض کیا کہ

اجتهد براء ی قال فضرب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم صدره وقال الحمد لله الذّی وفّق رسول الله لما یرضیٰ بہٖ رسول الله ۔

(ترمذی شریف ج۔ا۔ابواب الاحکام)(مشکوۃ شریف کتاب الامارہ)

ترجمہ : اپنی رائے سے اجتھاد کرونگا راوی نے فرمایا کہ پس حضور علیہ السلام نے انکے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اس خدا کا شکر ہے جس نے رسول اللہ کے قاصد کو اسکی توفیق دی جس سے رسول اللہ راضی ہیں۔

تشریح: اس حدیث سے قیاس کا جواز روز روشن کیطرح واضح ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تائید فرمائی اور اس پر رضامندی کا بھی اظہار کیا۔اور قیاس کے ذریعے صحیح مسئلہ اخذ کرنے پر دعائے خیر فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود سے قیاس کا جواز

فمن عرض له منكم قضاء بعد اليوم فليقض بما فی كتاب الله فان جاء ه امر ليس فی كتاب الله فليقض بما قضیٰ بہٖ نبيّه صلی اللہ علیہ وسلم فان جاء امر ليس فی كتاب الله ولا قضیٰ بہٖ نبيّه صلی اللہ علیہ وسلم فليقض بما قضی فان جاء امر ليس فی كتاب الله ولا قضی بہٖ نبيّهٗ صلی اللہ علیہ وسلم ولا قضی بہٖ الصالحون

فليجهتد رايهٗ۔ (نسائی شریف ج۔۲ کتاب القضاء)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ آج کے بعد سے جس پر کوئی فیصلہ پیش آ جائے تو قرآن شریف سے فیصلہ کرے اگر ایسی چیز پیش آ گئی جو قرآن شریف میں نہیں ہے تو اس سے فیصلہ کرے جو اللہ کے نبی ﷺ نے فیصلہ کیا لیکن اگر ایسی چیز پیش آ جائے جو نہ قرآن شریف میں ہو اور نہ اللہ کے نبی ﷺ نے اسکا فیصلہ کیا ہو تو اس پر فیصلہ کرو جو نیک لوگوں نے فیصلہ کیا ہو لیکن اگر وہ چیز پیش آ گئی جو نہ تو قرآن شریف میں ہے اور نہ اسکا فیصلہ نبی ﷺ نے کیا نہ صالحین نے تو اپنے قیاس سے اجتہاد کرے۔

تشریح : اس حدیث مبارکہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قیاس کے جواز پر مہر ثبت کر دی اور ارشاد فرمایا کہ اگر قرآن و حدیث اور اجماع امت سے کوئی مسئلہ اخذ نہیں ہو رہا تو اپنے قیاس سے اسکا حل تلاش کرو جس سے قیاس کا جواز بخوبی واضح و ثابت ہوا۔

حضرت عمر نے قیاس کا حکم فرمایا

فكتب اليه ان اقض بما فی كتاب اللّٰه فان لم يكن فی كتاب اللّٰه فبسنّة رسول اللّٰه فان لم يكن فی كتاب اللّٰه ولا فی سنّة رسول اللّٰه ﷺ فاقض بما قضٰ بهٖ الصالحون فان لم يكن فی كتاب اللّٰه ولا فی سنّة رسول اللّٰه ﷺ ولم يقض بهٖ الصالحون فان شئت فتقدّم وان شئت فتاخّر ولا ارٰی التاخر الاخيرالك والسلام عليكم۔

(نسائی شریف جلد۲۔کتاب القضاء)

ترجمہ : حضرت قاضی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ وہ فیصلے کس طرح کریں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو جواب لکھا کہ قرآن شریف سے فیصلہ کرو اگر اس میں نہ ہو تو سنت رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ کرو اور اگر نہ کتاب اللہ میں ہو نہ سنت رسول اللہ میں تو اس سے فیصلہ کرو جو اللہ کے نیک لوگوں نے فیصلہ کیا ہو (یعنی اجماع امت) لیکن اگر نہ تو وہ مسئلہ قرآن میں ہو نہ سنت میں اور نہ ہی اسکے متعلق صالحین کا فیصلہ ہو تو چاہو تو پیش قدمی کرو اور چاہو مہلت لو میں تمہارے لیئے مہلت ہی کو بہتر جانتا ہوں۔

تشریح: اس حدیث پاک کی وضاحت کرتے ہو حکیم الامت لکھتے ہیں۔

ان حدیثوں میں کتاب سنت، اجماع امت اور قیاس کا ایسا صریح ثبوت ہے کہ اس کا نہ انکار ہو سکتا ہے نہ کوئی تاویل۔

اب وہ اعتراض جو غیر مقلد کرتے ہیں''واجتنبوا کثیراً من الظنّ'' کہ بہت ظن سے بچو اس میں ظن سے مراد بدگمانیاں ہیں یعنی مسلمانوں پر بدگمانیاں نہ کیا کرو اسی لیئے اس آیت میں اس کے بعد غیبت وغیرہ کی ممانعت ہے ورنہ قیاس اور غیبت میں کیا تعلق جیسے رب تعالیٰ فرماتا ہے''انّما النجوی من الشیطٰن''مشورہ کرنا شیطان کی طرف سے ہے تو کیا ہر مشورہ شیطانی کام ہے نہیں بلکہ جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مشورے ہوں وہ شیطانی ہیں۔

ایسے ہی یہ ہے اور جس قیاس کی برائیاں آئی ہیں وہ قیاس ہے جو حکم خدا کے مقابلہ میں کیا جائے جیسا کہ شیطان نے حکم سجدہ پاکر قیاس کیا اور حکم الٰہی ردّ کفر ہے۔

خلاصہ کلام

قرآن وحدیث اور بزرگان دین کے اقوال واحوال کی روشنی میں تقلید کا ثبوت روز روشن کیطرح واضح ہو گیا۔ بلکہ ہر عام وخاص کیلیئے تقلید کے واجب وضروری ہونے پر بھی صراحت کے ساتھ دلائل مذکور ہوئے۔لہذا ہر شخص کے لیئے ضروری ہے۔

کیونکہ زمانے وحالات کے بدلنے سے نت نئے مسائل پیش آتے رہتے ہیں جنکا قرآن و حدیث سے صراحت کے ساتھ ثبوت نہیں ملتا لہذا ایسے مسائل کا حل فقط قرآن وحدیث کے رموز واسرار سے واقفیت رکھنا ہر شخص کیلیئے ممکن نہیں لہذا مقلدین ومجتھدین حضرات ہی جو قرآن و حدیث میں دقت نظری اور باریک بینی کی صلاحیت رکھتے ہیں وہ ہی نت نئے مسائل کا حل تلاش کر سکتے ہیں۔

عوام الناس کو چاہیئے کہ وہ انکی تقلید و پیروی کریں جدید مسائل کا اتنا زیادہ سامنا نہیں تھا جیسا کہ صحابہ کرام کے دور میں بھی تقلید کا عام رواج تھا اب فی زمانہ بے شمار نئے مسائل پیدا ہو رہے ہیں لہذا ان مسائل میں عوام الناس کے لیئے لازم وضروری ہے کہ وہ مجتھدین علماء کی تقلید کریں اور جماعت کے ساتھ رہیں کیونکہ حدیث میں ہے کہ جو جماعت سے الگ رہا وہ الگ ہی جہنم میں ڈالا جائے گا۔

امام کے پیچھے
قراءت کرنا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عقیدہ اہلسنت والجماعت

قرآن کریم، کثیر احادیث مبارکہ اور بزرگان دین کے اقوال وافعال کی روشنی میں مقتدی کے لئے جائز نہیں کہ وہ امام کے پیچھے قرآت کرے نہ سورہ فاتحہ پڑھ سکتا ہے اور نہ ہی قرآن کی کوئی سورہ یا آیت کیونکہ امام کی قرات مقتدی کے لئے کافی ہے۔

نماز چاہے جہری ہو یا سری ہر صورت میں مقتدی پر واجب ہے کہ وہ امام کے پیچھے قرات نہ کرے امام جہری نماز پڑھ رہا ہو تو مقتدی کان لگا کر قرات سنے اور اگر سری نماز پڑھ رہا ہو تو مقتدی خاموشی اختیار کرے اس کے ثبوت کے لئے قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور بزرگان دین کے فتاوی جات پیش خدمت ہیں اور پھر آخر میں معترضین کے سوالات کے جوابات اور عقلی دلائل بھی حاضر خدمت ہیں۔

اللہ تعالی کی بارگاہ سے امید ہے کہ مخالفین اپنی ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر حق بات کے سامنے سر خم تسلیم کر کے اپنی اور عوام الناس کی نمازوں کو برباد ہونے سے بچانے میں کوئی عار محسوس نہیں کریں گے۔

واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

قرآن سے قرات کے عدم جواز کا ثبوت

ارشاد باری تعالی ہے۔

واذاقری القرآن فاستمعو اله وانصتوالعلکم ترحمون۔

ترجمہ کنز الایمان : اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

تشریح: اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ جب امام قرآت کر رہا ہو تو مقتدی پر واجب ہے کہ وہ خاموشی اختیار کرے اور قرآن کو کان لگا کر سنے۔اس آیت کا شان نزول بھی یہی ہے کہ ایک صحابی رسول دوران نماز با جماعت، قرات کر رہے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی کہ دوران قرات

خاموشی اختیار کرو۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

''فاقروا ماتیسر من القرآن۔ (سورہ مزمل آیت ۲۰)

ترجمہ کنز الایمان: اب قرآن میں سے جوتم پر آسان ہو اتنا پڑھو۔

تشریح: اس آیت کریمہ سے بھی واضح ہوا کہ نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں بلکہ حکم عام ہے کہ قرآن میں سے جو بھی تمہیں آسان ہو وہی سورہ یا آیت پڑھو حدیث کی رو سے نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ضرور ہے لیکن قرآن کی اس آیت کے اندر حکم عام ہونے کی بناء پر فرض نہیں جیسا کہ غیر مقلدین سورہ فاتحہ کو فرض قرار دیتے ہیں۔

احادیث سے قرات کے عدم جواز کا ثبوت

امام کے ساتھ قرات جائز نہیں

انہ سال زید ابن ثابت عن القراء ة مع الامام فقال لاقراء ة مع الامام فی شیء (صحیح مسلم جلد ا ص ۲۱۵)

ترجمہ: حضرت عطا بن یسار رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے امام کے ساتھ قرات کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کسی بھی صورت میں امام کے ساتھ قرات کرنا جائز نہیں۔

امام کے پیچھے قرات گویا اس سے جھگڑنا ہے

عن عمران قال صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الظہر فقرء رجل خلفہ ''سبح اسم ربک الاعلی، فلما صلی قال من قرء سبح اسم ربک الاعلی، قال رجل انا قال قدعلمت ان بعضکم قد خالج نی ھا۔

(صحیح مسلم ج ا ص ۱۷۲)

ترجمہ: حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی تو ایک شخص نے امام کے پیچھے ''سبح اسم ربک الاعلیٰ'' پڑھی پس جب آپ علیہ

الصلوۃ والسلام نے نماز پڑھائی تو فرمایا کس نے ''سبح اسم'' پڑھی ایک شخص نے کہا میں نے تو آپ نے فرمایا میں نے جان لیا کہ تم میں سے بعض نے مجھ سے جھگڑا کیا۔

امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھو

من صلی رکعۃ لم یقرء فیھا بام القرآن فلم یصل الا ان یکون وراء الامام ھذا حدیث حسن صحیح۔ (دار قطنی)

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

جس شخص نے کوئی رکعت نماز پڑھی اس حال میں کہ اس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس کی نماز نہ ہوئی مگر یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: مطلب یہ کہ جس نے اکیلی نماز پڑھی اس پر سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور اگر امام کی اقتداء میں ہو تو سورہ فاتحہ نہ پڑھے۔

جب امام پڑھے تم خاموش رہو

عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیوتم بہ فاذا کبر فکبروا و اذا قرء فانصتوا۔

(نسائی شریف ج ۱ ص ۱۴۶)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ امام تو محض اسی لئے ہوتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے جب امام تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرات کرے تو تم خاموش رہو۔

امام کی قرات مقتدی کی قرات ہے

عن جابر بن عبداللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ۔ (طحاوی شریف ج ۱ ص ۱۴۹)

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کا امام ہو تو امام کی قرات مقتدی کی قرات ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے امام کے پیچھے قرات سے منع کیا

عن انس رضی اللہ عنہ قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اقبل بو جھہ فقال اتقرء ون والامام یقرء فسکتوا فسالھم ثلثا فقالو انا لنفعل قال فلا تفعلوا۔ (طحاوی شریف ج ۱ ص ۱۵۰)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی پھر آپ متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تم قرات کرتے ہو حالانکہ امام قرات کررہا تھا تو تمام لوگ خاموش رہے آپ نے تین مرتبہ پوچھا تو انہوں نے عرض کی ہم نے قرات کی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا اب ایسا نہ کرنا۔

امام کے پیچھے خاموش رہو

عن ابی موسی الا شعری قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبنا فبین لنا سنتنا وعلمنا صلاتنا فقال اقیموا اصفو فکم ثم لیومکم احد کم فاذاکبر واواذاقرء فانصتوا۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۷۴)(ابوداؤد ج ۱ ص ۱۴۷)(ابن ماجہ ۶۱)(مشکوۃ شریف ص ۷۹)

ترجمہ: حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا پھر ہماری سنتیں بتائیں۔ اور ہمیں ہماری نماز سکھائی پھر آپ نے فرمایا اپنی صفین قائم کرو اور کوئی ایک تم میں سب کی امامت کرائے جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرات کرے تو تم خاموش رہو۔

امام کی قرات مقتدی کی قرات ہے

عن جابربن عبداللہ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخلفہ رجل من اصحاب رسول اللہ صلی وسلم فلماانصرف تنازعنا فقال اتنھانی عن القراءۃ خلف رسول اللہ علیہ وسلم فتنا زعنا حتی بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

من صلی خلف امام فان قراء ۃ۔ (دارقطنی، ص۱۲۳)

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی تو آپ کے پیچھے کسی مرد نے قراءت کی رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک مرد نے اسے قرات کرنے سے منع کیا جب وہ شخص نماز سے فارغ ہوا تو دونوں نے جھگڑنا شروع کر دیا اور قرات کرنے والا بولا کیا تو مجھے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے قرات کرنے سے منع کرتا ہے پھر دونوں جھگڑ پڑے یہاں تک کہ معاملہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرات مقتدی کی قرات ہے۔ (یعنی مقتدی قرات نہ کرے

ظہر اور عصر میں بھی قرات منع ہے

قال صلی النبی اللّٰہ علیه وسلم الظہر اوالعصر فجعل رجل یقرء رجل یقرء خلف النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ورجل ینہا فلما صلی قال یارسول اللّٰہ کنت اقراء و ھذا ینہا فقال له امام فان قراء ۃ الامام له قرائۃ

(مصنف عبدالرزاق ج ۲، ص ۱۳۶)

ترجمہ: (حضرت شداد بن ہاریثی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) کہ نبی کریم ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی تو ایک شخص نے آپ کے پیچھے قرات کی اور دوسرے آدمی نے اس کو قرات کرنے سے منع کیا نماز پڑھنے کے بعد اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں قرأت کرتا ہوں اور یہ شخص مجھے روکتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کا کوئی امام ہو تو امام کی قرات مقتدی کی قرات ہے۔

جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو

قال صلینا مع ابی موسی الاشعری فذکر الحدیث عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وفیه فاذا کبر الامام فکبرو او قرء فانصتوا۔

(بیہقی شریف ج ۲ ص ۱۵۵)

ترجمہ: (حضرت حطان بن عبداللہ رقاشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) کہ ہم نے حضرت موسی

اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز ادا کی تو آپ نے نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث بیان فرمائی جس میں ہے کہ جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرات کرے تو تم خاموش رہو۔

امام کے پیچھے قرات گویا اس سے جھگڑنا ہے

عن عبد الله بن لجينة وكان من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال هل قرء احد منكم آنفا فى الصلاة قالوا نعم قال انى مالى انازع القران فانتهى الناس عن القرات حين قال ذلك۔ (بیہقی شریف ج۲ص۱۵۸)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن لحینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور یہ اصحاب رسول میں سے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے اس وقت نماز میں قرات کی ہے لوگوں نے عرض کی ہاں تو آپ نے فرمایا کہ مجھے کیا ہے کہ میں قرآن میں جھگڑا کروں آپ کا فرمان سننے کے بعد لوگ قرات کرنے سے رک گئے۔

امام کے پیچھے خاموش رہو

انه قال قال رجل للنبى صلى الله عليه وسلم اقرء حلف الامام او انصت قال بل انصت فانه يكفيك ۔ (دار قطنی)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ میں امام کے پیچھے قرات کروں یا چپ رہوں تو آپ نے فرمایا خاموش رہو کیونکہ امام کی قرات تجھے کافی ہے۔

صحابہ کرام کے نظریات

حضرت عائشہ کا نظریہ

عن عائشة كل صلاة لايقرء فيها بام الكتاب فهی خداج الا صلاة خلف امام۔ (کنز العمال ۲ ص ۴۴۴)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہر وہ نماز کہ جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے تو وہ نماز نامکمل ہے مگر وہ نماز جو امام کے پیچھے پڑھی جائے (یعنی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے)

حضرت جابر بن عبداللہ کا نظریہ

عن جابراذاقرء الامام فانصتوا۔ (کنز العمال ج ۲ ص ۴۴۱)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب امام قرات کرے تو تم خاموش رہو۔

حضرت عبادہ بن صامت کا نظریہ

عن عبادة من كان له امام فقراء ة الامام له قراء ة۔

(کنز العمال ج ۲، ص ۴۴۱)

ترجمہ: حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس کا کوئی امام ہو تو امام کی قراءۃ مقتدی کی قراءۃ ہے۔

حضرت علی کا نظریہ

عن عبدالله بن ابی ليلی قال سمعت عليا يقول من قرء خلف الامام فقد اخطاء الفطرة۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۲، ص ۱۳۷)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ابی لیلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا جس میں آپ نے فرمایا کہ جس نے امام کے پیچھے قرات کی تو تحقیق اس نے فطرۃ میں خطاء کی (یعنی سنت کی خلاف ورزی کی)

حضرت عبداللہ بن مسعود کا نظریہ

عن ابی وائل ان رجلا سئل ابن مسعود عن القراء ة خلف الامام فقال انصت للقرآن فان فی الصلاۃ شغلا و سیکفیك ذاك الامام۔

(بیہقی شریف جلد۲، ص۱۶۰)

ترجمہ: حضرت ابی وائل رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے قرات کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ قرآن کے لئے خاموش رہے (یعنی قرآن سمجھنے کے لئے خاموش رہے) پس بے شک نماز میں توجہ ضروری ہے اور تجھے امام کی قرات کفایت کرے گی۔

حضرت ابن عمر کا نظریہ

عن ابی عمر انہ کان یقول من صلی وراء الا مام کفاہ قراء ۃ الامام۔

(بیہقی شریف ج۲، ص۱۶۱)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنھما نے فرمایا کہ جس نے امام کے پیچھے نماز ادا کی تو اس کے لئے امام کی قرات کافی ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کا نظریہ

قال محمد اخبرنا دائود بن قیس الفراء المدنی اخبر نی بعض ولد سعد بن ابی وقاص انہ ذکرلہ ان سعد ا قال وددت ان الذی یقر خلف الامام فی فمہ جمرۃ۔

(موطا امام محمد ص۱۰۱)

ترجمہ: امام محمد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں داؤد بن قیس الفراء مدنی نے خبر دی کہ حضرت سعد کی اولاد میں سے کسی نے کہا کہ حضرت سعد فرماتے تھے کہ جس شخص نے امام کے پیچھے قرات کی میں پسند کرتا ہوں کہ اس کے منہ میں انگارہ ہو۔

حضرت عبداللہ ابن عمر کا نظریہ

عن نافع ان عبد الله بن عمر كان اذا سئل هل يقرء احد خلف الامام قال اذا صلى احدكم خلف الامام فحسبه قرء ة الامام واذا صلى وجده فليقرء وقال وكان عبدالله بن عمر لايقرء خلف الامام'

(موطاامام مالک ص ۶۸)

ترجمہ: حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنھما سے سوال کیا گیا کہ امام کے پیچھے قراءۃ کرنا کیسا؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرات اسے کافی ہے اور جب تم میں سے کوئی اکیلی نماز پڑھے تو چاہیے کہ قرات کرے اور فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر امام کے پیچھے قرات نہ کرتے تھے۔

بزرگان دین کے نظریات

امام ابوحنیفہ اور امام محمد کا نظریہ

قال محمد لاقراء ۃ خلف الامام لافيما ليجهر فيه ولا فيما ليجهر فيه بذالك جاء ت عامة الاخبار وهو قول ابى حنفيه۔

(فتح القدیرج ۱،ص ۲۴۱)

ترجمہ: امام محمد رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام کے پیچھے قراءت جائز نہیں چاہے نماز جہری ہو چاہے سری بسبب اس کے جو احادیث کثیرہ میں آیا ہے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے۔

امام سرخسی کا نظریہ

وقال السرخسى تفسد صلاته فى قول عدةمن الصحابة۔

(فتح القدیرج ۱،ص ۲۴۱)

ترجمہ: امام سرخسی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صحابہ کرام کے قول کے مطابق (امام کے پیچھے

قراءت کرنے والے کی) نماز فاسد ہو جائے گی۔

عبدالحق محدث دہلوی کا نظریہ

گفت ابوھریرہ گفت انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گرانیدہ نشدہ است امام مگر برای آنکہ اقتدا کردہ شود بوے و پیش دوی کردہ شبود مراورا پس بایدموافقت کرد باولے و متا بعت نمود مرا وریس چوں تکبیر گوید امام تکبیر گونید شمارچون قرات کندامام خاموش شویدشماوگوش نہید قرات اور اکہ متابعت درقرات ابن است و خواندن با ولے مخالفت و نزع کردن باوے۔

(اشعۃ اللمعات ج، ص ۳۸۵)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام صرف اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے اور اسی کو ہی پیشوا بنایا جائے لہذا چاہیے کہ اس کی موافقت کی جائے اور اس کی اتباع کرے چنانچہ جب امام تکبیر لگائے تو تم بھی تکبیر لگاؤ اور جب امام قراءت کرے تو تم خاموشی اختیار کرو اور اس کی قراءت کو کان لگا کر سنو کیونکہ قراءت میں اتباع یہی ہے اور قراءت کرنا اس کی مخالفت اور اس سے جھگڑنا ہے۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ

"استدل امام ابوحنیفہ بھذہ الایۃ علی ان انصات المقتدی واجب وان قرات الامام قرات الماموم فلا یقرء خلف الامام مواء اتسر الامام ام جھر۔

(تفسیر روح البیان)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت (یعنی و اذ اقرئ القرآن) سے دلیل پکڑی ہے کہ بے شک مقتدی پر خاموش رہنا واجب ہے کیونکہ امام کی قرات مقتدی ہی کی قرات ہے چنانچہ مقتدی امام کے پیچھے قرات نہ کرے برابر ہے کہ امام سری نماز پڑھ رہا ہو یا جہری۔

عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی کا نظریہ

واذا قری القران کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ظاھرہ وجوب الا ستماع و الا نصاف و قت قرت القرآن فی الصلاۃ و غیر ھا۔ (تفسیر نسفی)

ترجمہ: اس آیت کریمہ یعنی واذا قرالقرآن کے ظاہر سے قرآن کی نماز میں اور غیر نماز میں قرآت کے وقت خاموش رہنے کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔

علاء الدین علی بن محمد ابراہیم بغدادی

وعن ابن مسعود انه سمع نا سا يقرء ون مع الامام انصرف قال آفلان لكم تفقهوا اذا۔ (تفسیر خازن)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا کہ لوگ امام کے پیچھے قرآت کرتے ہیں تو نماز سے فراغت کے بعد آپ نے فرمایا کیا تم نے ابھی "واذاقرء القران و استمعو اله و انصتوا" کو نہیں سمجھا"

علامہ شہاب الدین محمود آلوسی کا نظریہ

ولاية دليل لابی حنفيه رضی الله عنه فی ان الما مو م لا يقرء فی سرية لالها تقضی و جوب الاستماع عندقرات القرآن فی الصلاة و غير ها۔

(تفسیر روح المعانی)

ترجمہ: اور یہ آیت "یعنی واذا قری القرآن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لئے دلیل ہے اس بارے میں کہ مقتدی قرآت نہ کرے چاہے نماز سری ہو یا جہری۔ کیونکہ یہ آیت نماز اور غیر نماز میں قرآت کے وقت خاموش رہنے کے وجوب کا تقاضہ کرتی ہے۔

صاحب تفسیر ابن کثیر کا نظریہ

وقال شعبة عن منصور سمعت البراهيم بن ابی حمزة يحدث انه سمع مجاهد ايقول فی هذه الاية و اذا قری القرآن فا سسمعو له و ا نصتو ا

فی الصلاۃ و الخطبۃ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۴۴)

ترجمہ: حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ حضرت منصور سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیم بن حمزۃ سے سنا انہوں نے کہا کہ میں نے مجاہد کو اس آیۃ کریمہ ''اور جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر سنو اور خاموشی اختیار کرو'' یہ حکم نماز اور جمعہ دونوں میں ہے۔

صاحب تفسیر در منشور کا نظریہ

واخرج ابن مردویۃ عن ابن عباس قال صلی النبی ﷺ فقرء خلفہ قوم فنزلت واذا قری القرآن فاستمعو افانصتوا۔

ترجمہ: ابن مردویہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی تو آپ کے پیچھے کسی نے قرات کی پس یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو

صاحب حاشیۃ الجمل کا نظریہ

واختلف العلماء فی الحال النبی امر اللہ بالا ستماع القاری لالقرآن والا نصاف لہ اذا قرء لان قولہ فاستمعو الہ و انصتوا امر وظا ھر الامر الوجواب فمقتضاہ ان یکون الا ستماع والسکوت واجبین۔

(حاشیہ الجمل علی تفسیر الجلالین)

ترجمہ: علمائے کرام کا اس بارے میں اختلاف ہے جس میں اللہ تعالی نے قرآن کی قرآت کے سننے اور خاموش رہنے کا حکم فرمایا۔

کیونکہ اللہ تعالی کا قول ''فاستمعوا لہ و انصتوا'' امر کا صیغہ ہے اور امر کا معنی ظاہری وجوب ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ قرآن سننا اور خاموش رہنا دونوں واجب ہیں۔

صاحب تفسیر قرطبی کا نظریہ

فلا قراۃ بفاتحۃ الکتاب ولا غیرھا فی مذھب مالک لقول اللہ تعالی واذا قرء القرآن فاستعمو الہ وانصتوا وقول رسول اللہ ﷺ مالی انا زع القرآن وقولہ فی الامام قرء فانصتوا وقولہ من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراۃ۔ (تفسیر قرطبی ج۱،ص۱۱۸)

ترجمہ: (امام کے پیچھے) قرات ناجائز ہے۔ چاہے سورۃ فاتحہ ہو یا اس کے علاوہ کوئی سورہ امام مالک کے مشہور مذہب کے مطابق اللہ تعالی کا اس فرمان کی وجہ سے "اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو اور رسول اللہ ﷺ کے اس قول کی وجہ سے کہ "مجھے کیا ہے کہ میں قرآن میں جھگڑا کروں اور آپ ﷺ کے اس قول کی وجہ سے کہ "جب امام قرآت کرے تو تم خاموش رہو اور آپ ﷺ کے ایک اور قول کے سبب کہ "امام کی قرآت مقتدی کی قرآت ہے"۔

تشریح: کثیر احادیث مبارکہ، صحابہ کرام اور بزرگان دین کے نظریات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ امام کے پیچھے کسی صورت بھی قرآت جائز نہیں اور رسول اللہ ﷺ نے واضح ارشاد فرمایا کہ امام کے پیچھے قرآت کرنا گویا اس سے جھگڑنے کے مترادف ہے اور امام سے جھگڑنا نماز کو برباد کرنے کے مترادف ہے لہذا نماز کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ امام کے پیچھے خاموشی اختیار کی جائے۔

چند عقلی دلائل

ایک عام دیناوی اصول ہے کہ جب بھی کوئی وفد بادشاہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہےتو صرف وفد کا منتخب نمائندہ ہی بادشاہ کی خدمت میں عرض گزار ہوتا ہےاور اگر وفد کےتمام افراد بیک وقت بولنا شروع کر دیں تو یہ بےادبی وگستاخی تصور کی جائے گی لہذا عقل کا تقاضا یہی ہے کہ صرف نمائندہ ہی بولے۔

تو امام بھی تمام مقتدیوں کی طرف سے ایک نمائندے کی حثیت رکھتا ہے لہذا اللہ عزوجل کی بارگاہ میں صرف امام ہی معروضات پیش کرے تمام مقتدیوں کا بولنا بےادبی ہے چنانچہ مقتدیوں کو چاہیے کہ دوران قرآت خاموشی اختیار کریں۔

دوسرا یہ کہ مقلدین خود کہتے ہیں کہ بعد میں آنے والا نمازی دوران رکوع اگر امام کے ساتھ مل جائےتو اسے رکعت حاصل ہو جائے گی۔

اب اگر غیر مقلدین کے قاعدہ کے مطابق سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھی فرض ہوتی تو اس بعد میں آنے والےنمازی کو رکعت نہیں ملنی چاہیے کیونکہ اس نے الحمد شریف پڑھی ہی نہیں۔

تیسرا یہ کہ مقتدی نے ابھی آدھی سورۃ فاتحہ پڑھی کہ امام رکوع میں چلا گیا اب مقتدی گمان کرتا ہے کہ اگر سورہ فاتحہ مکمل پڑھی تو امام رکوع سے کھڑا ہو جائے گا اب اِس صورت میں مقتدی کیا کرے؟

اس سوال کا جواب حدیث میں نہیں لہذا قیاس ہی کرنا پڑے گا جو کہ غیر مقلدین کے نزدیک حرام ہے لہذا آؤ اور امام اعظم کے دامن کرم کو پکڑلو۔

چوتھا یہ کہ شرعی ضابطہ ہے اگر ضامن کسی کا قرض ادا کر دے تو قرض ادا ہو جاتا ہے چونکہ امام بھی مقتدیوں کا ضامن ہوتا ہے جیسے کہ حدیث میں ہے کہ ’’امام مقتدیوں کا ضامن ہے‘‘ لہذا امام کی قرآت ادا ہو جائے گی۔

تشریح : ان چند عقلی دلائل سے بھی واضح ہو جاتا ہے کہ امام کے پیچھےقرآت دیناوی اصول کے پیش نظر بھی جائز نہیں اور یہ بات عقل کے بھی بالکل خلاف ہے لہذا ہمارا موقف الحمدللہ ہر لحاظ سے مضبوط ومقبول ہے۔

اعتراضات کے جوابات

اعتراض: لا صلاۃ لمن لم یقرء بفاتحہ الکتاب۔

ترجمہ: جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔ ورنہ نماز باطل ہو جائے گی پھر تم امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھ کر اپنی اور لوگوں کی نمازیں کیوں برباد کرتے ہو۔

جواب: اس حدیث پاک میں مقتدی سورہ فاتحہ کے حکم سے خارج ہے۔ مراد یہ ہے کہ جب تم اکیلی نماز پڑھو تو سورہ فاتحہ ضرور پڑھو امام کے پیچھے نہیں ورنہ قرآن پاک اور کثیر احادیث مبارکہ اور بزرگان دین سے اختلاف لازم آئے گا اور یہ تو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی علیحدہ نماز ادا کر رہا ہو تو اس پر سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اگر نہیں پڑھے گا تو نماز واجب الاعادہ ہو جائے گی لیکن امام کے پیچھے خاموش رہنا واجب ہے۔ جیسا کہ احادیث سے ہم نے ثابت کیا۔

اعتراض: قال انی اراکم تقرئون وراء امامکم قال قلنا بلی قال لا تفرئو ا الابام القرآن۔

ترجمہ: (اب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) میں دیکھتا ہوں کہ تم امام کے پیچھے قرآت کرتے ہو عرض کی ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا سورہ فاتحہ کے سوا قرآت نہ کرو۔

تشریح: اس حدیث سے یہ مسئلہ اظہر من الشمس (سورج سے بھی زیادہ واضح) ہوا کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے اور رسول اللہ ﷺ نے خود اس کا حکم فرمایا ہے۔

جواب: اس اعتراض کے بعض مندرجہ ذیل جواب ہیں۔

ا) ضابطہ شرعیہ ہے کہ جب کسی چیز کے بارے میں امر (حکم) بھی ہو اور نہی (منع کرنا) بھی ثابت ہو تو نہی کو فوقیت حاصل ہوتی ہے۔

پیچھے ہم نے قرآت کے عدم جواز پر آیت کریمہ اور احادیث مبارکہ پیش کیں جن میں قرآت کرنے سے منع کیا گیا ہے اور آپ کی پیش کردہ روایت میں قرآت کا ثبوت ہے لہذا مذکورہ قاعدہ کی بناء پر ہماری نفی والی روایات کو فوقیت حاصل ہے جس سے ثابت ہوا کہ آپ کی روایت منسوخ

ہے۔

۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ کی پیش کردہ روایت صرف عبادہ بن صامت سے منقول ہے جبکہ ہماری روایات کثیر صحابہ کرام سے منقول ہیں لہذا ہماری کثیر روایات کو ترجیح حاصل ہوگی۔ لہذا ثابت ہوا کہ امام کے پیچھے قرآت کسی صورت جائز نہیں۔

اعتراض: عن ابی هريره عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلی صلاة لم يقرء فيها بام القرآن فهی خداج ثلثا غير تمام.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا جس نے نماز پڑھی اور سورہ فاتحہ نہیں تو وہ نماز ناقص ہے نامکمل ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ نہ پڑھنا نماز کو باطل کر دیتا ہے۔

جواب: اس حدیث کا مقصود بھی وہی ہے جو پہلی حدیث کے جواب میں بیان ہوا یعنی جو شخص انفرادی طور پر نماز پڑھ رہا ہو تو اس پر سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے اس حدیث سے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کا جواز کہاں سے ثابت ہو رہا ہے؟

اعتراض: ولقد اتيناك سبعا من المثانی و القرآن العظيم.

ترجمہ: اور البتہ تحقیق ہم نے آپ کو سات آیتیں عطا فرمائیں جو دہرائی جاتی ہیں اور قرآن عظیم:

تشریح: اسی آیہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ سورہ فاتحہ وہ واحد سورہ ہے جسے کثرت کے ساتھ تلاوت کیا جاتا ہے لہذا اس کا نماز میں پڑھنا بھی فرض ہے۔

جواب: اس آیت پاک میں سورہ فاتحہ کی فضیلت تو ثابت ہو رہی ہے یہ کہاں سے ثابت ہو رہا ہے کہ اسے نماز میں امام کے پیچھے بھی پڑھنا فرض ہے لہذا آپ کا اعتراض درست نہیں۔

اعتراض: امام کی قرآت اگر مقتدی کی قرآت ہے جیسا کہ تم نے پہلے ذکر کیا تو پھر چاہیے کہ مقتدی امام کے پیچھے، رکوع وسجود میں تسبیح بھی نہ کہے التحیات بھی نہ پڑھے، رکوع وسجود میں جاتے وقت اللہ اکبر بھی نہ کہے پھر تم کیوں کہتے ہو؟

جواب: سوال میں مذکورہ بالا تسبیحات قرآت میں داخل نہیں قرآت کا تعلق سورۃ فاتحہ

اورقرآن کی کسی سورہ کو تلاوت کرنے سے ہے یعنی الحمد شریف پڑھنا یا قرآن کی کوئی سی آیات یا سورہ پڑھنا قرآت ہے تسبیح پڑھنا مثلاً "سبحان ربی الاعلی، سبحان ربی العظیم ،اللہ اکبر، یا التحیات پڑھنا قرآت میں داخل نہیں لہذا امام جب یہ تسبیحات پڑھے تو مقتدی بھی پڑھے کیونکہ اس دوران امام قرآت نہیں کرتا۔

تشریح : الحمداللہ ہماری اس بحث سے امام کے پیچھے قرآت نہ کرنے کا مسئلہ بالکل واضح ہو گیا ۔قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا ثبوت پیش کرنے کے بعد اب جس نے بھی اس کا انکار کیا گویا اس نے قرآن وحدیث کا انکار کیا۔

وما علینا الا البلاغ المبین

================

رفع یدین
کا شرعی حکم

نظریۂ اہلسنت والجماعت

ہمارا نظریہ ہے کہ تکبیر اولیٰ کے علاوہ رفع یدین کرنا خلاف سنت ہے۔ ابتدائے اسلام میں رسول اللہ ﷺ کا تکبیر اولیٰ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد نیز دوسری رکعت کے بعد رفع یدین پر معمول رہا لیکن بعد میں تکبیر اولیٰ کے علاوہ رفع یدین منسوخ ہو گیا جس کے ثبوت پر کثیر احادیث مبارکہ، صحابہ کرام کے اقوال وافعال موجود ہیں۔

نماز کے اندر جب تک سکون واطمینان حاصل نہ ہو خشوع وخضوع پیدا نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ نماز میں عمل کثیر یعنی بلاضرورت داڑھی یا کپڑوں وغیرہ سے کھیلنا یا پاؤں کا ہلانا، انگلیوں وغیرہ کو نماز میں جنبش دینا یا چٹخانہ ممنوع قرار دیا گیا ہے اور رفع یدین میں بھی بلاضرورت ہاتھوں اور بازوؤں کو جنبش دینے سے نماز میں سکون واطمینان حاصل نہیں ہوتا جس سے خشوع خضوع بھی حاصل نہیں ہوتا۔

لہذا رفع یدین ایک خلاف اولیٰ فعل ہے جو نماز میں جائز نہیں، رفع یدین کے عدم جواز پر احادیث مبارکہ صحابہ کرام کے اقوال وافعال اور پھر آخر میں اعتراضات وجوابات پیش خدمت ہیں۔ امید ہے رفع یدین کے قائلین وسعت نظری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمارے موقف کو تسلیم کر کے اپنی نمازوں کو سنت رسول ﷺ کے مطابق ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔

احادیث سے رفع یدین کی ممانعت

سرکش گھوڑوں کی دُموں کی مانند رفع یدین نہ کرو

عن جابر بن سمره قال خرج علینا رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانها اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلاة۔

(صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۱۸۱)

ترجمہ : حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ کیا بات ہے میں تمہیں سرکش گھوڑوں کی دُموں کی طرح رفع یدین کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں نماز سکون کے ساتھ ادا کرو۔

رفع یدین صرف پہلی تکبیر میں ہے

عن مجاہد قال صلیت خلف ابن عمر فلم یکن یرفع یدیه الافی التکبیرة الاولیٰ من الصلاة۔ (شرح معانی الآ ثار ص ۱۳۳ ج ۱)

ترجمہ : حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی للہ عنہما کے پیچھے نماز ادا کی تو انہوں نے نماز کی صرف پہلی رکعت میں رفع یدین کیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کا رفع یدین

عن علقمة قال قال عبداللّٰه بن مسعود الا اصلی بکم صلاة رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فلم یرفع یدیه الافی اوّل مرة۔

(ابوداؤد شریف ک ا ص ۱۰۹)(شرح معانی لآ ثار، ج۔ا ص ۳۲)(ترمذی شریف، ص ۶۴، ۶۵)(المصنف ج ا، ص ۲۳۶)

ترجمہ: حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ بتاؤں پھر انہوں نے نماز پڑھائی اور صرف ایک مرتبہ رفع یدین کیا۔

رسول اللہ ﷺ صرف ایک بار رفع یدین کرتے

عن البراء ان رسول اللّٰہ ﷺ کان اذا افتتح الصلاۃ رفع یدیہ الی قریب من اذنیہ ثم لا یدیہ الی قریب من اذنیہ ثم لا یعود ۔

(سنن دار قطنی ج ۱ ص ۲۹۴) (سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۱۰۹) (شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۱۳۲)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو پہلی مرتبہ اپنے کانوں تک رفع یدین کرتے پھر ہاتھ نہ اٹھاتے۔

حضرت عمر فاروق کا رفع یدین

عن الاسود قال رایت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یرفع یدیہ فی اول مرۃ ثم لا یعود و رایت ابراہیم والشعبی ذالک یفعلان ذالک ۔

(شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۱۳۳)

ترجمہ: حضرت اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ نماز میں پہلی مرتبہ رفع یدین کرتے تھے پھر نہیں کرتے اور میں نے حضرت ابراہیم اور امام شعبی کو بھی اسی طرح ایک مرتبہ رفع یدین کرتے دیکھا۔

رسول اللہ ﷺ، ابو بکر، اور عمر فاروق کا رفع یدین

عن عبد اللّٰہ قال صلیت مع النبی ﷺ مع ابی بکر و مع عمر رضی اللّٰہ عنہما فلم یرفعوا ایدیہم الا عند التکبیرۃ الاولی فی افتتاح الصلاۃ

(دار قطنی ج ۱ ص ۲۹۵)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز ادا کی تو ان سب نے صرف پہلی تکبیر کے علاوہ کہیں رفع یدین نہیں کیا۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

عن عبد اللّٰہ قال الا اخبرکم بصلوۃ رسول اللّٰہ ﷺ قال فقال فرفع اول مرۃ ثم لم یعد۔

(نسائی شریف ج ۱ ص ۱۵۸)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں خبر نہ دوں پھر آپ کھڑے ہوگئے رفع یدین کیا پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کیا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر کا طریقہ

عن مجاهد قال مارايت ابن عمر يرفع يديه الافي اول ما يفتتح

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۷)

ترجمہ: حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر کو ابتدائے نماز کے علاوہ رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔

حضرت عمر کا طریقہ

عن الاسود قال صليت مع عمر فلم يرفع يديه في شئى من صلاته الاحين افتتح الصلاة.

(المصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۷)

ترجمہ : حضرت اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز ادا کی پس آپ نے نماز کی ابتداء کے علاوہ رفع یدین نہیں کیا۔

رفع یدین صرف تکبیر اولیٰ میں ہے

عن براء بن عازب قال كان النبي ﷺ اذا كبر لافتتاح الصلاة رفع يديه حتي يكون ابها ماه قريبا شحمتي اذنيه ثم لا يعود

(طحاوی شریف ج ۱ ص ۱۰۵)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نماز کے شروع میں تکبیر لگاتے تو رفع یدین کرتے حتی کہ آپ کے انگوٹھے کانوں کی لو کے قریب ہو جاتے پھر رفع یدین نہ کرتے۔

رفع یدین منسوخ ہو چکا ہے

انه راى رجلا يرفع يديه في الصلاة عند الركوع و عند رفع راسه من الركوع فقال له لا تفعل فانه شئى فعله رسول الله ﷺ ثم تركه.

(عینی شرح بخاری)

ترجمہ: (حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ) نے دیکھا کہ ایک شخص رکوع میں جاتے اور رکوع سے واپس لوٹتے وقت رفع یدین کررہا ہے تو آپ نے اس سے فرمایا کہ رفع یدین نہ کر کیونکہ یہ ایسا فعل ہے کہ جسے رسول اللہ ﷺ نے پہلے کیا پھر چھوڑ دیا تھا۔

رفع یدین سات مواقع میں ہے

عن ابن عباس ان النبی ﷺ قال لا ترفع الایری الا فی سبع مواطن حین یفتتح الصلاۃ وحین یدخل المسجد الحرام فینظر الی البیت وحین یقو علی الصعفا وحین یقوم علی المروۃ و حین یقف مع الناس عشیۃ عرفۃ و یحمع و المقامین حتی حین یرمی الجمار

(مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۳۸) (مصنف ابن شیبہ ج ۱، ۲۳۶، ۲۳۷)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے مروی ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رفع یدین صرف سات مقامات پر کیا جاتا ہے۔

۱) نماز کی ابتداء میں (۲) مسجد حرام میں جب خانہ کعبہ پر نظر پڑے (۳) صفا پر کھڑے ہونے کے وقت (۴) مروہ پر کھڑے ہونے کے وقت (۵) میدان عرفات میں لوگوں کے ساتھ کھڑے ہونے کے دوران (۶) مزدلفہ میں (۷) رمی کے وقت۔

رکوع سے پہلے اور بعد رفع یدین نہیں ہے

عن عبداللّٰہ بن عمر قال رسول اللّٰہ ﷺ اذا افتتح الصلاۃ رفع یدیہ حذ و منکبیہ و اذا اردان یرکع و بعد ما یرفع راسہ من الرکوع فلا یرفع ولا بین المسجدتین۔

(مسند ج ۲، ص ۲۷۷)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک بلند کرتے (یعنی رفع یدین کرتے) اور دوران رکوع اور رکوع کے بعد رفع یدین نہ کرتے اور نہ ہی سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے۔

حضرت علی کا رفع یدین

عن عاصم بن کلیب عن ابیه ان علیا کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلاۃ ثمه لا یعود۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ا ص ۲۳۶)

ترجمہ: حضرت عاصم بن کلیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھتے اور نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے اس کے علاوہ نہ کرتے تھے

تشریح: ان کثیر احادیث مبارکہ سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ رفع یدین تکبیر اولیٰ کے علاوہ جائز نہیں اور حضرت عبداللہ بن زبیر کی روایت سے بھی ظاہر ہوا کہ رفع یدین پہلے تھا لیکن اب منسوخ ہے۔

بزرگان دین کے نظریات

امام شعبی کا نظریہ

عن الشعبی انه کان یرفع یدیه فی اول التکبیر ثم الا یر فعهما.

(المصنف ج ص ۲۳۶)

ترجمہ : حضرت امام شعبی رضی اللہ عنہ تکبیر کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے۔ پھر اپنے ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

ابراہیم نخعی کا طریقہ

عن ابراهیم انه کان یقول اذا کبرت فی فاتحة الصلاۃ فارفع یدیك ثم لا ترفعهما فیما بقی. (المصنف ج ا ص ۲۳۶)

ترجمہ : حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم نماز کی ابتداء میں تکبیر (یعنی اللہ اکبر) کہو تو رفع یدین کرو پھر بقیہ نماز میں رفع یدین نہ کرو۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

عن ابراهیم انه قال ارفع یدیك فی التکبیر ۃ الاولیٰ فی افتتاح الصلاۃ ولا ترفع یدیك فیما سواها. (کتاب الآثار ص ۲۰)

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ ابتدائے نماز میں تکبیر اولیٰ کے وقت رفع یدین کرو اور اس کے علاوہ رفع یدین مت کرو۔

صاحب ہدایہ علی بن حسن کا نظریہ

لا یرفع یدیہ الافی التکبیرۃ الاولیٰ (ہدایہ اولین، صفہ الصلاۃ)

ترجمہ: دوران نماز تکبیر اولیٰ کے سوا رفع یدین نہ کرو۔

صاحب بحر الرائق کا نظریہ

فلا یرفع یدیہ عند الرکوع ولا عند الرفع منہ ولا فی تکبیرات الجنائزۃ حدیث ابی داؤد عن البراء قال رأیت رسول اللہ ﷺ یرفع یدیہ حین افتتح الصلاۃ ثم لم یرفع ھما۔ (بحر الرائق ج ا ص ۳۲۳)

ترجمہ : پس رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت آپ رفع یدین نہیں کرتے تھے نہ نماز جنازہ کی تکبیرات میں ابوداؤد کی اس حدیث کی وجہ سے جسے براء بن عاذب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا۔ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے ابتدائے نماز میں رفع یدین کیا اس کے بعد کہیں پر بھی رفع یدین نہیں کیا۔

اعتراضات کے جوابات

غیر مقلدین رفع یدین کے ثبوت پر مندرجہ ذیل دلائل پیش کرتے ہیں جن کے جوابات حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرۂ افاق تصنیف ''جاء الحق'' سے نقل کئے گئے ہیں۔

لیکن اس سے پہلے ایک اہم بات ضرور ذہن نشین کرلیں کہ ابتداءً اسلام میں رفع یدین کا ثبوت ہے لیکن بعد میں یہ فعل منسوخ ہو گیا کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان کا رفع یدین کے ترک پر معمول رہا ہے اور کسی صحابی سے رفع یدین ثابت نہیں اگر رفع یدین منسوخ نہ ہوتا تو صحابہ کرام کبھی بھی رسول اللہ ﷺ کی اس سُنت کو ترک نہ کرتے۔

جیسا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ خود فرماتے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ ابتداءً رفع یدین کرتے

لیکن بعد میں آپ نے اسے ترک فرمادیا اور یہ بات ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں رفع یدین پر معمول تھا لیکن بعد میں اسے ترک کر دیا گیا۔

اعتراض : حدیث میں ہے

ان رسول اللّٰہ ﷺ کان یرفع یدیه حذ و منکبیه اذا افتتح الصلا ۃ واذا کبر للرکوع وا ذا رفع راسه من الرکوع رفعهما کذالك وقال سمع اللّٰہ لمن حمد ربنا لك الحمد وکا ن لایفعل ذالك فی السجود

ترجمہ : بے شک رسول اللہ ﷺ ہاتھ شریف کاندھوں تک اٹھاتے تھے جب نماز شروع فرماتے اور جب رکوع کے لئے تکبیر فرماتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے تب بھی ایسے ہی ہاتھ اٹھاتے تھے۔ اور فرماتے تھے سمع اللّٰہ لمن حمده ربنا لك الحمد ۔ اور سجدہ میں رفع یدین نہ کرتے تھے۔

یہ حدیث بخاری و مسلم کی ہے نہایت صحیح الاسناد ہے جس سے رفع یدین رکوع کے وقت بھی ثابت ہے اور یہ بعد رکوع بھی۔

جواب : اس حدیث میں تو یہ ذکر ہے کہ حضور ﷺ رفع یدین کرتے تھے مگر یہ ذکر نہیں کہ آخر وقت تک حضور کا یہ فعل شریف رہا ہم بھی کہتے ہیں کہ واقعی رفع یدین اسلام میں پہلے تھے بعد کو منسوخ ہو گیا۔

(۲) دوسرے یہ کہ صحابہ کرام نے رفع یدین کرنا چھوڑ دیا اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کی نظر میں رفع یدین منسوخ ہے چنانچہ دار قطنی میں صفحہ نمبر ۱۱۱ پر سیدنا عبداللہ ابن مسعود سے روایت کی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق عمر فاروق رضی اللہ عنھما کے ساتھ نمازیں پڑھیں ان حضرات نے شروع نماز تکبیر اولیٰ کے سوا اور کسی وقت ہاتھ نہ اٹھائے‘‘

بتاؤ! اگر رفع یدین سنت باقیہ ہے تو ان بزرگوں نے اس پر عمل کیوں چھوڑ دیا۔

(۳) تیسرا یہ کہ اس حدیث کے راوی سیدنا عبداللہ ابن عمر ہیں اور ان کا خود اپنا عمل اس کے خلاف ہے کہ آپ رفع یدین نہ کرتے تھے جیسا کہ پہلے حدیث میں گزر چکا۔ اور جب راوی کا اپنا عمل اپنی ہی روایت کے خلاف ہو تو معلوم ہوگا کہ یہ حدیث خود راوی کے نزدیک منسوخ ہے۔

اعتراض : بخاری شریف نے حضرت نافع سے روایت کی۔

ان ابن عمر كان اذا دخل فی الصلاة كبر رفع يديه و اذا قال سبع الله لمن حمده رفع يديه و اذا قام من الركعتين رفع يديه ورفع ذلك ابن عمر الى النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر جب نماز میں داخل ہوتے تو تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے جب بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تب بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے اور اس فعل کو آپ نے نبی علیہ السلام کی طرف مرفوع کرتے تھے۔

دیکھو سیدنا عبداللہ ابن عمر بوقت رکوع رفع یدین کرتے تھے رفع یدین سنت صحابہ بھی ہے۔

جواب: یہ حدیث تمہارے بھی خلاف ہے کہ اس میں دو رکعتوں سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین ثابت ہے تم لوگ صرف رکوع پر کرتے ہو دو رکعتوں سے اٹھتے وقت نہیں کرتے۔

دوسرا یہ کہ ہم پیچھے حدیث بیان کر چکے ہیں کہ حضرت مجاہد فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر کے پیچھے نماز پڑھی وہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے اب حضرت ابن عمر کے دو فعل نقل ہوئے بوقت رکوع ہاتھ اٹھانا اور نہ اٹھانا اب ان دونوں حدیثوں کو اس طرح جمع کیا جا سکتا ہے کہ کہ نسخ کی خبر (یعنی منسوخ شدہ حدیث) سے پہلے آپ ہاتھ اٹھاتے تھے اور نسخ کی خبر (یعنی منسوخ شدہ حدیث) کے بعد نہ اٹھاتے تھے کیونکہ اس حدیث (جو اعتراض میں مذکور ہوئی) میں وقت کا ذکر نہیں کہ کب اور کس زمانہ میں اٹھاتے تھے لہذا دونوں حدیثیں جمع ہو گئیں چنانچہ اعتراض نہ رہا۔

اعتراض: مسلم شریف نے حضرت وائل ابن حجر سے روایت کی جس کے بعض الفاظ یہ ہیں۔

فلما قال سمع الله لمن حمده رفع يديه فلما سجد بين كفيه

ترجمہ: جب حضور علیہ السلام نے سمع اللہ لمن حمدہ فرمایا تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور جب سجدہ کیا تو دونوں ہاتھوں کے بیچ میں کیا۔

اس سے بھی رفع یدین ثابت ہوا۔

جواب: حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت سیدنا عبداللہ ابن مسعود کی روایت کے مقابلہ میں معتبر نہیں۔ حضرت وائل ابن حجر صرف ایک بار ہاتھ اٹھانے کی روایت کرتے ہیں

کیونکہ ابن حجر دیہات کے رہنے والے تھے جنہوں نے ایک آدھ بار حضور کے پیچھے نماز پڑھی انہیں نسخ احکام (منسوخ شدہ حدیث کے بارے مین شرعی حکم) کی خبر بمشکل ہوتی تھی مگر حضرت عبداللہ ابن مسعود ہمیشہ حضورﷺ کے ساتھ رہتے تھے بڑے عالم وفقیہ صحابی تھے نیز حضرت وائل ابن حجر حضورﷺ کے پیچھے آخری صف میں کھڑے ہوتے تھے جبکہ حضرت عبداللہ ابن مسعود صف اوّل میں خاص حضور کے پیچھے کھڑے ہونے والے صحابی ہیں کیونکہ حضورﷺ کے پیچھے علماء فقہا صحابہ کھڑے ہوتے تھے خود سرکار نے حکم دیا تھا کہ ''تم میں سے مجھ سے قریب وہ رہے جو علم و عقل والا ہو۔

خلاصہ یہ کہ عالم وفقیہ اور حضور کے ساتھ ہمیشہ رہنے والے صحابی کی روایت کو ترجیح ہوتی ہے لہذا حضرت عبداللہ ابن مسعود کی روایت قابل عمل ہے اور اس روایت کا مقابل سیدنا وائل ابن حجر کی روایت نا قابل عمل ہے انہوں نے رفع یدین کے منسوخ ہونے سے پہلے کا فعل ملاحظہ کیا اور وہ ہی نقل فرمادیا۔

اعتراض: اگر تکبیر تحریمہ کے سوا رفع یدین نہ کرنا چاہیے تو آپ لوگ نماز عید اور نماز وتر میں رکوع کے وقت رفع یدین کیوں کرتے ہیں۔

جواب: جناب یہاں گفتگو اس رفع یدین میں ہے جسے آپ سنت نماز یا سنت رکوع سمجھے بیٹھے ہیں عیدین اور وتر کے رفع یدین سنت رکوع نہیں بلکہ نماز عید اور دعا قنوت سے پہلے ہوتا ہے جیسے نماز عید میں خطبہ جماعت وغیرہ و نماز وتر ں میں دعا قنوت تین رکعت وغیرہ خصوصی صفات ہیں ایسے ہی چھ تکبیریں اور چھ دفعہ رفع یدین نماز عید کی خصوصیت ہے اگر نماز پنجگانہ کو نماز عید یا نماز وتر پر قیاس کرتے ہو تو ہر رکوع پر تین دفعہ رفع یدین کیا کرو اور ہر نماز میں دعائے قنوت پڑھا کرو۔

خلاصۂ کلام

الحمدللہ عزوجل ہماری اس بحث سے یہ مسئلہ بالکل واضح ہوگیا کہ نماز میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کرنا ناجائز وممنوع ہے جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا کہ ابتداً رفع یدین پر رسول اللہ ﷺ کا معمول رہا لیکن بعد میں یہ منسوخ ہوگیا جس پر صحابہ کرام کے اقوال وافعال ثابت وموجود ہیں اور بزرگان دین کا بھی اس پر عمل رہا لیکن اس کے باوجود بعض لوگ ابھی تک منسوخ شدہ احادیث و روایات پر کاربند ہیں اور اس فعل (یعنی رفع یدین) پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ اسے سنت بتاتے ہیں۔ جو کہ احادیث واقوال صحابہ اور علمائے امت کے بالکل خلاف ہے۔

ناف کے نیچے ہاتھ
باندھنے کا حکم

عقیدہ اہلسنت

ہمارا عقیدہ ہے کہ دوران نماز، حالتِ قیام میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت مبارکہ ہے اور صحابہ کرام و بزرگان دین کا اسی پر عمل رہا ہے مرد کیلئے سینے پر ہاتھ باندھنا خلاف سنت ہے اور ادب کے بھی خلاف ہے۔ لہذا مرد کو چاہئے کہ وہ اپنے ہاتھ ناف کے نیچے اور عورت سینے پر باندھے الحمدللہ اسی کے ثبوت پر احادیث مبارکہ موجود ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

احادیث سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ثبوت

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے

عن علی رضی اللّٰہ عنہ قال انّ من السنۃ فی الصلاۃ وضع الکفّ علی الکفّ تحت السرّۃ (مسند امام احمد۔ ج ۱ص ۱۱۰، ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک آپ نے فرمایا کہ (حالت نماز میں دوران قیام) ناف کے نیچے ہاتھ کے اوپر ہاتھ رکھنا سنت ہے۔

ناف کے نیچے دایاں ہاتھ بائیں پر رکھنا سنت ہے

عن علی رضی اللّٰہ عنہ انّہ کان یقول انّ من السنۃ الصلاۃ وضع الیمین علی الشمال تحت السرّۃ (دارقطنی ج۔۱، ص۲۸۶)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نماز کے اندر سنت یہ ہے کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھا جائے ناف کے نیچے۔

ایک اور حدیث میں ہے

عن ابی جحیفۃ انّ علیاً قال من السنۃ وضع الکف علی الکف فی الصّلاۃ تحت السرّۃ۔ (ابوداؤد۔ ج ۱ص ۱۱۱) (ابوداؤد شریف ج۔۱ص ۲۷۷)

ترجمہ: حضرت جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

کہ ہاتھ کو ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا سنت مبارکہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ ناف کے نیچے ہاتھ رکھتے

عن علقمه بن وائل بن حجر عن ابيهٖ قال رايت النبىّ ﷺ وضع يمينهٖ على شمالهٖ فى الصّلاة تحت السرّةِ.

(المصنف ابن شیبہ۔ ج ا ص ۳۹)

ترجمہ: حضرت علقمہ بن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھے نماز میں دیکھا۔

حضرت ابراہیم نخعی ناف کے نیچے ہاتھ رکھتے

عن ابراہيم قال يضع يمينهٗ على شمالهٖ فى الصّلاة تحت السرّة.

(المصنف ابن شیبہ ج ا ص ۳۹)

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ دوران نماز اپنے ہاتھ کو ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے تھے۔

دوران نماز ہاتھ ناف کے نیچے رکھو

عن حجاج بن حسان قال سالت ابا مجلز قال كيف يضع قال يضع باطن كف يمينهٖ على كفّ شمالهٖ ويجعلها اسفل من السرّة.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۳۹۱)

ترجمہ: حجاج ابن حسان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ابا مجلز سے سنا اور سوال کیا کہ وہ نماز میں ہاتھ کیسے رکھیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اپنی ناف کے نیچے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھو۔

حضرت علی ناف کے نیچے ہاتھ رکھتے

عن علی قال من سنۃ الصّلاۃ ان توضع الایدی علی الایدی تحت السرّۃ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج۔ اص۳۹۱)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نماز میں سنت یہ ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ کے اوپر اور ناف کے نیچے رکھے

ایک اور روایت میں ہے۔

انّہٗ کان یضع یدہ الیمنیٰ علی یدہٖ الیسریٰ تحت السرّۃ۔

(کتاب الآثار)

ترجمہ: حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ اپنا سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

اپنے ہاتھ ناف کے نیچے رکھو

قال ابو وائل اخذ الکفّ فی الصلاۃ تحت السرّۃ

(ابوداؤد شریف)

ترجمہ: حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ کے اوپر ہاتھ رکھنا چاہیئے۔

ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا نبوت کی علامت ہے

عن انس قال ثلاث من اخلاق النبوۃ تعجیل الافطار و تاخیر السحور ووضع الیمنیٰ علی الیسریٰ فی الصّلاۃ تحت السرّۃ

(بیہقی شریف ج۲ص۳۲)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین چیزیں نبوت کے اخلاق میں سے ہیں افطاری میں جلدی کرنا سحری میں تاخیر کرنا اور (دوران نماز) ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا۔

اعتراض اور اسکا جواب

سینے پر ہاتھ باندھنے والے غیر مقلدین کی طرف سے ایک غیر مستند روایت اور اسکا جواب قارئین کرام کے گوش گزار کیا جائے گا تا کہ ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائی انکے جال میں پھنسنے کی بجائے اپنا دفاع کر سکیں۔

اعتراض: روایت ہے کہ

قال راء یت علیّا یمسك شمالهٗ بیمینهٖ علی الرسغ فوق السرّة

(ابوداؤد شریف)

ترجمہ: (حضرت ابن جرید رضی اللہ عنہ نے) فرمایا کے میں نے دیکھا کے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (دوران نماز) اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ بائیں ہاتھ کو کلائی سے ناف کے اوپر پکڑا۔

تشریح: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ناف کے اوپر ہاتھ باندھنا سنت ہے نہ کہ ناف کے نیچے۔

جواب: بہت تعجب کی بات ہے۔ غیر مقلدین نے ابوداؤد کی روایت کو بطور دلیل پیش کیا کیونکہ بخاری و مسلم کے بغیر یہ لوگ بات تک نہیں کرتے لیکن پھر بھی ہم انکی طرح بھاگیں گے نہیں آپ نے حدیث پوری بیان نہیں کی اصل میں آپ کا قصور نہیں کیونکہ ڈنڈی مارنا آپکی عادت مبارکہ بن چکی ہے اس حدیث کے بعد اگلی بات یہ ہے۔

قال ابو داؤد راوی عنه سعید ابن جبیر فوق السرّة وقال ابو جلاد تحت السرّة وراوی عن ابی هریرة

(ابوداؤد شریف)

ترجمہ: ابوداؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ناف کے اوپر ہاتھ باندھے اور ابوجلاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں اور یہ قوی نہیں۔

تشریح: اس روایت سے ثابت ہوا کہ اعتراض میں مذکورہ حدیث اور جواب میں مذکورہ ہماری حدیث میں تعارض (ٹکراؤ) پیدا ہو گیا۔ اور ابوداؤد نے خود اسے ضعیف کہا جس سے ثابت ہوا کہ

آ پکی پیش کردہ دلیل قابل قبول نہیں۔قارئین کرام غیر مقلدین کیطرف سے ابوداؤد کی یہ حدیث جس میں انہوں نے ناف کے اُوپر ہاتھ باندھنے کا ذکر کیا ہے۔اس حدیث کوخود امام ابوداؤد نے ضعیف قرار دیا اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی احادیث بھی ذکر کیں جیسے کہ پیچھے مذکور ہوئیں۔اس وقت غیر مقلدین کوئی بھی صحیح حدیث ایسی نہیں دکھا سکتے۔جو سینے پر ہاتھ باندھنے پر دلالت کرتی ہو۔

جبکہ ہماری طرف سے پیش کردہ احادیث کثیر ہیں اوران میں کسی قسم کا کوئی تعارض نہیں لہذا ثابت ہوا کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے امید ہے معترضین وسعت قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمارے موقف کی تائید کریں گے اور اپنی نمازیں سنت کے مطابق ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔

وماعلینا الا لبلاغ المبین

================

بلند آواز سے
آمین کہنے کا حکم

نظریہ اہلسنت والجماعت

ہمارا یہ نظریہ ہے کہ ہر نمازی کے لئے ضروری ہے کہ وہ دوران نماز آہستہ آمین کہے چاہے نماز جہری ہو یا سری، اور یہی سنت رسول ﷺ اور صحابہ کرام اور بزرگان دین رحمہم اللہ کا طریقہ ہے۔

اونچی آواز میں آمین کہنا خلاف سنت اور نماز کے اندر خشوع وخضوع میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔

احادیث مبارکہ، صحابہ کرام کے افعال واقوال اس بات پر ناطق وگواہ ہیں کہ آمین آہستہ کہی جائے نہ کہ بلند آواز سے۔

لہٰذا سب سے پہلے احادیث مبارکہ اور صحابہ کرام کے اقوال اور بعد میں مخالفین کے دلائل کا رد کر کیا جائے گا۔

احادیث سے آہستہ امین کہنے کا ثبوت

فرشتوں کی طرح امین کہو

عن ابی ہریرہ انّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اذا امن الامام فامنو فانّہ من وافق تامینہ تامین الملأکۃ غفرلہٗ ما تقدم من ذنبہ

(صحیح بخاری ج،ا،ص ۱۰۸)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب امام امین کہے تو تم بھی امین کہو اسلیئے کہ جس شخص کی امین فرشتوں کی امین کے موافق ہو جائے تو اسکے سابقہ گناہوں کی بخشش ہو جائیگی۔

تشریح: اس حدیث پاک سے یہ مسئلہ بالکل واضح ہو گیا کہ امین آہستہ کہنا ہی سنت مبارکہ ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ امین اس طرح کہو تا کہ تمہاری امین فرشتوں کی امین کے موافق ہو جائے۔اور فرشتوں کی امین آہستہ ہوتی ہے نہ کہ چیخ کر لہٰذا فرشتوں سے امین میں موافقت تب ہوگی جب آہستہ امین کہی جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے آہستہ آمین کہی

عن علقمہ بن وائل عن ابیہ انّ النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قرأ غیر المغضوب علیہم ولاالضالین فقال اٰمین و خفض بھا صوتہ۔

(جامع ترمذی ص ۶۳، ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت علقمہ بن وائل رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے جب ''غیرالمغضوب علیہم ولالضالین'' پڑھا تو آپ ﷺ نے آہستہ امین کہی۔

تشریح: اس حدیث پاک سے بھی صراحتاً ثابت ہوا کہ آہستہ امین کہنا حضور نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔

چار چیزیں آہستہ کہو

عن ابراہیم قال اربع یخافت بھن الامام ''سبحانك اللّٰھم وبحمدك ،التعوذ من الشیطٰن و بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ' واٰمین۔

(کتاب الآثار ص ۱۶)

ترجمہ: حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امام چار چیزیں آہستہ کہے۔

۱) سبحانك اللّٰھم ۲) تعوذ من الشیطٰن یعنی(اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم)اور۳۔ (بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم)٤ آمین

تشریح :اس حدیث پاک سے بھی یہ مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ جسطرح اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم اور سبحانك اللّٰھم آہستہ کہنا سنت ہے اسی طرح امین بھی آہستہ کہنا سنت مبارکہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے آہستہ امین کہی

عن وائل ابن حجر انّہٗ صلّی مع النبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم فلماّ بلغ غیر المغضوب علیھم ولاالضّالین قال اٰمین واخفی بھا صوتہٗ

(امام احمد،طبرانی،دارقطنی)

اعتراضات کے جوابات

امین بالسر پر معترضین کیطرف سے بعض اعتراضات کیئے جاتے ہیں جو بالکل ضعف پر مشتمل ہیں اب انکے اعتراضات مع جوابات پیش خدمت ہیں جو حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرۂ آفاق تصنیف ''جاء الحق'' سے منقول ہیں۔

اعتراض: ترمذی شریف میں حضرت وائل ابن حجر سے روایت ہے۔

قال سمعت النبیؐ ﷺ قرء المغضوب علیهم ولا الضالین پڑھا اور امین فرمایا اپنی آواز کو اس پر بلند کیا۔

معلوم ہوا کہ امین بلند آواز سے کہنا سنت ہے۔

جواب: آپ نے حدیث کا ترجمہ غلط کیا۔ اس میں مذ ارشاد ہوا مدّ مدّ سے بنا۔ اسکے معنی بلند کرنا نہیں۔ بلکہ آواز کھینچنا ہے مطلب یہ ہے کہ حضور نے امین بروزن کریم قصر سے نہ فرمائی۔ بلکہ بروزن قالین، الف اور میم خوب کھینچ کر پڑھی۔ لہٰذا اس میں آپکی کوئی دلیل نہیں۔ ترجمہ کی غلطی ہے خیال رہے کہ مد کا مقابل قصر ہے خفاء کا مقابل جہر ہے۔ رفع کا مقابل خفض ہے اگر یہاں جہر ہوتا تو دلیل صحیح ہوتی جہر کسی روایت میں نہیں رب فرماتا ہے۔

انّه یعلم الجهر وما یخفیٰ

ترجمہ: بیشک رب جانتا ہے بلند اور پست آواز کو۔

دیکھو رب نے یہاں خفاء کا مقابل جہر فرمایا نہ کہ مدّ

مطلب یہ کہ آپ نے امین کے لفظ کو کھینچ کر یعنی لمبا کر کے پڑھا نہ کہ بلند آواز کے ساتھ لہٰذا اسی حدیث سے بلند آواز کے ساتھ امین کے جواز پیش کرنا غلط ہے۔

اعتراض: ابوداؤد شریف میں حضرت وائل ابن حجر سے روایت ہے

قال کان رسول الله ﷺ اذا قرٔ ولا الضّالین قال اٰمین ورفع بها صوته

ترجمہ: نبی ﷺ جب فرماتے ولا الضالین تو فرماتے تھے امین اور اس میں آواز شریف بلند فرماتے تھے۔

یہاں رفع فرمایا جس کے معنی ہیں اونچا کیا، بلند کیا۔ معلوم ہوا کہ امین اُونچی آواز کے ساتھ کہنا

ترجمہ: حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیر المغضوب علیھم ولاالضّالین پر پہنچے تو آپ نے امین کہی اور اپنی آواز امین کے ساتھ آہستہ رکھی۔

حضرت عمر اور حضرت علی آہستہ امین کہتے

عن وائل ابن حجر قال لم یکن عمر و علیٰ رضی اللّٰہ عنہما یجھر ان بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ولا بامین۔ (امام طبرانی فی تہذیب الآثار۔ امام طحاوی)

ترجمہ: حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما ''بسم اللہ شریف اور امین میں جہر (اُونچی آواز) نہیں کرتے تھے۔

امام چار چیزیں آہستہ کہے

عن عمر ابن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ قال یخفی الامام اربعاً التعوذ و بسم اللّٰہ و اٰمین و ربّنا لک الحمد۔ (عینی شرح ھدایہ)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ امام چار چیزوں کو آہستہ کہے۔

۱) تعوذ ۲) بسم اللہ ۳) امین ۴) ربنا لک الحمد

تشریح: ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ دوران نماز ''ولا الضالین'' کے بعد مقتدی کو آہستہ آمین کہنی چاہیئے سرکار دوعالم ﷺ کے اس عمل کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام علیھم الرضوان کے عمل سے بھی واضح ہوا ہے کہ وہ بھی امام کے پیچھے آہستہ امین کہتے جیسا کہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے عمل سے ثابت ہے

سنت ہے۔

جواب : اس کے چند جواب ہیں

ایک یہ کہ حضرت وائل ابن حجر کی اصل روایت میں مدّ ہے جیسا کہ ترمذی شریف میں وارد ہوا۔ جسکے معنی کھینچنے کے ہیں نہ کہ بلند کرنا۔ یہاں اسناد کے کسی راوی نے روایت بالمعنی کی مدّ کو رفع سے تعبیر فرمایا اور مراد وہ ہی کھنچا ہے نہ کہ بلند کرنا روایت بالمعنی (حدیث کے الفاظ میں اسطرح تبدیلی کر دینا کہ معنی مفہوم میں تبدیلی واقع نہ ہو) کا عام دستور تھا۔

دوسرے یہ کہ ترمذی اور ابوداؤد کی روایتوں میں نماز کا ذکر نہیں۔ صرف حضور کی قرأت کا ذکر ہے ممکن ہے کہ نماز کے علاوہ خارجی قراءۃ کا ذکر فرمایا ہو مگر جو روایات ہم نے پیش کی ہیں ان میں نماز کا صراحتہً ذکر ہے لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں اور یہ احادیث ہمارے خلاف نہیں۔

تیسرے یہ کہ امین بالجہر (بلند آواز کے ساتھ امین) اور امین خفی (آہستہ امین کہنا) کی احادیث میں تعارض (ٹکراؤ) ہے مگر جہر والی روایتیں قیاس و عقل کے خلاف ہیں لہٰذا واجب العمل ہیں۔

چوتھے یہ کے آہستہ امین کی حدیثیں قابل عمل ہیں اسکے خلاف قابل ترک۔

پانچویں یہ کہ امین جہری والی حدیثیں قرآن شریف سے اور ان احادیث سے جو ہم پیش کر چکے ہیں، منسوخ ہیں اسی لیئے صحابہ کرام ہمیشہ آہستہ امین کہتے تھے اور اسی کا حکم دیتے تھے۔ تو صحابہ نے عمل کیوں چھوڑ دیا۔

اعتراض: ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

کان رسول اللہ ﷺ اذا قال غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال اٰمین حتی یسمع ھا اھل الصف الاوّل خیر تسبح بھا المسجد

ترجمہ: حضور ﷺ جب غیر المغضوب علیہم والضالین فرماتے تو امین فرماتے یہاں تک کہ پہلی صف والے سن لیتے تو مسجد گونج جاتی تھی۔ اس حدیث میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں۔ یہاں تو مسجد گونج جانے کا ذکر ہے گونج بغیر شور پیدا نہیں ہوتی۔

جواب : اس اعتراض کے چند جواب ہیں ایک یہ کہ آپ نے حدیث پوری نہیں کی۔ اوّل عبارت چھوڑ دی۔ وہ یہ ہے۔ ملاحظہ ہو۔

عن ابی ہریرۃ قال ترک الناس التامین وکان رسول اللہ ﷺ۔

ترجمہ: لوگوں نے امین کہنا چھوڑ دی حالانکہ حضور ﷺ (آگے حدیث کا ترجمہ وہی ہے جو تم نے اعتراض میں بیان کیا)

اس جملے سے معلوم ہوا کہ عام صحابہ نے بلند آواز سے امین چھوڑ دی تھی۔ جس پر سیدنا ابو ہریرہ یہ شکایت فرما رہے ہیں۔ اور صحابہ کا کسی حدیث پر عمل چھوڑ دینا اس حدیث کے نسخ (ختم ہو جانے) کی دلیل ہے۔

حدیث تو ہماری تائید کرتی ہے نہ کہ تمہاری۔

دوسرے یہ کہ اگر یہ حدیث صحیح مان بھی لیجائے تو عقل اور مشاہدہ کے خلاف اور جو حدیث عقل و مشاہدہ کے خلاف ہو وہ قابل عمل نہیں خصوصاً جبکہ تمام احادیث مشہورہ اور آیات قرآنیہ کے بھی خلاف ہو۔

کیونکہ اس حدیث میں مسجد گونج جانے کا ذکر ہے حالانکہ گنبد والی مسجد میں گونج پیدا ہوتی ہے۔ نہ کہ چھپر والی مسجد میں۔ حضور انور ﷺ کی مسجد شریف آپکے زمانہ میں معمولی چھپر والی تھی وہاں گونج پیدا ہو ہی کیسے سکتی تھی۔ آج کوئی غیر مقلد صاحب کسی چھپر والے گھر میں شور مچا کر گونج پیدا کر کے دکھا دیں انشاء اللہ چیختے چیختے مر جاویں گے مگر گونج پیدا نہ ہوگی۔

تیسرے یہ کہ یہ حدیث قرآن کریم کے بھی خلاف ہے رب فرماتا ہے۔

لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبیّ

ترجمہ: اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو۔

اگر صحابہ نے اتنی اونچی امین کہی کہ مسجد گونج گئی سب کی آواز حضور کی آواز سے اونچی ہوگئی۔ قرآن کریم کی صریح مخالفت ہوئی جو حدیث قرآن کے مخالف ہو قابل عمل نہیں۔

اعتــــراض: ابوداؤد شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور جب سورہ فاتحہ سے فارغ ہوتے تو۔

قال اٰمین حتیٰ یسمع من یلیه من الصفّ الاوّل

ترجمہ: اس طرح امین کہتے کہ صف اوّل میں جو آپ سے قریب ہوتا وہ سن لیتا۔

جواب : اس حدیث کے دو جواب ہیں۔

ایک یہ کہ یہ حدیث آپکے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ پہلی آپکی روایتوں میں تھا کہ مسجد گونج جاتی تھی

اوراس میں یہ آیا کہ صرف پیچھے والے ایک دو آدمی ہی سنتے تھے۔
دوسرے یہ کہ اسی حدیث کی اسناد میں بشیر ابن رافع آ رہا ہے۔ اسے ترمذی نے کتاب الجنائز میں حافظ ذہبی نے میزان میں سخت ضعیف فرمایا۔ احمد نے اسے منکر الحدیث کہا ابن معین نے اس کی روایت کو موضوع قرار دیا امام نسائی نے اسے اقوی نہیں مانا (دیکھو آفتاب محمدی لہٰذا یہ حدیث سخت ضعیف ہے قابل عمل نہیں۔

خلاصہ کلام

الحمدللہ عزوجل مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں یہ مسئلہ بالکل واضح و روشن ہو گیا کہ آمین آہستہ کہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیھم الرضوان کی سنت مبارکہ ہے۔ اور عقل بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ آمین آہستہ کہی جائے کیونکہ دورانِ نماز اس قسم کے افعال سے نماز میں خشوع و خضوع حاصل نہیں ہوتا اور نماز کے اندر وہ توجہ حاصل نہیں ہوتی جو ہونی چاہیے۔ لہٰذا امین آہستہ کہنی چاہیے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں حق بات سننے، سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

==========================

تراویح ۲۰ رکعت
یا
۸ رکعت

نظریہ اہلسنت والجماعت

ہمارا اس بات پر اعتقاد ہے کہ ماہ رمضان میں بیس رکعت نماز تراویح پڑھنا سنت مبارکہ اور صحابہ کرام کا طریقہ ہے اور آٹھ رکعت نماز تراویح خلاف سنت اور صحابہ کرام کے طریقہ کے خلاف ہے جیسا کہ غیر مقلدین کا عقیدہ ہے کہ تراویح 8 رکعت ہے۔

الحمدللہ ہم اس کے ثبوت پر احادیث مبارکہ صحابہ کرام اور بزرگان دین کے اقوال و افعال پیش کریں گے تاکہ ہمارے مسلمان بھائی آسان پسند حضرات کے کمزور وضعیف دلائل کے چکروں میں آ کر کہیں خلاف سنت فعل کا ارتکاب نہ کر بیٹھیں۔

احادیث سے 20 رکعت تراویح کا ثبوت

عن ابن عباس رسول الله ﷺ کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة سوی الوتر

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲، ص ۳۹۴)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ رمضان شریف میں 20 رکعت نماز ادا فرماتے تھے وتروں کے علاوہ۔

عہد فاروقی میں تراویح 20 رکعت تھی

عن یذید بن رومان قال کاالناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب رضی الله عنه فی رمضان بثلاث و عشرین رکعة

(موطا امام مالک ص ۹۸، سنن کبریٰ بیہقی۔ ج ۲، ص ۴۹۴)

ترجمہ: حضرت یذید بن رومان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں لوگ رمضان میں 23 رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔ یعنی 20 رکعت تراویح اور 3 رکعت وتر

ایک اور روایت میں ہے۔

عن السائب بن یذید قال کانو یقومون علی عهد عمر بن الخطاب رضی

الله عنه فی شہر رمضان بعشر رمضان بعشرین رکعة۔

(سنن کبریٰ ۔ بیہقی شریف)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں لوگ رمضان شریف میں 20 رکعت نماز پڑھتے تھے

حضرت عمر نے 20 رکعت کا خود حکم فرمایا

عن یحیی بن سعید ان عمر بن الکطاب امر رجلا یصلی بہم عشرین رکعة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲، ص ۳۹۳)

ترجمہ: حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو 20 رکعت نماز پڑھائے۔

ایک اور حدیث میں ہے

قال کنا نقوم فی عہد عمر بعشرین رکعة۔

(موطا امام مالک وبیہقی)

ترجمہ: ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں 20 رکعت نماز تراویح پڑھتے تھے

حضرت علی نے 20 رکعت کا حکم فرمایا

ایک اور حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ 20 رکعت نماز تراویح کا حکم ارشاد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

عن ابی عبد الرحمن سلمی عن علی قال دعا القراء فی رمضان فامر منہم رجلا یصلی بلناس عشرین رکعة و کان علی رضی اللّٰہ عنہ یوتربہم۔

(بیہقی ج ۲، ص ۴۹۶)

ترجمہ: حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے رمضان شریف میں قاریوں کو بلایا اور ان میں سے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو 20 رکعت نماز پڑھائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وتر پڑھاتے تھے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا

عن ابی الحسنا ان علیا امر رجلا یصلی بہم فی رمضان عشری رکعۃ

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج۳، ص۳۹۳)

ترجمہ: حضرت ابوالحسنات رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم فرمایا کہ وہ رمضان میں لوگوں کو 20 رکعت نماز پڑھائے۔

لوگوں کا 20 رکعت پر ہمیشہ معمول رہا

عن عطا قال ادرکت الناس و ہم یصلون ثلاثۃ و عشرین رکعۃ و ثلث رکعات الوتر

(فتح الملہم شرح مسلم، ج۲، ص۳۹۳)

ترجمہ: حضرت عطا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے لوگوں کو بیس رکعت نماز اور تین رکعت وتر پڑھتے ہوئے پایا۔

عمدۃ القاری میں ہے۔

راوی الحادث ابن عبید الرحمن ابیزباب عن السائب ابن یزید قال کان القیام علی عہد عمر بثلث و عشرین رکعۃ

(عمدۃ القاری ج۵، ص۳۰۷)

ترجمہ: حضرت حارث بن عبدالرحمٰن حضرت سائب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں تین رکعت وتر اور 20 رکعت نماز ادا کرتے تھے۔

حضرت علی نے 20 رکعت کا حکم دیا

عن علی رضی اللہ عنہ انہ امر رجلا یصلی بہم فی رمضان عشرین رکعۃ و ہذا ایضا سوی الوتر

(التمہید، ج۸، ص۱۱۵)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ رمضان شریف میں لوگوں کو وتر کے علاوہ بیس رکعت نماز تراویح پڑھائے۔

خلاصہ: الحمدللہ عزوجل احادیث مبارکہ کی روشنی میں بیس رکعت نماز تراویح کا ثبوت بالکل

واضح ہوگیا اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا 20 رکعت پر معمول رہا ہے اور خود حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے 20 رکعت نماز تراویح ادا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور یہی وجہ کہ آج اہلسنت والجماعت اپنے خلفاء راشدین کے ارشادات کے سامنے سرخم تسلیم کرتے ہوئے 20 رکعت نماز تراویح ادا کر کے اپنے اکابرین کی غلامی کا حق ادا کر رہے ہیں۔

بزرگان دین کا طریقہ

امام شافعی، امام ترمذی، سفیان ثوری کا طریقہ

واکثر اهل العلم علی ماروی عن علی و عمر و غیر هما من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم عشرین رکعة وهول قول سفیان ثوری وابن مبارك والشافعی و قال الشافعی هکذاادرکت بعلبر مکة یصلون عشرین رکعة۔ (ترمذی شریف، باب صوم)

ترجمہ : اکثر اہل علم کا طریقہ وہی ہے جو حضرت علی اور حضرت عمر اور دوسرے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے روایت ہے یعنی بیس رکعت نماز تراویح اور یہی قول سفیان ثوری، ابن مبارک اور امام شافعی رحمھم اللہ کا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں انہوں نے یہی دیکھا کہ لوگ 20 رکعت نماز پڑھتے تھے۔

علامہ بدرالدین عینی کا طریقہ

قال ابن عبد البر و هو قوول جمهور العلماء به قال الکو فیو و الشافعی واکثر الفقهاء وهو الصحیح۔ (عمدۃ القاری جلد ۵، ص ۳۵۵)

ترجمہ : ابن عبدالبر نے فرمایا کہ (20 رکعت نماز تراویح) جمہور علماء کا قول ہے۔ کوفی، امام شافعی اور اکثر فقھا کرام بھی اسی کے قائل ہیں اور یہ ہی (یعنی بیس رکعت نماز تراویح صحیح ہے۔

ملا علی قاری کا طریقہ

فصار اجماعاً لما روی البیهقی باسناد صحیح انهم کانور یصلون علی عهد عمر بعشرین رکعة۔ (شرح وقایہ)

ترجمہ: امام بیہقی کی صحیح اسناد کی رو سے اس پر اجماع ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں بیس رکعت نماز تراویح پڑھتے تھے۔

مولوی عبدالحئی دیوبندی کا طریقہ

اجماع الصحابة على ان اتراويح عشرون ركعة.

ترجمہ: صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ بے شک تراویح 20 رکعت ہے۔

سوالات کے جوابات

سوال: حدیث میں ہے کہ۔

ماكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يذيد فى رمضان ولا فى غيره على احدى عشره ركعة

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ رمضان میں 8 رکعت نماز تراویح پڑھتے تھے کیونکہ حدیث میں گیارہ کا تذکرہ ہے جس میں سے 8 رکعت تراویح اور 3 رکعت وتر ہیں۔

جواب: اس حدیث میں نماز کا ذکر ہے نہ کہ نماز تراویح کا آپ ﷺ 8 رکعت نماز تہجد اور تین وتر پڑھتے تھے کیونکہ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ وتر کو تہجد کی نماز کے بعد ادا فرماتے تھے اس حدیث سے 8 رکعت تراویح کا استدلال اس لئے غلط ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت نماز پڑھتے تھے۔ جیسا کہ تمہاری مذکورہ حدیث سے ثابت ہے۔

تراویح کی نماز صرف رمضان میں ہوتی ہے غیر رمضان میں نہیں لہذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ مذکورہ بالا حدیث میں گیارہ رکعت کا تعلق نماز تہجد اور وتر کے ساتھ ہے نہ کہ نماز تراویح کے ساتھ۔

سوال: امام مالک حضرت سائب بن یذید سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے حضرت ابی بن کعب اور حضرت تمیم داری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت نماز پڑھائیں۔ جس سے ثابت ہوا کہ نماز تراویح 8 رکعت ہے۔

جواب: یہ حدیث مضطرب ہے۔

حدیث مضطرب: ایسا راوی کہ جس کے قول وفعل میں اختلاف ہو اس کی روایت کو مضطرب کہتے ہیں اور یہ غیر مقبول ہے۔

چنانچہ اس حدیث کے راوی محمد بن یوسف مضطرب ہیں کیونکہ موطا امام مالک میں ان سے 11 رکعت نماز تراویح ثابت ہے اور عبد الرزاق نے انھی سے محمد بن اسحاق کے طرق سے 13 رکعت نماز تراویح ثابت ہے اور عبدالرزاق نے انہی (یعنی محمد ابن یوسف) سے دوسری حدیث میں اکیس رکعت نماز تراویح نقل کی ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ جب ایک ہی راوی ایک جگہ گیارہ رکعت نماز تراویح بیان کر رہا ہے دوسری جگہ 13 رکعت اور تیسرے مقام پر 21 رکعت نماز تراویح نقل کر رہا ہے۔تو اس کی روایت غیر مقبول ہوتی ہے کیونکہ ایک ہی راوی کے قول میں اختلاف ہے لہٰذا اس سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوسکتا۔

لہٰذا 8 رکعت نماز تراویح کے ثبوت میں یہ روایت پیش کرنا غیر صحیح ہے۔

دیوبندی اپنے فتووں
کی زد میں

اسے ضرور پڑھیئے

حضرات محترم گھر کے چراغ سے گھر کو آگ لگنے کی روداد بیان کرنے سے پہلے بطورِ تمہید چند معروضات ملاحظہ فرمائیں۔

علمائے دیوبند کے لیے پہلے سے اگر کوئی نرم گوشہ آپکے دل میں موجود ہے تو اس کتاب کے مطالعہ کا آپ پر قدرتی ردِّعمل یہ ہوگا کہ آپ غصے کی جھنجلاہٹ میں اسے بند کر کے کہیں ایک طرف رکھ دیں گے، لیکن اگر آپ بردبار، معاملہ فہم اور صاحب فکر سلیم ہیں اور واقعات کی تہہ میں اتر کر حقائق کی تلاش کا جذبہ اعتدال کے ساتھ آپ کے اندر موجود ہے تو آپ یہ جاننے کی ضرور کوشش کریں گے کہ علمائے دیوبند ایک ملک گیر محاذ منگ کی بنیاد آخر کیوں پڑی۔

بحث ومناظرہ کے وہ حقیقی اسباب وعلل کیا تھے جن زیر اثر سالہا سال تک پورے ملک میں یہ مصر کے گرم رہے

یہ نزاع (جھگڑا) دو چار آدمیوں تک محدود ہوتا تو اسے شخصی یا خاندانی مفادات کی آویزش کہکر نظر انداز کیا جا سکتا تھا لیکن علمائے دیوبند کے خلاف مذہبی پیکار کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ ملک ہی نہیں بیرون ملک کا بھی بہت بڑا خطہ اسکی لپیٹ میں ہے مساجد سے لیکن مدارس تک مذہبی زندگی کے سارے شعبے اس اختلاف سے اس درجہ متاثر ہیں کہ دیہات سے آفاق تک پوری قوم دو ملتوں میں تقسیم ہوگئی ہے اس لیے اس ہمہ گیر اختاف کو دیوبند اور بریلی کا شخصی نزاع (جھگڑا) قرار دے کر اس کے حقیقی محرکات سے چشم پوشی نہیں کی جا سکتی نہایت افسوس اور قلق کے ساتھ مجھے ہندوپاک کے مسلم مورخین سے یہ شکوہ ہے کہ انہیں آج تک یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ گیر جانبداری کے ساتھ علمائے دیوبند کے خلاف ان مذہبی بے چینیوں کی صحیح بنیاد معلوم کرتے جو ملک وبیرون ملک کروڑہا کروڑ مسلمانوں کے درمیان نصف صدی سے پھیلی ہوئی ہیں اور جس کے نتیجے میں مسلم معاشرہ ایک نہ ختم ہونے والے روحانی کرب اور ذہنی وفکری انتشار کا شکار ہے ہماری مظلومی کے ساتھ اس سے بڑھ کر دردناک مذاق اور کیا ہوسکتا ہے کہ عین بے خبری کی حالت میں

ہمارے احتجاج کو فتنہ انگیزی سے تعبیر کیا حالانکہ اپنے غم و غصہ اور اپنے جذبے کی تباہیوں کا اظہار ہر مظلوم کا واجبی حق ہے۔

اتنی تمہید کے بعد اب ہم اس مذہبی نزاع (جھگڑے) کی پوری تفصیل اس امید کے ساتھ اہل علم کے سامنے پیش کر رہے ہیں کہ وہ اس روشنی میں نزاع کے اصل محرکات کا پتہ چلائیں گے بالفرض نگاہوں پر بوجھ ہو جب بھی یہ سرگزشت صبر و تحمل کے ساتھ پڑھیئے کہ حقیقت کا متلاشی کسی گروہ کا طرف دار نہیں ہوتا۔

کچھ کم ایک صدی سے سارد نیا میں دیوبند اور بریلی کی مذہبی آویزش کا جو شور برپا ہے اور جس کے ناخوشگوار اثرات پریس سے لے کر اسٹیج تک پوری طرح نمایاں ہیں وہ بلاوجہ نہیں ہیں اگر اس حقیقت کی تلاش کیلئے آپ نے اپنے ذہن کا دروازہ کھلا رکھا تو ذیل میں اس مذہبی نزاع کی وہ حقیقی بنیاد پڑھیئے جس نے امت کو دو ملتوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

اپنی مذہبی سرشت کے اعتبار سے مسلمان کا جو والہانہ تعلق اپنے رسول کریم ﷺ کی محترم ذات سے ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے اس کا ایمان اپنے رسول ﷺ کی بارگاہ میں اتنا مؤدب اور حساس ہے کہ رسول ﷺ کی حرمت پر ذرا سی خراش بھی اسے برداشت نہیں ، ناموس رسول ﷺ کے تحفظ کے لیے ہندوستان کے مسلمانوں نے ہر دور مین جس والہانہ جذبے کے ساتھ اپنی فداکاریوں کا مظاہرہ کیا ہے وہ تاریخ کا جانا پہچانہ واقعہ ہے۔

حُب رسول ﷺ کی وابستگی کا یہ رخ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کسی گستاخ کے خلاف غم و غصہ اور نفرت و غضب کے اظہار کے سوال پر کبھی یہ نہیں دیکھا کہ نشانے پر کون ہے باہر کا ہو یا اندر کا جس نے بھی رسول ﷺ کی شان میں گستاخانہ جسارت کا اظہار کیا مسلمانوں کی غیرت ایمانی کی تلوار اس کے خلاف بے نیام ہوگئی۔

آج ملعون رشدی کی زندہ مثال آپ سامنے ہے رسول ﷺ کی حرمت پر حملہ کر کے اس نے سارے عالم اسلام کو اپنا دشمن بنالیا ہے قابل رشک ہیں وہ شہیدان محبت جو رشدی کے خلاف اپنی غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے آقا ﷺ کی عزت پر قربان ہوگئے۔

علمائے دیو بند کے خلاف بھی ہمارے غم و غصے کی سب سے بڑی بنیاد ہی ہے کہ ان کے اکابر نے اپنی بعض کتابوں میں رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں سخت گستاخانہ کلمات استعمال کیے ہیں۔

قارئین کرام اب اکابرین دیو بند کے کفریہ کلمات انہی کی کتابون سے پیش کیے جائیں گے اور پھر ردعمل کے طور پر انہی کے علماء کے فتاوی بھی ذکر کیئے جائیں گے لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ آج تک ان کے کفریہ کلمات فقط چھپ ہی نہیں رہے بلکہ ان کے مصنفین کو ولی کامل، بانی اسلام، قاسم العلوم کے القابات سے بھی نوازا جارہا ہے۔

پیغمبر ﷺ کے بارے اسماعیل دہلوی وہابی کا عقیدہ

جیسا ہر قوم کا چوہدری اور گاؤں کا زمیندار سوان معنوں میں ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۵۴)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں

ہر مخلوق بڑا (یعنی نبی ﷺ) ہو یا چھوٹا (یعنی غیر نبی) وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۱۴)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں

اولیاء و انبیاء امام و امام زادہ پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے

(تقویۃ الایمان ص۵۸)

مزید لکھتے ہیں

یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے۔ (تقویۃ الایمان ص۵۸)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں

اولیاء وانبیاء کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیئے جو بشر کی سی تعریف ہو، سو ہی کرو، سو ان میں بھی اختصار (یعنی کمی) ہی کرو (تقویۃ الایمان ص ۵۹۔۶۱)

خلیل احمد انبیٹھوی کا عقیدہ

اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ (یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص (یعنی قرآن وحدیث کے خلاف) کہہ دیا وہ تو خود نص (یعنی قرآن وحدیث) کے موافق کہتا ہے اس پر طعن کرنا قرآن وحدیث پر طعن ہے اور اسکے خلاف کہنا نص (یعنی قرآن وحدیث) کی مخالفت ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۳)

تشریح: قارئین کرام آپ نے اسماعیل دہلوی اور خلیل احمد انبیٹھوی کے عقائد پڑھے انکے نزدیک پیغمبر کی تعظیم وتعریف بس اتنی ہی کرنی چاہیئے جتنی ایک بڑے بھائی کی جاتی ہے اور ساتھ یہ کہ جیسا کسی گاؤں کا چودھری یا زمیندار ہوتا ہے نبی کا مرتبہ بھی اتنا ہی ہے اور نبی اللہ کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہوتا ہے۔

اب اسماعیل دہلوی اور خلیل احمد انبیٹھوی کے عقائد کے بارے میں علمائے دیوبند کا متفقہ فتویٰ بھی پڑھیئے۔

دیوبندیوں کا متفقہ فتویٰ

جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اسکے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔

(المہند ص ۲۳)

انور شاہ کشمیری دیوبندی کا فتویٰ

تمام علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی وتوہین، بے ادبی اور تنقیص کرنے والا کافر ہے اور جو شخص اسکے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے کفر کے حکم

کا دارو مدار ظاہر پر ہے قصد و نیت اور قرائن حال پر نہیں۔
علماء نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کی شان میں جرائت و دلیری کفر ہے اگر چہ توہین مقصود نہ بھی ہو

(اکفار الملحدین ص ۶۴۔۹۱)

وضاحت و خلاصہ: قارئین کرام آپ نے اسماعیل دہلوی اور خلیل احمد انبیٹھوی کے عقائد ملاحظہ فرمائے جو نبی ﷺ کی فضیلت کے بس اتنے ہی قائل ہیں جتنی فضیلت ایک بڑے بھائی کو چھوٹے پر ہوتی ہے اور پھر دیگر علمائے دیو بند نے اس عقیدہ کے ردعمل کے طور پر کفر کا فتویٰ صادر کیا۔

حضرت محترم بوجہ بنی آدم ہونے کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی کہنے والوں کو کوئی اس طرح کہہ دے کہ اے علمائے دیو بند بوجہ بنی آدم ہونے کے (یعنی آدم علیہ السلام) کی اولاد ہونے کے اعتبار سے فرعون، نمرود، ابوجہل، ابولہب مرزا قادیانی وغیرہ بھی تمھارے بھائی ہوئے کیونکہ وہ بھی آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں یقیناً کوئی دیو بندی اپنے آپکو فرعون نمرود وغیرہ کا بھائی کہلوانے کا سوچ بھی نہیں سکتا تو نبی ﷺ کو اپنا بھائی کہنا کیونکہ درست ہوسکتا ہے۔

علم غیب کے بارے خلیل احمد انبیٹھوی دیو بندی کا عقیدہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے بارے میں خلیل احمد انبیٹھوی صاحب اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم (یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل، محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔

شیطان و ملک الموت کو یہ (یعنی علم غیب کی) وسعت، نص (یعنی قرآن و حدیث) سے ثابت ہوئی فخر عالم (یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی وسعت علمی کی کون سی نص (یعنی کون سا قرآن و

حدیث سے ثبوت) قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

(براہین قاطعہ ص ۵۱)

(یعنی شیطان و ملک الموت کا علم غیب قرآن و حدیث سے ثابت ہے رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کے بارے میں قرآن و حدیث میں قطعیت کے ساتھ کوئی ثبوت نہیں)

حسین احمد ٹانڈوی دیوبندی کا عقیدہ

ایک خاص علم کی وسعت آپ (یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو نہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو دی گئی ہے۔

(شہاب ثاقب ص ۹۲)

تشریح: قارئین کرام آپ نے علم غیب کے بارے میں خلیل احمد انبٹھوی اور حسین احمد ٹانڈوی کے عقائد فاسدہ ملاحظہ فرمائے جن میں انہوں نے تسلیم کیا کہ شیطان و ملک الموت کا علم غیب رسول اللہ ﷺ کے علم سے زیادہ ہے۔ اور ساتھ یہ دعوٰی بھی کیا کہ شیطان کا علم غیب قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ کے علم غیب پر قطعیت کے ساتھ کوئی ثبوت موجود نہیں۔

اب انکے عقائد باطلہ کا جواب اگر ہم دیں گے تو شاید ہماری بات کو شدت پسندی یا دیوبندیوں کے خلاف بغض وعناد سمجھ کر صرفِ نظر کا مظاہرہ کرتے ہوئے حقیقت سے منہ موڑ لیا جائے لہذا اس کا جواب انہیں کے اکابرین کی زبانی سنئے۔

مرتضیٰ حسن دربھنگی دیوبندی کا فتوٰی

جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرے آپ کے علم سے علم شیطان لعین کو زیادہ کہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے برابر کہے وہ کافر ہے، مرتد ہے ملعون ہے، جہنمی ہے فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم اعلم الخلق (مخلوق میں سے زیادہ علم رکھنے والے) ہیں زیادہ کے کیا معنی آپ ﷺ کے علم کے برابر بھی کوئی نہیں ہوسکتا۔

(اشد العذاب ص ۱۴)

رشید احمد گنگوہی دیو بندی کا فتویٰ

میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر مرتد وملعون جانتے ہیں جو شیطان کیا کسی مخلوق کو بھی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں زیادہ کہے

(قطع الوتین ص ۷) (الختم علی لسان الخصم ص ۶)

علمائے دیو بند کا متفقہ فتویٰ

ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم (زیادہ علم رکھنے والا) ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔

(المہند ص ۲۵)

علم غیب کے بارے رشید احمد گنگوہی کا عقیدہ

رشید احمد گنگوہی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا، صریح شرک ہے''

ایک اور جگہ لکھتے ہیں (فتاوی رشیدیہ ج ۲ ص ۱۴۱)

علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے اس لفظ کا کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ابہام شرک سے خالی نہیں (یعنی علم غیب کا لفظ چاہے کسی بھی تاویل سے ہو غیر اللہ کے لیے بولنا شرک ہے)

(فتاوی رشیدیہ ص ۳۲ ج ۳)

مزید لکھتے ہیں

پس اس میں ہر چہار ائمہ مذاہب (یعنی چاروں اماموں کے مذہب) جملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں ہیں۔ (مسئلہ در علم غیب ص ۲)

علم غیب کے بارے اسماعیل دہلوی کا عقیدہ

غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا خبر

(تقویۃ الایمان ص ۵۶)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں

کسی انبیاء واولیا امام وشہیدوں کے جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں بلکہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی جناب میں یہ عقیدہ نہ رکھے اور نہ انکی تعریف میں ایسی بات کہے (تقویۃ الایمان ص ۲۵)

تشریح: قارئین کرام علم غیبِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عدم ثبوت اور آپ صلی اللہ علیہ وسم کے علم غیب کا اقرار کرنے والے اکابرین دیوبند کے فتاویٰ بھی پڑھیئے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا فتویٰ

لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء واولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جسطرف نظر کرتے ہیں دریافت وادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے (یعنی انبیاء واولیاء جس طرف نگاہ کرتے ہیں غیبوں کو جان لیتے ہیں) (امداد المشتاق ص ۶۷)(شمائم امدادیہ ج ۲ ص ۱۱۵)

شبیر احمد عثمانی دیوبندی کا فتویٰ

یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے، ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے یا اللہ کے اسماء وصفات سے یا احکام شرعیہ سے یا مذاہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنت ودوزخ کے احوال سے یا واقعات بعد الموت سے اور ان کی چیزوں کے بتلانے میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ذرا بخل نہیں کرتا۔ (حاشیہ قرآن ص ۷۶۴)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں

وہ اللہ اپنے رسولوں کا انتخاب کر کے جس قدر غیوب کی یقینی اطلاع نہیں دی جاتی انبیاء علیہم السلام کو دی جاتی ہے (حاشیہ قرآن ص ۹۵)

مرتضیٰ حسن در بھنگی کا فتویٰ

حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بعطائے الٰہی حاصل ہے

(توضیع البیان ص ۱۴)

مہتمم مدرسہ دیو بند قاری محمد طیب کا فتویٰ

خلاصہ یہ کہ جیسے علم غیب اللہ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے جس میں کوئی غیر اللہ شریک نہیں ایسے ہی اللہ کی جانب سے غیب پر مطلع ہونا رسولوں کے ساتھ مخصوص ہے جس میں کوئی غیر رسول شریک نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے رسول کو غیب پر مطلع کر دیا ہے۔

(علم غیب ص ۴۴)

قاسم نانوتوی اور احسن گیلانی کا فتویٰ

قرآن مجید میں ایک سے زیادہ جگہ پر فرمایا گیا ہے کہ ''الغیب'' کا علم حق تعالیٰ کے سوا اور کسی کو نہیں ہے لیکن اسی کے ساتھ قرآن ہی میں ہے کہ اپنے رسولوں میں جسے چاہتا ہے اللہ تعالیٰ غیب سے مطلع فرماتا ہے اب سوال یہی ہے کہ غیر اللہ کو غیب کا علم جو عطا ہوتا ہے اس پر بھی علم غیب کا اطلاق ہوسکتا ہے یا نہیں حجرت والا (یعنی بانیء دیو بند قاسم نانوتوی) نے ارقام فرمایا (یعنی لکھا ہے) کہ پس غیر اللہ کی طرف علم غیب کو منسوب کرنے کا یہ مطلب کوئی نہیں سمجھتا کہ بالذات غیب کا علم ان کو حاصل ہے بلکہ یہی سمجھتے ہیں کہ غیب کے اس علم سے حق تعالیٰ نے ان کو سرفراز کیا ہے۔

(سوانح قاسمی ص ۵۸)

علم غیب کے بارے اشرف علی تھانوی کا عقیدہ

علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اشرف علی تھانوی صاحب یوں رقمطراز ہیں کہ ''پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ

اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی کیا تخصیص (یعنی خصوصیت) ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی (یعنی بچہ) و مجنوں (یعنی پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (یعنی تمام جانوروں اور چوپاؤں) کیلئے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان ص ۷)

تشریح: حضرات گرامی اشرف علی تھانوی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو زید عمر و بچے حیوانات و چوپاؤں کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے آپ کے کے علم گیب کو جانوروں بچوں کے علم غیب کے برابر تسلیم کیا اب اشرف علی تھانوی کے اس عقیدہ پر دیو بندیوں کے پیشواؤں کا ردّ عمل بھی ملاحظہ فرمائیے

علمائے دیو بند کا فتویٰ

جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے (المہند ص ۳۰)

مرتضیٰ حسن در بھنگی کا فتویٰ

جو کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے برابر حبیاں و مجانین و بہائم کو کہے وہ کافر ہے مرتد ہے ملعون ہے جہنمی ہے (اشد العذاب ص ۱۴)

تقویۃ الایمان کے بارے رشید احمد گنگوہی کا نظریہ

کسی نے رشید احمد گنگوہی سے اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کے بارے میں سوال کیا

سوال: کتاب تقویۃ الایمان کیسی کتاب ہے اس کو اچھا سمجھنا اور اس کا درس کرنا اور اس پر عمل کرنا کیسا ہے۔

جواب: کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے اور قرآن و حدیث کا مطلب پورا اس میں ہے اسکا مولف ایک مقبول بندہ تھا۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۲۴ مطبع رحمانیہ مکتبہ)

تقویۃ الایمان کے بارے اشرف علی تھانوی کا نظریہ

اسماعیل دہلوی کی کتاب) تقویت الایمان میں بعض الفاظ جوسخت واقع ہو گئے ہیں یہیے شک بے ادبی اور گستاخی ہے تقویۃ الایمان کے ان الفاظ کو استعمال بھی نہ کیا جاوے گا۔

(فتاوٰی امدادیہ ج۴ ص۱۱۹)

تشریح: قارئین کرام دیکھا آپ نے دیوبندیوں کی دوغلی پالیسی۔

ایک پیشوا تقویۃ ایمان کو عمدہ سچی کتاب اور ایمان کی تقویت واصلاح کی ڈگری دے رہا ہے اور اسکے مصنف (اسماعیل دہلوی) کی عظمت وشان کے گن گاتے ہوئے اسے مقبولیت کی سند سے نواز رہا ہے جبکہ دوسرا پیشوا اس کتاب کے الفاظ کو بے ادبی وگستاخی پر مشتمل ہونے کا فتوئی صادر کرنے کے ساتھ ساتھ اسکے استعمال یعنی مطالعہ نہ کرنے کی تلقین کر رہا ہے لیکن اسکے باوجود آج تک یہ کتاب مسلسل چھپ رہی ہے اور اسکی کفریہ عبارات ابھی تک اس میں درج ہیں۔

عرس و میلاد شریف کے بارے رشید احمد گنگوہی کا عقیدہ

رشید احمد گنگوہی سے کسی نے سوال کیا

سوال: جس عرس میں حرف قرآن شریف پڑھا جاوے اور تقسیم شیرنی ہو اس میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں

جواب: کسی عرس اور مولود شریف میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں

(فتاوٰی رشیدیہ ج۳ ص۹۴)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں

سوم، دہم اور چہلم جملہ رسوم ہنود (ہندیوں) کی ہیں۔

(فتاوٰی رشیدیہ ص۹۹ ج۱)

مزید لکھتے ہیں

انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے (فتاوٰی رشیدیہ ص ۱۵۰)

وضاحت: رشید احمد گنگوہی صاحب کے نزدیک محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی بزرگ کا عرس وغیرہ منانا درست نہیں اور نہ ہی کسی محفل میلاد وغیرہ میں شریک ہونا جائز ہے اور فقط اسی پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ اس قسم کی رسومات ہندیوں کی ہیں

حضرات محترم آئیے اب دیگر علمائے دیوبند سے استفسار کرتے ہیں کہ وہ اس بارے میں کیا کہتے ہیں

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا فتویٰ

ہمارے علماء میلاد شریف میں بہت تنازعہ (جھگڑا) کرتے ہیں تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں جب صوات جواز موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں

(شمائم امدادیہ ص ۹۳)

مزید لکھتے ہیں

اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں (فیصلہ ہفتہ مسئلہ ص ۵)

رحمت اللہ مہاجر مکی دیوبندی کا فتویٰ

میرے اساتذہ کرام کا اور میرا عقیدہ مولد شریف کے باب میں قدیم سے یہی ہے اور یہی تھا کہ انعقاد مجلس میلاد شریف بشرطیکہ منکرات سے خالی ہو جیسے گانا بجانا اور کثرت سے روشنی بیہودہ نہ ہو بلکہ روایات صحیحہ کے مطابق ذکر معجزات اور ذکر ولادت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا جائے اور بعد اسکے اگر طعام پختہ شیرینی بھی تقسیم کی جائے اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ اس زمانہ میں جو ہر طرف سے پادریوں کا شور اور بازاروں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے دین کی مذمت کرتے ہیں اور دوسری طرف سے آریہ لوگ جو خدا ان کو ہدایت کرے پادریوں کی طرح ان سے

زیادہ شور مچاتے ہیں ایسی محفل کا انعقاد ان شرائط کے ساتھ جو میں نے اوپر کیں اس وقت فرض کفایہ ہے مسلمان بھائیوں کو بطور نصیحت کہتا ہوں کہ اسی مجلس کرنے سے نہ رکیں اور اقوال بیجا منکر کیطرف جو تعصّب سے کرتے ہیں ہرگز نہ التفات کریں اور معیّن یوم میں اگر یہ عقیدہ نہ ہو کہ اس دن کے سوا اور دن جائز نہیں تو کچھ حرج نہیں اور جو جواز اس کا بخوبی ثابت ہے اور قیام وقت ذکر میلاد کے چھ سو برس جمہور علماء صالحین متکلمین اور صوفیاء اور علماء محدّثین نے جائز رکھا ہے۔

(انوار ساطعہ ص ۲۹۴)

تشریح: قارئین کرام آپ نے ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگان دین کا عرس منانے کے بارے میں رشید احمد گنگوہی کے عقائد پڑے جس میں انھوں نے ولادت پاک کو فقط ناجائز ہی نہیں بتایا بلکہ اسے ہندوؤں کی رسم کے ساتھ تشبیہ دی جبکہ انکے اکابرین نے ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی فقط تلقین ہی نہیں کی بلکہ اس فرض کفایہ کا درجہ دیا افسوس ہے کہ گنگوہی صاحب نے ولادت پاک کے عدم جواز کا فتویٰ صادر کرنے سے پہلے یہ بھی نہ سوچا کہ انکے اپنے اکابرین جشن ولادت کے جواز کے قائل ہیں اور خود بھی مولود پاک مناتے رہے

اب اگر بقول گنگوہی صاحب یہ ہندوؤں کی رسم ہے تو پھر دیوبندیوں کے پیر ومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور رحمت اللہ مہاجر مکی و دیگر علمائے دیوبند کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہیں آپ اس بات کا مصداق تو نہیں بن گئے

"گھر کو آگ لگی گھر کے چراغ سے"

جشن ولادت کے بارے خلیل احمد انبیٹھوی کا عقیدہ

یہ ہر روز اعادہ ولادت کا مثل ہنود (ہندوؤں) کے سانگ کنہیا ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔

(یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت مبارکہ کا دن ہر سال منانا ہندوؤں کے سانگ کنہیا کا دن منانے کی مثل ہے کیونکہ وہ بھی ہر سال یہ دن مناتے ہیں) (براہین قاطعہ ص ۱۴۸)

وضاحت: حضرات محترم آپ نے جشن ولادت کے بارے میں خلیل احمد انبیٹھوی کے ملفوظات پڑھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جشن ولادت کے بارے میں بغض عناد کالا وہ کتنا شدید تھا کہ جب پھٹا تو نہ اپنوں کو دیکھا اور نہ پرائے انبیٹھوی صاحب کے حسد کی انتہا دیکھئے کہ مولود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودیوں کے سانگ کنہیا کا دن منانے کے ساتھ تشبیہ دے ڈالی انبیٹھوی صاحب اگر ہم آپ کے بارے میں کچھ کہیں تو شائد شکایت ہوگی اپنے علماء کے ملفوظات بھی سن لیں۔

میلاد کے بار علمائے دیو بند کا فتویٰ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت مبارکہ کو ہندیوں کے فعل کے ساتھ تشبیہ دینے والے کے بارے میں علمائے دیو بند لکھتے ہیں

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) ذکر ولادت شریفہ کو فعل کفار کے مشابہ کہنے والا مسلمان نہیں

(المہند ص ۳۰۔۳۲)

استمداد کے بارے اسماعیل دہلوی کا فتویٰ

جو کوئی کسی کا نام اٹھتے بیٹھتے لیا کرے اور دور ونزدیک سے پکار کرے اور بلا کے مقابلے میں اسکی دہائی دیوے اور دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرے اور اسکے نام کا ختم پڑھے یا شغل کرے یا اسکی صورت کا خیال باندھے کہ جو خیال و وہم میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے خواہ پیر و شہید سے خواہ امام زادہ سے خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

(تقویت الایمان ص ۹)

تشریح: حضرات محترم اسماعیل دہلوی کے نزدیک غیر اللہ کو دور ونزدیک سے پکارنا اور دوران جنگ نداء کرنا وغیرہ شرک ہے۔

اب آیئے علمائے دیوبند سے اس عقیدہ کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ آیا نداء غیر اللہ کے بارے میں وہ کیا کہتے ہیں۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی نداء

رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں فریاد کرتے ہوئے حاجی صاحب لکھتے ہیں۔

اے رسول ﷺ کبریا فریاد ہے
یا محمد مصطفیٰ ﷺ فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آجکل
اے میرے مشکل کشا فریاد ہے
قید غم سے اب چھڑا دیجیئے مجھے
یا شہِ ہر دوسرا فریاد ہے

(کلیات امدادیہ ص ۹۸)

قاسم نانوتوی کی نداء

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار
مگر کرے روح القدس میری مددگاری
تو اسکی مدح میں میں بھی کروں رقم اشعار
جو جبرئیل مدد پر ہو فکر کی میرے
تو آگے بڑھ کے کہوں کہ جہان کے سردار
بجز خدائی نہیں چھوٹا تجھ سے کوئی کمال
بغیر بندگی کیا ہے لگے جو تجھ کو عار

مزید لکھتے ہیں

کروڑوں جرموں کے آگے یہ نام کا اسلام

کرے گا "یا نبی اللہ" کیا میرے پہ پکار

یہ سن کے آپ شفیع گناہ گاراں ہیں

کیے ہیں میں نے اکھٹے گناہ کے انبار

جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا

بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غم خوار

(قصائد قاسمی ص ۵، ۶، ۷)

اشرف علی تھانوی کی نداء

یاشفیع العباد خذ بیدی

انت فی الاضطرار معتمدی

یس لی ملجاء سواك اغث

مسّنی الضّر سیّدی سندی

یا رسول الله بابك لی

من غمام الغموم ملتحدی

لیتنی کنت ترب طیبتکم

فالتثمت النعال ذاك قدمی

ترجمہ: اے بندوں کی شفاعت فرمانے والے میری دستگیری فرمائیں آپ ہی میری ہر مشکل میں آخری امید ہیں آپ کے سوا میرا کوئی ملجاء (پناہ) نہیں میرے سردار میرے مولا میری فریاد سنیں مجھے ضرر نے گھیرا ہوا ہے

یارسول اللہ میں ہوں اور آپ کا در ہے غم کے بادل مجھے کہیں گھیر نہ لیں اے کاش میں طیبہ کی خاک ہو جاتا اور آپ کی نعل بوسی میرے لیے کافی ہوتی۔ (نشر الطیب ص ۱۶۴)

تشریح: علمائے دیوبند کے عقائد سے ثابت ہوا کہ ندائے غیر اللہ جائز و مستحسن ہے اور معتبر

علمائے دیوبند نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نداء بھی کی اور آپ ﷺ سے مدد بھی چاہی جبکہ اسماعیل دہلوی کے فتویٰ میں نداء غیر اللہ کو شرک اور نداء کرنے والے کو مشرک کہا گیا ہے اب یا تو اسماعیل دہلوی کے فتویٰ کی رو سے علماء دیو بند مشرک ہوئے یا پھر اسماعیل دہلوی۔۔۔۔۔۔۔۔

تعظیم غیر اللہ کے بارے میں اسماعیل دہلوی کا عقیدہ

کسی پیر پیغمبر کو یا کسی بچی قبر کو یا کسی کے تھان کو یا کسی کے چلہ کو کسی کو کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرک کو یا نشان کو یا ہاتھ بندھ کر کھڑا ہووے یا ایسے مکانوں مُن دور دور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں روشنی کرے غلاف ڈالے چادر چڑھاوے رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلے ان کی قبر کو بوسہ دے ہاتھ باندھ کر التجا کرے مراد مانگے وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرئے اور اسی قسم کی باتیں کرے سو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔

(تقویۃ الایمان ص ۱۰۸)

تشریح: حضرات محترم اسماعیل دہلوی کے عقیدہ کے مطابق کسی بزرگ کے مزار پر ادب سے کھڑا ہونا یا اسکے کسی تبرک کو بوسہ دینا یا کسی نبی یا ولی کے مزار کی زیارت کیلیئے سفر کرنا یا بزرگ کے مقام اور تبرک کی تعظیم و ادب کرنا سب شرک ہے اور ایسا فعل کرنے والا مشرک ہے آیئے اس بونگے عقیدے کے بعد دیگر علمائے دیوبند کے تاثرات سماعت فرمایئے اور پھر آخر میں اسماعیل دہلوی اور اکابرین دیوبند کے فتاوٰی کا خود موازنہ کر کے نتیجہ مرتب کر لیجئے گا۔

تعظیم غیر اللہ کے بارے میں رشید احمد گنگوہی دیوبندی کا عقیدہ

حضرت مولانا گنگوہی نے بیان فرمایا کہ جب میں ابتداءً گنگوہ کی خانقاہ میں آ کر مقیم ہوا ہوں تو خانقاہ میں بول و براز نہ کرتا تھا بلکہ باہر جنگل جاتا تھا کہ شیخ (یعنی گنگوہی صاحب کے پیر و مرشد)

وارادہ کیا اسے مشرک کی ڈگری سے نوازہ اور پھر اکابرین دیوبند کے عقائد بھی پڑھے جنھوں نے اپنے پیروں کے مکان اور انکی قبروں کی مٹی اور غلاف کعبہ کو باعث برکت اور مرض سے نجات کا ذریعہ تسلیم کیا اب ان دونوں کے عقائد وفتاویٰ سے ہر شخص نہایت آسانی کے ساتھ نتیجہ مرتب کر سکتا ہے لہٰذا اس نتیجہ کو آپ حضرات کی صواب دید پر چھوڑتا ہوں فیصلہ خود کرلیں۔

اختیار مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اسماعیل دہلوی وہابی کا عقیدہ

اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور ان کی منتیں مانتے ہیں حاجت برآئی کیلئے ان کی نذر ونیاز کرتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں تمام زمین وآسمان میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے کہ اسکو مانیئے اور اسکو پکاریئے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کرسکتا مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر ونیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان (مشرکین عرب) کا کفر وشرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ ومخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے اور اس بات میں اولیاء وانبیاء میں اور جن وشیطان میں اور بھوت وپری میں کچھ فرق نہیں یعنی جس سے کوئی یہ معاملہ کریگا وہ مشرک ہو جاوے گا خواہ انبیاء و اولیاء سے کرے خواہ پیروں شہیدوں سے خواہ بھوت وپری سے یعنی اللہ سے زبردوست کے ہوتے ہوئے ایسے عاجز لوگوں (یعنی انبیاء اولیاء) کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص (یعنی اللہ) کا مرتبہ ایسے ناکارے (یعنی انبیاء اولیاء) لوگوں کو ثابت کیجئے۔

(تقویۃ الایمان ص ۵، ۷، ۸، ۲۹)

اور جگہ لکھتے ہیں

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا (تقویۃ الایمان ص ۵۶)

کی جگہ ہے حتیٰ کہ لیٹنے اور جوتے پہن کر چلنے پھرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔

(آپ بیتی ص ۹۲۰)(ارواحِ ثلاثہ ص ۲۶۴)

تعظیم غیر اللہ کے بارے محمد ذکریا دیوبندی کا عقیدہ

مولانا محمد ذکریا حسین احمد مدنی اور عبدالقادر رائے پوری سے محبت و عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''میں (یعنی محمد ذکریا) نے عرض کیا کہ حضرت آپ دونوں کی جوتیوں کی خاک اپنے سر پر ڈالنا باعث نجات اور فخر اور موجب عزت سمجھتا ہوں (آپ بیتی ص ۳۸۹)

ایک اور جگہ مولانا محمد یعقوب دیوبندی کی قبر کی مٹی کو باعث برکت تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''ایک مرتبہ ہمارے نانوتہ میں جاڑا بخار کی کثرت ہوئی سو جو شخص مولانا کی قبر سے مٹی لے جا کر باندھ لیتا اسے ہی آرام ہو جاتا''۔ (آپ بیتی ص ۹۸۲)(ارواح ثلاثہ ص ۲۹۵)

تعظیم غیر اللہ کے بارے اشرف علی تھانوی کا عقیدہ

خانہ کعبہ کے غلاف سے حصول برکت کے بارے میں اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں

''غلاف کعبہ زاد ہا اللہ تنویرا کے تبرک ہونے اور اس کی تقبیل تبرک (یعنی حصول تبرک کے لیے بوسہ دینے) کے جواز میں تو کوئی کلام نہیں

اگر بوسہ دینے میں صرف اسی قدر اعتقاد ہو اور کسی کو ایذا بھی نہ ہو کچھ مضائقہ نہیں موجب ثواب و برکت ہے۔ (فتاویٰ امدادیہ ص ۷۵)

تشریح: قارئین حضرات آپ نے اسماعیل دہلوی کا فتویٰ ملاحظہ فرمایا جس میں انھوں نے کسی پیر پیغمبر کی قبر یا اسکے مکان یا تھان و چادر وغیرہ کی تعظیم و توقیہ یا اس سے تبرک حاصل کرنے کا قصد

غلام خان دیوبندی کا عقیدہ

کوئی کسی کے لیے حاجت روا مشکل کشا و دست گیر کس طرح ہو سکتا ہے ایسے عقائد والے لوگ پکے کافر ہیں ان کا کوئی نکاح نہیں ایسے عقائد باطلہ پر مطلع ہو کر جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے (جواہر القرآن ص ۱۴۷)

تشریح: قارئین کرام اسماعیل دہلوی اور غلام خاں کے عقائد آپ نے ملاحظہ فرمائے جن میں غیر اللہ سے مدد طلب کرنے یا غیرہ خدا کو مشکل کشاء ماننے کو کفر و شرک کہا گیا اور مدد طلب کرنے والے کو کافر اور مشرک ثابت کیا ہے اب غیر اللہ سے مدد طلب کرنے اور اس کو مشکل کشا ماننے کے بارے میں دیگر علمائے دیوبند کے فتاویٰ جات ملاحظہ کریں۔

اشرف علی تھانوی دیوبندی کا فتویٰ

جو استعانت و استمداد (مدد طلب کرنا) بالخلوق (مخلوق کے ساتھ) باعتقاد علم و قدرت مستقل مستمد منہ ہو (یعنی مخلوق کو مستقل ذات سمجھ کر مدد طلب کرنا) شرک ہے اور جو باعتقاد علم و قدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم و قدرت کسی دلیل سے ثابت ہو (یعنی کسی مخلوق کو غیر مستقل ذات سمجھ کر نا مدد طلب کرنا) جائز ہے خواہ وہ مستمد منہ (جس سے مدد طلب کی جائے) حی (یعنی زندہ) ہو یا میت

(فتاویٰ امدادیہ ص ۹۹ ج ۴)

استمداد کے بارے شبیر احمد عثمانی کا فتویٰ

ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ سے ہی استعانت ہے۔

(حاشیہ قرآن ص ۲)

دیو بندیوں کے پیشوا حاجی امداد اللہ کا عقیدہ

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اپنے پیر و مرشد مولانا نور محمد صاحب کی وفات کے بعد ان سے مدد طلب کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

تم ہوا ے نور محمد خاص محبوب خدا

ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفیٰ

تم مدد گار ہو امداد کو پھر خواف کیا

عشق کی پرسن کے باتیں کانپتے ہیں دست و پا

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا (شمائم امدادیہ ص ۸۳)

محمد قاسم نانوتوی دیوبندی کا عقیدہ

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا

نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

مگر کرے روح القدس میری مددگاری

تو اسکی مدح میں میں بھی کروں رقم اشعار

(قصائد قاسمی ص ۵)

تشریح: حضرات گرامی اسماعیل دہلوی اور غلام خاں کے عقائد کے بعد غیر اللہ سے مدد طلب کرنے کے بارے میں آپ نے اکابرین دیوبند کے فتاویٰ وعقائد ملاحظہ فرمائے فیصلہ آپ خود کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

حیات انبیاء علیہم السلام کے بارے اسماعیل دہلوی کا عقیدہ

ایک حدیث کی تشریح کرتے ہوئے اسماعیل دہلوی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ناپاک الفاظ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''یعنی میں (حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدہ کے لائق ہوں سجدہ تو اسی ذاتِ پاک کو ہے کہ نہ مرے کبھی'' (تقویۃ الایمان ص ۲۳)

وضاحت: حضرات گرامی اسماعیل دہلوی نے کتنے قبیح الفاظ میں حدیث کی تشریح کی کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں اس سے ثابت ہوا کہ اسماعیل دہلوی اس بات کے قائل ہیں کہ نبی ﷺ قبر میں زندہ نہیں بلکہ مر کر مٹی میں مل جاتا ہے اب آیئے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں انکے اکابرین کا عقیدہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

علمائے دیو بند کا متفقہ فتویٰ

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلّف ہونے کے۔

اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں جبکہ سب آدمیوں کو

(عقائد علمائے دیوبند ص ۲۲۱)

تشریح قارئین کرام دیکھا آپ نے دیو بندیوں کی دوغلی پالیسی ایک صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مٹی کے اندر مل جانے کا دعویٰ کر رہے ہیں اور دوسرے دیو بندی حضرات حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو فقط تسلیم ہی نہیں کرتے بلکہ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی زندگی دنیا کی سی زندگی ہے فرق یہ ہے کہ دنیاوی زندگی میں انسان مکلّف ہے شرعی احکام اس پر مرتب ہوتے ہیں لیکن انبیاء اسطرح زندہ ہیں کہ غیرہ مکلّف ہیں یعنی شرعی احکام کے پابند نہیں۔

لیکن دوستو افسوس اس بات کا ہے کہ انکے اقوال کے اندر اتنے بڑے تضاد کے باوجود آج تک اسماعیل دہلوی کا یہ فاسد عقیدہ مسلسل اسکی کتاب تقویۃ الایمان میں چھپ رہا ہے۔

ختم نبوت کے بارے قاسم نانوتوی کا عقیدہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہونے کا انکار کرتے ہوئے دیو بندیوں کے پیشوا بانیء مدرسہ دیو بند قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں

''اگر بالفرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے''۔ (تحذیرالناس ص ۱۸)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں

''اگر بالفرض بعد زمانہء نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہوتو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیرالناس ص ۳۴)

وضاحت: حضرات محترم آپ نے عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں قسم نانوتوی کے ملفوظات ملاحظہ فرمائے جس میں انھوں نے تسلیم کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد نبی آسکتا ہے قاسم نانوتوی صاحب کے اس عقیدے نے قادیانیوں کا راستہ صاف کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ آج قادیانی قاسم نانوتوی کے اسی عقیدے کو پیش کر کے اپنی جھوٹی نبوت کو ثابت کر رہے ہیں۔

حالانکہ قرآن واحادیث کثیرہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آخری نبی ہونا بالکل واضح وثابت ہے قاسم نانوتوی کے اس عقیدے کے ردّعمل کے طور پر اگر ہم نے کچھ کہا تو شائد شکائت ہو لہٰذا آیئے انھیں کے دیوبندیوں کا فتویٰ ملاحظہ کریں اور پھر نتیجہ بھی خود مرتب کر لیجئے گا۔

علمائے دیوبند کا متفقہ فتویٰ

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار اور آقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا

''اور لیکن محمد اللہ کے رسول اور خاتم النبیّین ہیں''

اور یہی ثابت ہے بکثرت حدیثوں سے جو معنی حد تواتر تک پہنچ گئیں اور نیز اجماع امت سے سو حاشا کہ ہم میں سے کوئی اسکے خلاف کہے کیونکہ جو اسکا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔

(عقائد علمائے دیوبند ص ۲۳۲)

عبدالوھاب نجدی کے بارے گنگوہی کا عقیدہ

عبدلوھاب نجدی کے بارے میں رشید احمد گنگوہی اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں

محمد بن عبدالوھاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں اور ان کے عقائد عمدہ ہیں

(فتاویٰ رشیدیہ ج۱ ص۷)

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے گنگوہی صاحب لکھتے ہیں

سوال: عبدالوہاب نجدی کیسے شخص تھے؟

جواب: محمد بن عبدالوھاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا سنا ہے مذہب حنبلی کرتا تھا اور عامل بالحدیث تھا بدعت وشرک سے روکتا تھا مگر تشدد اسکے مزاج میں تھی (فتاویٰ رشیدیہ ج۳ ص۷۹)

وضاحت: حضرات گرامی گنگوہی صاحب کی زبان سے عبدالوہاب نجدی کے فضائل ومنقبت آپ نے سنے اب اسی عبدالوہاب نجدی کے بارے میں حسین احمد مدنی کے تاثرات بھی ملاحظہ کیجئے۔

عبدالوھاب نجدی کے بارے صدر دیوبند حسین احمد کا فتویٰ

صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتدائے تیرھویں صدی میں نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لیے اس نے اہل سنت وجماعت سے قتل وقتال کیا اور ان کو بلجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے مال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا ان (یعنی اہلسنت) کے قتل کو باعث ثواب ورحمت کا شمار کرتا رہا اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکالیف شاقہ پہنچائیں سلف وصالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی وبے ادبی کے الفاظ استعمال کیے بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کے تکالیف بشدیدہ کے مدینہ منورہ اور معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اسکی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

الحاصل وہ ایک ظالم وباغی، خونخوار، فاسق شخص تھا۔ (شہاب ثاقب ص۵۰)

عبدالوھاب نجدی کے بارے انور شاہ کاشمیری کا فتویٰ

امام محمد بن عبدالوھاب النجدی فانہٗ کان رجلا بلیداً قلیل العلم فکان

يشارع الى الحكم بالكفر۔ (مقدمہ فیض الباری)

ترجمہ: محمد بن عبدالوہاب نجدی بیشک ایک کم علم اور کم عقل شخص تھا اور اسکے لیے کفر کا حکم لگانے میں اسے کوئی باک نہیں تھا۔

تشریح: کیا کہنا دیوبندیوں کی کارستانیوں کے رشید احمد گنگوہی کی عقیدت ومحبت کا حال دیکھیۓ عبدالوھاب نجدی کو گلے کا ہار بنا لیا جبکہ حسین احمد مدنی صاحب نے عبدالوھاب نجدی کی بھیانک صورت کا ایسا پردہ چاک کیا کہ اسکے تصور سے خود دیوبندیوں کی اصلیت بھی روز روشن کی طرح واضح ہوگئی۔

نام رکھنے کے بارے اسماعیل دہلوی کا عقیدہ

علی بخش، پیر بخش وغیرہ ناموں کے بارے میں اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں

''کوئی نام رکھتا ہے علی بخش، پیر بخش، غلام محی الدین یہ سب جھوٹے مسلمان سچ شرک میں گرفتا رہیں (تقویۃ الایمان ص ۶،۵)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں

کوئی نام رکھتا ہے نبی بخش، ستیلا بخش، گنگا بخش، سو یہ آدمی مردود ہو جاتے ہیں

(تقویۃ الایمان ص ۶۴)

وضاحت: حضرات محترم اسماعیل دہلوی کے نزدیک جو شخص علی بخش، پیر بخش، غلام محی الدین یا نبی بخش وغیرہ نام رکھتا ہے وہ مشرک ہو جاتا ہے اور ایسا شخص مردود ہے حضرات گرامی اسی کتاب تقویۃ الایمان کے بارے میں خود رشید احمد گنگوہی نے اسکی صحت کی تسلیم کیا ہے اور اسے مقبولیت کا درجہ دیا ہے لیکن بیچارے خود بھی اسی کے مذکورہ بالا فتویٰ کی زد میں آگئے ملاحظہ ہو۔

رشید گنگوہی اسماعیل دہلوی کے فتوے کی زد میں

حضرات گرامی تذکرۃ الرشید میں رشید احمد گنگوہی کا پدری اور مادری نسب نامہ یوں ہے پدری

نسب نامہ: رشید احمد ابن ہدایت احمد بن پیر بخش بن غلام حسین بن غلام علی

مادری نسب نامہ: رشید احمد بن کریم النساء بنت فرید بخش بن قادر بخش بن محمد صالح بن غلام محمد۔

نماز میں نبی کے خیال کے بارے اسماعیل دہلوی کا عقیدہ

بمقتضائے ظلمات بعضها فوق بعض ازو سوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است و صرفِ ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظّمین گو جناب رسالت مآب باشند چندیں مرتبہ بد تراز استغراق در صورت گائو خرخود است

(صراط مستقیم ص ۸۶)

ترجمہ: بعض ظلمتیں بعض ظلمتوں پر فوقیت رکھتی ہیں کہ اقتضاء کے مطابق زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی سے مجامعت (یعنی ہمبستری) کرنے کا خیال بہتر ہے اور پیر یا اسکے مثل زرگوں کی طرف خیال کا چلے جانا بھی اگر چہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہوں بہت ہی زیادہ بدتر ہے اپنے بیل اور گدے کے خیال میں ڈوب جانے سے۔

وضاحت: حضرات گرامی اس ناپاک عبارت کو غور سے پڑھیئے کہ زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری کرنے کا خیال لانا تو بہتر ہے لیکن بزرگان دین اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خیال کا صرف چلے جانا بھی بیل، گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدر جہا بدتر ہے

اب نماز میں غیر اللہ کے خیال کے بارے میں اشرف علی تھانوی کا فتویٰ پڑھیئے۔

نماز میں غیر اللہ کے خیال کے بارے تھانوی صاحب کا فتویٰ

کسی نے خط میں لکھا کہ اگر آپ (یعنی تھانوی صاحب) کی صورت کا تصور کرلوں تو نماز میں جی

لگتا ہے فرمایا جائز ہے دو شرط سے ایک یہ کہ اعتقاد میں مجھے حاضر وناظر نہ سمجھے دوسری شرط یہ ہے کہ اس کی اطلاع کسی کو نہ دے یہ تصور خطرات کے علاج کے درجہ میں ہے کیونکہ یہ بھی توجہ الی اللہ ہونے کا ایک ذریعہ ہے اس سے توجہ اور یکسوئی الی اللہ ہوگی پس مقصود کا مقدمہ ہے خود مقصود نہیں

(ملفوظات اشرف المعلوم بابت ماہ رمضان ۱۳۵۵ھ ص ۸۴ نمبر ۲۹۸)

تشریح: حضرات محترم دیوبندیوں نے کیسی اندھیر نگری مچاوی کہ اگر دورانِ نماز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال لانے سے نماز جاتی رہے گی اور حضور ﷺ کا خیال لانا بیل، گدھے کے خیال سے (معاذ اللہ) بدتر ہے مگر اشرف علی تھانوی کی صورت کا تصور کرنا توجہ الی اللہ کا ذریعہ قرار پائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

خلاصئہ کلام

حضرات محترم آپ نے علمائے دیوبند کے عقائد باطلہ اور پھر انہیں کے اکابرین کے فتاویٰ ملاحظہ فرمائے ایمانداری سے بتائیں یہ منافقانہ پن نہیں تو اور کیا ہے وہ باتیں جو انکی اپنی کتابوں میں موجود ہیں اور آج تک مسلسل چھپ رہی ہیں انہی کے اکابرین کے بالکل خلاف ہیں اور جس بات کو انکے علماء نے جائز لکھا اوسی کے خلاف انھوں نے شرک وکفر اور بدعت کا فتویٰ صادر کر دیا اور ساتھ ہی آپ نے یہ بھی یقیناً محسوس کیا ہوگا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں تنقیص کے طور پر کیسے کیسے قبیح و ناپاک الفاظ استعمال کیے ہیں اسی سے انکا بغض وحسد اور عداوتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

افسوس کہ آج ان لوگوں نے امت مسلمہ کو متحد کرنے کی بجائے اسکا شیرازہ بکھیر دیا اور اُمتِ محمدیہ کے اندر تفرقہ بازی پھیلانے میں کسی بات کا لحاظ تک نہ کیا۔

جبکہ آج کفار بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ورفعت کے قائل ہیں لیکن ان حضرات نے آپ کی عظمت وشان کو کم کرنے کیلئے ایسے ناپاک الفاظ استعمال کیے کہ کفار بھی شرما جائیں۔

حضرات محترم آخر میں آپ سے یہی گزارش ہے کہ ایمان سب سے قیمتی دولت ہے

اپنے اس قیمتی سرمائے کی حفاظت کریں لیکن اسکی حفاظت تب ہی ممکن ہے کہ ایسے بدعقیدہ لوگوں سے دور رہیں کیونکہ بزرگان دین فرماتے ہیں۔

”بدمذہب کی صحبت ایمان کے لیے زہر قاتل ہے“

وما علینا الا البلاغ

☆☆☆ تمت بالخیر ☆☆☆☆

ماخذ

قرآن
کنزالایمان
خزائن العرفان
روح البیان
روح المعانی
تفسیر مظہری
فتوٰی شامی
خزائن العرفان
معجم کبیر
تفسیر صاوی
تفسیر عزیزی
حاشتہ القرآن
مسلم شریف
مشکوۃ شریف
ابن حاجہ
ابوداؤد
دارمی
جامی ترمذی سنن
دارمی دلائل الخیرت
بخاری شریف
احمد۔نسائی
مرقاۃ شرح مشکوۃ
القول البدیع
زرقانی علی المواھب
جلدالانعام
شواھد الحق
المواھب الدنیہ
الرّوح
نورالایضاح
مدارج النبوت
فیض الباری
آب حیات
حاشیہ بخاری
جمال الاولیاء
مسئلہ حاضروناظر
فقہ اکبر
شفاشریف
عوارف المعارف
انفاس العارفین
امدادالسلوک
القول الجمیل
بہجتہ الاسرار
امام بزار۔کشف الاستار
المصف۔امام ابن ابی شیبہ

قصیدۂ نعمان
الحرز الثمین
فتح العزیز
ملفوظات حکیم الامت
امداد الفتاویٰ
شیم الطیب
شرح عقائد
بہار شریعت
مقالات کاظمی
خصائص کبریٰ
الحاوی للفتاوی
مراقی الفلاح
جمع الوسائل
الجواہر المعظم
احیاء العلوم
فیوض الحرمین
فتح الملہم
المہند
حاشیہ نور الایضاح
من عقائد اہل السنۃ
جامع کبیر
نسیم الریاض
انتباہ الاذکیا
اشعۃ اللمعات
سلوک اکبر
حفظ الایمان
در مختار
ابریز شریف
حصن حصین
طبرانی، مجمع الزوائد
الکتاب الا ذکار
الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ
تحفۃ الذاکرین
امداد المشتاق
کلیات امدادیہ
نالۂ امداد غریب
تفسیر جلالین
تفسیر جامع البیان
تفسیر حسنی
تفسیر کمالین
تفسیر قرطبی
تفسیر روح البیان
تفسیر نیشاپوری
تفسیر خازن
تفسیر بیضاوی
تفسیر جمل
تفسیر ابو سعود
تفسیر ابن عباس

تفسیر عثمانی
تفسیر ثنائی
تبویب القرآن
تفسیر نسفی
تفسیر ابن کثیر
حاشیۃ الجمل
فتاوی رشیدیہ
قصائد قاسمی
تحفۃ احوذی شرح ترمذی
ھدایہ شریف
شرح صدور
ردالمختار
زبدۃ النصائق
فیض الباری
السراج الوھاج
نورالانوار
الخیرات الحسان
الکفایہ
شرح جمع الجوامع
فتح المبین
فواتح الرحموت
میزان کبریٰ
حجۃ اللہ البالغہ
عقدۃ الجید

عینی شرح بخاری
مسند
بحرالرائق
عینی شرح ھدائیہ
التمھید
حاکم
تاریخ طبری
ابن خذیمہ
الادب المفرد
مثنوی شریف
المواقف
وسائل الوصول
جمع البحار الانوار
ماثبت بالسنۃ
الدالمعظم
ماخوذ تعدیہ سحر
بیہقی شریف
اربعین نووی
طحاوی شریف
دارقطنی
مصنف عبدلرزاق
کنز العمال
موطاامام محمد
موطاامام مالک

شرح معانی الآثار
کتاب الآثار
مسند امام احمد
عمدۃ القاری
جاء الحق
توضیح البیان
مقالات کاظمی
مقالات سعیدی
شرح صحیح مسلم
عصمت انبیاء
رسائل نعیمیہ
الشفا امام ابن سنی
مسندِ ابو یعلی
المطالب العالیہ
اخبار الاخیار
اطیب النعم فی مدح سید العرب العجم
بسطان المحدثین
ضیاء القلوب
اصلاح مفاہیم
المستدرک
الوفاء
تاریخ خطیب بغدادی
شرح وقایہ
جزب القلوب
ھدیۃ المھدی
نیل الشفاء
تسلین الصدور
تحزیر الناس
جواہر الجار
التنزیل
مطالع المراۃ شرح دلائل الخیرات
افضل القراء
منصب امامت
مکتوبات دفتر
انوار الساطعہ
ابن ہشام
شواھد النبوۃ
سیرۃ خاتم الانبیاء
البدائیہ والنہائیہ
تاریخ ابن اثیر
الکامل فی التاریخ
فتاوٰی عالمگیری
قصیدہ زین العابدین
قصیدہ بردہ شریف
تبلیغی نصاب موجودہ نام فضائل اعمال
شمائم امدادیہ
الشہاب الثاقب
عقائد علماء دیوبند

تبریض النواظر
فتح القدیر
فتاوٰی ابن تیمیہ
احسن الفتاوٰی
زادالسعید
صراط مستقیم
خطبہ حواشی میر زاھد
بسط البنان
شرح شفاء
شرح شمائل محمدیہ
انفاس رحیمیہ
نشر الطیب
ثلج الصدور
مختصر سیرۃ الرسول
فیصلہ ہفت مسئلہ